حسنِ خاتمہ

کے روح پرور واقعات

عارف باللہ حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم

بانی وشیخ الحدیث اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یو کے

at-tazkiyah

.... تفصیلات ....

کتاب کا نام	:	حسنِ خاتمہ کے روح پرور واقعات
تالیف	:	حضرت مولانا محمد سلیم دھورات صاحب دامت برکاتہم
تاریخِ اشاعت	:	جمادی الاولیٰ ۱۴۴۷ھ، نومبر ۲۰۲۵ء
ناشر	:	ادارہ التزکیہ، لیسٹر، یو کے
ای میل	:	publications@at-tazkiyah.com
ویب سائٹ	:	www.at-tazkiyah.com

فہرست

پیش لفظ ۱۱

حسنِ خاتمہ کے روح پرور واقعات ۱۵

(۱) حضرت مفتی سعد اللہ صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵

(۲) حضرت مولانا سیّد احمد حسن امروہی رحمۃ اللہ علیہ ۱۵

(۳) حضرت مولانا یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۶

(۴) حضرت مولانا سعید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ۱۷

(۵) حضرت مولانا حافظ غلام صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ ۱۷

(۶) حضرت مولانا محمد صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸

(۷) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ۱۸

(۸) حضرت مولانا محمد علاء الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۹

(۹) حضرت شاہ ابو احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۰

(۱۰) حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ ۲۱

(۱۱) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۲

(۱۲) حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ ۲۳

(۱۳) حضرت مفتی عزیز الرّحمٰن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ۲۴

(۱۴) حضرت مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۴

(۱۵) حضرت مولانا حکیم رضیّ الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۲۵

(۱۶) حضرت مولانا فتح دین صاحب لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۵

(۱۷) حضرت علّامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ ۲۶

(۱۸) حضرت مولانا سیّد غلام حید ر صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ ۲۷
(۱۹) حضرت مولانا حافظ محمد عبد الغفور صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ ۲۸
(۲۰) حضرت مولانا محمد یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۲۹
(۲۱) حکیم جمیل الدّین صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ ۳۰
(۲۲) حضرت مولانا ابراہیم پٹیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۰
(۲۳) حضرت مولانا ابو السّعد احمد خان صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱
(۲۴) الحاج داود ہاشم یوسف صاحب رنگونی رحمۃ اللہ علیہ ۳۱
(۲۵) حضرت مولانا احمد شیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۲
(۲۶) حضرت حکیم الامّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۳
(۲۷) حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۴
(۲۸) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ ۳۵
(۲۹) حضرت مولانا سیّد محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۵
(۳۰) حضرت مولانا سیّد مناظر احسن صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ ۳۶
(۳۱) حضرت مولانا مطیع الحق صاحب پیامی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ۳۷
(۳۲) شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۳۷
(۳۳) حضرت مولانا مفتی سیّد شمس الدّین صاحب بڑودوی رحمۃ اللہ علیہ ۳۸
(۳۴) حضرت مفتی اسماعیل کاسوجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۳۹
(۳۵) حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ ۴۰
(۳۶) امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۴۱
(۳۷) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۱
(۳۸) حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۲
(۳۹) حضرت مولانا سیّد بدرِ عالم صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ۴۳

(۴۰) سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴
(۴۱) حضرت مولانا عبد الخالق صاحب شور کوٹی رحمۃ اللہ علیہ ۴۴
(۴۲) حضرت قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۴۵
(۴۳) حضرت مولانا شاہ وصیّ اللہ صاحب فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ ۴۶
(۴۴) حضرت مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۷
(۴۵) حضرت مولانا گل کاکا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۴۷
(۴۶) حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدّین صاحب غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ ۴۸
(۴۷) حضرت مولانا سیّد احمد شاہ صاحب چوکیروی بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۴۹
(۴۸) حضرت شاہ یعقوب صاحب مجددی بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ ۵۱
(۴۹) مولانا عبد الدیّان صاحب کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ ۵۲
(۵۰) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ۵۳
(۵۱) حضرت مولانا اکرام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۵۴
(۵۲) حضرت مولانا عرض محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۵۴
(۵۳) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۵۵
(۵۴) حضرت علّامہ دوست محمد صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ ۵۵
(۵۵) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۵۶
(۵۶) مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ۵۷
(۵۷) مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ۶۰
(۵۸) حضرت مولانا عبد الماجد صاحب دریابادی رحمۃ اللہ علیہ ۶۲
(۵۹) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ ۶۲
(۶۰) حضرت مولانا انعام کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۶۳
(۶۱) شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۶۴

(۶۲) حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۶۵
(۶۳) حضرت مولانا محمدّ علی صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۶۸
(۶۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ ۶۸
(۶۵) حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ۶۹
(۶۶) قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریّا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۷۱
(۶۷) امام القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ ۷۲
(۶۸) حضرت مولانا عبدالرّحمٰن صاحب میانوی رحمۃ اللہ علیہ ۷۳
(۶۹) حضرت مولانا محمد احسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ۷۴
(۷۰) حضرت مولانا نورالحسن صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۷۴
(۷۱) مجاہد ختمِ نبوّت حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۷۵
(۷۲) حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ ۷۶
(۷۳) حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۷۷
(۷۴) حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ ۷۸
(۷۵) حضرت مولانا مفتی محمد عمر بلوچ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۷۹
(۷۶) قطب الارشاد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ ۸۰
(۷۷) حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۱
(۷۸) حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۲
(۷۹) حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۳
(۸۰) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ۸۳
(۸۱) حضرت مولانا عبیداللہ صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ ۸۴
(۸۲) حضرت مولانا پیر غلام حبیب صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ ۸۵
(۸۳) حضرت قاری انیس احمد خان صاحب فیض آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۸۶

(۸۴) حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۶
(۸۵) حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۷
(۸۶) حضرت مولانا نیاز محمد خُتَنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۸۸
(۸۷) حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۹۰
(۸۸) حافظ الحدیث حضرت مولانا عبد اللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ ۹۱
(۸۹) حضرت مولانا رضا اجمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۹۲
(۹۰) حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۹۳
(۹۱) حضرت مولانا قاری جلیل الرحمٰن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ ۹۴
(۹۲) حضرت قاری محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۹۴
(۹۳) حضرت مولانا سیّد عطاء المنعم شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۹۵
(۹۴) حضرت مولانا سیّد مصباح اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۹۶
(۹۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۹۷
(۹۶) حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ ۹۷
(۹۷) حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ ۹۸
(۹۸) حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۰
(۹۹) حضرت مولانا قاضی عبد اللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۱
(۱۰۰) عالم ربّانی حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۱
(۱۰۱) حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۲
(۱۰۲) حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۳
(۱۰۳) مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۶
(۱۰۴) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب انصاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۸
(۱۰۵) حضرت مولانا محمد عبد اللہ صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ ۱۰۹

(۱۰۶) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ......................۱۱۰
(۱۰۷) حضرت قاری محمد سلیمان صاحب مولوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۱
(۱۰۸) مفسّرِ قرآن حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۱
(۱۰۹) حضرت مولانا حاجی محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۲
(۱۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۳
(۱۱۱) حضرت حاجی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۴
(۱۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویش صاحب رحمۃ اللہ علیہ..................................۱۱۷
(۱۱۳) مولانا سیّد عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۸
(۱۱۴) حضرت قاری عبدالغفّار صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۱۹
(۱۱۵) حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ...............................۱۲۰
(۱۱۶) حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سکّھروی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۱
(۱۱۷) حضرت مفتی نصیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۱
(۱۱۸) حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۲
(۱۱۹) مناظرِ اسلام مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۴
(۱۲۰) حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ.......................................۱۲۵
(۱۲۱) حضرت مولانا سیّد خضر اللہ صاحب حسینی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۶
(۱۲۲) حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری برنی مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۷
(۱۲۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب چکیسری رحمۃ اللہ علیہ.........................۱۲۸
(۱۲۴) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۸
(۱۲۵) محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ ۱۲۹
(۱۲۶) حضرت مولانا حفظ الرحمٰن صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ...............................۱۳۰
(۱۲۷) حضرت مولانا محمد غفران صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۱

(۱۲۸) حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۲
(۱۲۹) حضرت مولانا سیّد محمد مختار امین صاحب حسین آباد رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۴
(۱۳۰) حضرت مولانا سیّد محمد قاسم صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵
(۱۳۱) حضرت مولانا عبد القیوم صاحب چترالی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۵
(۱۳۲) حکیم حافظ عبد الرّشید صاحب چیمہ رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶
(۱۳۳) حضرت مولانا سلیمان جھانجھی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۶
(۱۳۴) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب پشاوری شہید رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۷
(۱۳۵) حکیم محمد احمد صاحب کٹھوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۸
(۱۳۶) حضرت مولانا سیّد قاسم زبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۸
(۱۳۷) مفسّرِ قرآن حضرت مولانا صوفی عبد الحمید صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۹
(۱۳۸) حضرت مولانا قاری محمد طاہر صاحب رحیمی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰
(۱۳۹) حضرت مولانا قاری سعید الرّحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۰
(۱۴۰) مفسّرِ قرآن حضرت مولانا قاری سیّد اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۱
(۱۴۱) حضرت مولانا شاہ عبد الجلیل صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۲
(۱۴۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۳
(۱۴۳) حضرت مولانا یونس پٹیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۳
(۱۴۴) حضرت مفتی عزّت اللہ صاحب صدّیقی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۵
(۱۴۵) ترجمانِ سنّت حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۵
(۱۴۶) حضرت قاری امیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۶
(۱۴۷) حضرت مولانا صفی اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۶
(۱۴۸) ناصح الاُمّت حضرت مولانا ابرار الحق صاحب کلیانوی رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۷
(۱۴۹) حضرت مولانا عبد الرّحیم متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۴۸

(١٥٠) حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب بھڑکودروی رحمۃ اللہ علیہ ١٤٩
(١٥١) شیخ الحدیث حضرت مولانا واجد حسین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ ١٤٩
(١٥٢) حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبری رحمۃ اللہ علیہ ١٥٠
(١٥٣) حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ ١٥١
(١٥٤) حضرت قاری عباس صاحب دھرم پوری رحمۃ اللہ علیہ ١٥٣
(١٥٥) حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ ١٥٥
(١٥٦) حضرت مولانا محمد حسن صاحب بوڑھانوی رحمۃ اللہ علیہ ١٥٥
(١٥٧) حضرت قاری شہید الدین احمد بندۂ الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ١٥٦
(١٥٨) حضرت مولانا یوسف تتلا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ١٥٧
(١٥٩) حضرت مفتی عبداللہ صاحب مظاہری رویدروی رحمۃ اللہ علیہ ١٥٨
(١٦٠) حضرت مولانا اسماعیل صالح جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ١٥٩
(١٦١) حضرت حاجی احمد ناخدا صاحب رحمۃ اللہ علیہ ١٦٠
(١٦٢) حضرت مفتی موسی بدات صاحب رحمۃ اللہ علیہ ١٦١
والدین ماجدین رحمۃ اللہ علیہما کا حسنِ خاتمہ ١٦٢
والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ ١٦٢
والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا ١٦٣
مأخذ ومراجع ١٦٦

پیش لفظ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

انسان کی زندگی چاہے طویل ہو یا مختصر، راحت اور آرام میں گزرے یا پریشانی اور تکلیف میں، عزت کے ساتھ کٹے یا ذلت کے ساتھ، امیری میں بسر ہو یا فقیری میں، بالآخر وہ ایک نہ ایک دن ختم ہوگی، موت ایک ایسی اٹل حقیقت ہے جس سے کسی انسان کو مفر نہیں، باری تعالیٰ کا اعلان ہے:

﴿كُلُّ نَفۡسٍ ذَآئِقَةُ الۡمَوۡتِ﴾ (آل عمران:۱۸۵)

ہر شخص موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔

موت کا یہ مرحلہ درحقیقت انسانی زندگی کا بہت اہم مرحلہ ہے، اگر کوئی شخص اس مرحلے سے ایمان کی سلامتی کے ساتھ گزر جاتا ہے تو ان شاء اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں ہمیشہ کی سرخروئی ملے گی اور اگر خدانخواستہ یہاں پہنچ کر پھسل جاتا ہے، کفر یا معصیت کی حالت میں رخصت ہوتا ہے تو پھر آخرت کی آگے کی منزلیں مشکل سے مشکل تر ہوتی چلی جاتی ہیں، ہاں مؤمن کے ساتھ اللہ تعالیٰ فضل کا معاملہ فرمادیں تو اور بات ہے۔

حسنِ خاتمہ کی اہمیت

اسی لئے ہمیں انبیاء علیہم السّلام اور سلفِ صالحین رحمۃ اللہ علیہم کی زندگی میں خاتمے کے بارے میں بڑی فکر نظر آتی ہے، چنانچہ حضرت یوسف علیہ السّلام اللہ کے حضور میں بڑی الحاح وزاری سے دعا گو ہوتے ہیں:

﴿فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّ اَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ﴾ (یوسف:۱۰۱)

اے آسمانوں اور زمین کے پیدا کرنے والے! تو دنیا اور آخرت میں میرا کارساز ہے، مجھے مسلمان ہونے کی حالت میں وفات دے اور مجھے نیک لوگوں کے ساتھ ملا دے۔

محقق ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

وَأَعْظَمُ الْمَسَائِلِ وَأَهَمُّهَا سُؤَالُ حُسْنِ الْخَاتِمَةِ وَالرِّضْوَانِ وَالْمَغْفِرَةِ[1]

اور سب سے بڑی اور سب سے اہم دعا حسنِ خاتمہ، رضاءِ الٰہی اور مغفرت کی دعا ہے۔

حضرت خواجہ عزیز الحسن صاحب مجذوب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

دنیا سے اس طرح ہو رخصت غلام تیرا
ہو دل میں یاد تیری ہو لب پہ نام تیرا

کسی اور شاعر نے خوب کہا ہے:

یا رب جسم میں جب تک میری جان رہے
تجھ پہ صدقے تیرے محبوب پہ قربان رہے
کچھ رہے یا نہ رہے پر یہ دعا ہے یا رب
نزع کے وقت سلامت میرا ایمان رہے

[1] فتح القدیر ۳/۱۶۹

اللہ تعالیٰ کے بعض خوش نصیب بندے ایسے ہوتے ہیں جو اس مشکل گھاٹی سے صرف کامیابی کے ساتھ نہیں بلکہ اس شان سے گزرتے ہیں کہ دیکھنے والوں کو ان کے حسنِ خاتمہ کا یقین ہوجاتا ہے اور دنیا ان کی سعادت مندی پر رشک کرتی ہے، اس کتاب میں بندے نے اللہ تعالیٰ کے ایسے ہی خوش نصیب بندوں کے آخری لمحات کو جمع کر کے قارئین کی خدمت میں پیش کرنے کی کوشش کی ہے۔

تالیفِ کتاب کا پس منظر

کتاب کی تالیف کا پس منظر یہ ہے کہ کورونا وائرس کی بیماری نے جس وقت پوری دنیا کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا تھا اس وقت بندے نے محسوس کیا کہ لوگ موت سے بہت گھبرائے ہوئے ہیں، اس وقت بندہ اپنے احباب کو یوں تسلی دیا کرتا تھا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ہے، موت کا اپنا ایک وقت مقرّر ہے، وہ اس وقت آ کر رہے گی، اگر موت کے لئے بیماری بطورِ سبب مقرّر ہے تو موت سے پہلے وہ بیماری آئے گی اور پھر موت واقع ہوگی، معلوم ہوا کہ بیماری موت کو نہیں لاتی بلکہ موت بیماری کو لاتی ہے، اگر ہم اپنے نفس کی اصلاح میں لگ جائیں گے، اپنے دلوں کو مزکّٰی، مجلّٰی اور مصفّٰی بنا کر اعمالِ صالحہ والی زندگی گزاریں گے تو ان شاء اللہ موت کا خوف دل سے نکل جائے گا، بلکہ اللہ سے ملاقات کا شوق پیدا ہوگا۔

لوگوں کی اس گھبراہٹ کو دیکھ کر دل میں یہ داعیہ پیدا ہوا کہ کیوں نہ اربابِ علم وفضل اور صلحاء و متقی بندوں کے حسنِ خاتمہ کے ایسے قصّے جمع کئے جائیں جن کو پڑھ کر لوگوں کے دلوں سے موت کی گھبراہٹ نکل جائے اور یہ جذبہ پیدا ہو کہ اگر ہم بھی ان حضرات کی طرح اپنے دلوں کو سنوار کر اللہ تعالیٰ کی فرماں برداری اور رضاءِ الٰہی والی زندگی گزاریں گے تو ان شاء اللہ ہمیں بھی ایسا قابلِ رشک حسنِ خاتمہ نصیب ہوگا اور ہم اس دارِ فانی سے آخرت کی ابدی زندگی کی طرف خوشی خوشی رخصت ہوں گے۔

کام کا آغاز اور اس کی تکمیل

چنانچہ اللہ کی توفیق سے بندے نے اسی وقت یہ کام شروع کر دیا، بندے کے ساتھ اس وقت مدرسے میں quarantine (قرنطینہ) میں جو چند طلبہ تھے ان کا بھی تعاون رہا اور بعد میں اور بھی دوستوں نے تعاون کیا اور الحمدللہ مختلف کتابوں سے اچھا مواد جمع ہو گیا جس کی ایک قسط (جو علماءِ دیوبند کے حسنِ ختام کے واقعات پر مشتمل ہے) آپ کے ہاتھوں میں ہے۔

یہ عجیب اتفاق ہے کہ اس کام کی تکمیل ایسے وقت پر ہو رہی ہے جب ہماری والدہ مرحومہ اپنی زندگی کے اٹھاسی (۸۸) سال قمری (پچاسی (۸۵) سال شمسی) مکمل کر کے دنیا سے ۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۴۶ھ مطابق یکم اکتوبر ۲۰۲۴ء کو رخصت ہوئیں، اللہ تعالیٰ کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ ان کو بھی حسنِ خاتمہ نصیب ہوا اور وہ بھی ہمارے والدِ مرحوم کی طرح لبوں پر مسکراہٹ کے ساتھ اس دنیا سے رخصت ہوئیں، جی چاہتا ہے کہ علماء و مشائخ کے حسنِ ختام کے تذکرے کے ساتھ ان دونوں کے حسنِ ختام کا ذکر بھی کتاب کے اخیر میں اس امید پر کر دوں کہ آخرت میں بھی انہیں ان اہل اللہ کی معیّت نصیب ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ والدین ماجدین رحمۃ اللہ علیہما کو جنّت الفردوس میں اعلیٰ مقام عطا فرمائیں، اللہ تعالیٰ اس حقیر کاوش کو اپنی بارگاہ میں شرفِ قبول عطا فرمائیں اور معاونین سمیت بندے کے لئے حسنِ خاتمہ کے حصول کا ذریعہ بنائیں، اللہ تعالیٰ قارئین کو بھی اس کتاب سے بیش از بیش فائدہ پہنچائیں، آمین یا ربّ العالمین بحرمۃ سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔

بندہ محمد سلیم دھورات عفا اللہ عنہ

خادمِ حدیثِ نبوی، اسلامک دعوہ اکیڈمی، لیسٹر، یوکے

۸ ربیع الثانی ۱۴۴۶ھ مطابق ۱۱ اکتوبر ۲۰۲۴ء

حسنِ خاتمہ کے روح پرور واقعات

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

(۱) حضرت مفتی سعد اللہ صاحب مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(جدّ امجد حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۴ رمضان ۱۲۹۴ھ مطابق ۲۲ ستمبر ۱۸۷۷ء)

[حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو] اخیر عمر میں رئیسۂ بھوپال نے عہدۂ قضا کی دعوت دی جو آپ نے قبول فرمائی اور ماہِ رمضان میں بھوپال منتقل ہونے کی تیاری شروع کر دی کہ عمر کا پیمانہ لبریز ہو گیا اور ۱۴ رمضان کو روزے کی حالت میں جب کہ قصیدۂ بردہ کا درس دے رہے تھے، آپ نے داعیٔ اجل کو لبیک کہا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۲) حضرت مولانا سیّد احمد حسن امروہی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۹ ربیع الاوّل ۱۳۳۰ھ مطابق ۱۸ مارچ ۱۹۱۲ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال سے کچھ دیر پہلے لیٹے لیٹے وعظ فرمایا، جب روح نے قفسِ عنصری سے پرواز کی تو یہ کلمات زبان پر جاری تھے: سُبۡحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمۡدِہٖ

[1] حیاتِ اسعد، ص: ۱۰۱

سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ۔ [1]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(۳) حضرت مولانا یحییٰ صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(والدِ ماجد قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریّا صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۰ ذوالقعدہ ۱۳۳۴ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۱۶ء)

[حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ] مہتمم صاحب [مولانا عنایت علی صاحب] نے مردانہ مکان میں گھستے ہی نہایت حزین آواز میں فرمایا کہ ارے، چارپائی کا رخ جلدی بدلو [یعنی قبلہ رخ کرلو]۔ اسی وقت فوراً چارپائی کا رخ بدلا گیا، چچا جان نور اللہ مرقدہ چارپائی کی غربی جانب کھڑے ہوئے یٰسٓ شریف پڑھ رہے تھے اور والد صاحب کی زبان پر نہایت سرعت کے ساتھ ضرب کے ساتھ بغیر جہر اسمِ ذات کا ذکر شدّت سے جاری تھا، بار بار جیب [زبان] تالو کو لگتی ہوئی نظر آتی تھی، اور ان کی اس ضرب کے ساتھ یہ ناکارہ بھی اسمِ ذات کا ذکر نہایت شدّتِ جہر کے ساتھ بغیر اختیار کررہا تھا، ان کی ''اللہ'' کے ساتھ میری ''اللہ'' بھی ساتھ ساتھ چل رہی تھی، جو لطف، لذّت اس وقت کے ذکر بالجہر میں آرہی تھی وہ آج تک کبھی نصیب نہیں ہوئی، چند منٹ بعد وصال ہوگیا۔ [2]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

---

[1] ۵۰ مثالی شخصیات، ص:۶۰

[2] آپ بیتی: ۱/ ۵۴۹

(۴) حضرت مولانا سعید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

(نبیرہ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا سعید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ تھے، دارالعلوم دیوبند میں مدرّس تھے، کئی روز بیمار تھے، ایک روز پوچھا کہ کیا عصر کی اذان ہوگئی؟ عرض کیا گیا کہ جی اذان ہوگئی۔ فرمایا کہ مجھے وضو کراؤ۔ عرض کیا گیا کہ آپ وضو کرنے کے قابل نہیں، نہیں کرسکتے۔ فرمایا کہ اچھا تو تیمم کراؤ۔ چنانچہ تیمم کرادیا گیا۔ فرمایا کہ لنگی بدلو۔ لنگی بدل دی گئی فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ اٹھا کر بٹھادیا گیا تو انہوں نے نماز کی نیت باندھ لی، اسی حال میں انتقال ہوگیا۔ [۱]

اِنّا لِلّٰہِ وَاِنّا اِلَیہِ رَاجِعُون

(۵) حضرت مولانا حافظ غلام صاحب راندیری رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مولانا احمد حسن صاحب کانپوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۲ جمادی الاولیٰ ۱۳۳۴ھ مطابق ۱۷ مارچ ۱۹۱۶ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی نماز کے لئے تشریف لے گئے، نماز پڑھی اور واپسی میں بچوں کے لئے بازار سے آئس کریم لیتے ہوئے مکان تشریف لائے، اہل وعیال کو کھلایا، خود بھی دو چار چمچے نوش فرمائے، آئس کریم کھاتے ہی آپ کے تمام بدن پر پسینہ آگیا اور لیٹ گئے اور فرمایا کہ بس میرا وقتِ اخیر آگیا۔ یہ فرما کر خدا تعالیٰ کی جانب متوجّہ اور سفرِ آخرت کے لئے تیار ہوگئے اور برابر کلمہ شریف پڑھتے رہے یہاں تک کہ تقریباً ترپّن (۵۳) سال کی عمر میں یہ علم وتقویٰ، ہدایت وارشاد کا آفتاب وقتِ

---

[۱] مسلک علماء دیوبند اور حبّ رسول، ص: ۱۶

عصر سے پہلے غروب ہو گیا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۶) حضرت مولانا محمد صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(برادرِ اکبر حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب وحضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہما)

(متوفّٰی ۲۵ ربیع الثانی ۱۳۳۶ھ مطابق ۷ فروری ۱۹۱۸ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ آخر میں بیمار ہو کر دہلی منتقل ہوئے اور قصاب پورہ نواب والی مسجد میں بغرضِ علاج قیام فرمایا اور شبِ جمعہ کو عشاء کی نماز کے بعد وتر کے سجدے میں انتقال فرمایا۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۷) شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۱۸ ربیع الاوّل ۱۳۳۹ھ مطابق ۳۰ نومبر ۱۹۲۰ء)

سات بجے کے بعد بہت تغیر ہو گیا اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ دنیا سے بالکل غافل ہو گئے، تنفّس طویل اور غیر طبعی ہو گیا اور انقطاع عن الدنیا وتوجّہ الی الرفیق الاعلیٰ کا گمان غالب ہونے لگا، چارپائی کے گرد حاضرین خاموشی اور آہستگی سے ذکر اللہ میں مشغول تھے کہ اسی حالت میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اس غیر فانی اور واجب الوجود ہستی کو یاد کیا جس کے نام پر اپنے آپ کو محو کر لیا تھا، یعنی بلند آواز سے تین مرتبہ ”اللہ، اللہ، اللہ“ فرمایا۔ مولانا کفایت اللہ صاحب نے سورۂ یٰسٓ شروع کی مگر وہ جوشِ گریہ اور ادب کی وجہ سے بلند آواز سے نہیں پڑھ سکتے تھے اس

---

[1] اطیب القطرات، تذکرہ بعض مشائخ گجرات، ص: ۱۰۴

[2] حالاتِ مشائخ کاندھلہ، ص: ۱۹۶

لئے مولوی حافظ محمد الیاس صاحب نے پڑھنا شروع کیا، سورت قریب الختم ہوئی تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے خود بخود حرکت کر کے اپنا بدن سیدھا اور درست کر لیا، ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر سیدھی کرلیں اور آٹھ بجے جب کہ مولوی صاحب بالکل اخیر سورت پر پہنچے تو حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ذرا آنکھ کھولی اور تصدیقِ قلبی کی تائید کے لئے زبان کو حرکت دی اور خاص اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ کی آواز پر قبلہ رخ ہو کر ہمیشہ کے لئے آنکھ بند کر لی، یسر وسہولت سے سانس منقطع ہو گیا اور روحِ مقدّس رَوۡحٌ وَّرَیۡحَانٌ وَّجَنَّتُ نَعِیۡمٍ کی بہار دیکھنے کے لئے تمام اہلِ اسلام کو یتیم و بے کس چھوڑ کر دنیا سے رخصت ہوئی اور رفیقِ اعلیٰ سے جا کر مل گئی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۸) حضرت مولانا محمد علاء الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(مسترشد حضرت شاہ عبدالرّحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ ربیع الاوّل ۱۳۴۱ھ مطابق ۲۹ اکتوبر ۱۹۲۲ء)

حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے [مولانا محمد علاء الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو] حضرت اقدس مولانا شاہ عبدالرحیم صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کرا دیا تھا اور دربارِ رحیمی سے وابستگی قائم ہوگئی تھی، ملازمت کے بعد کا زمانہ علالت میں گزرا، مختلف مقامات پر علاج کراتے رہے مگر کوئی علاج کارگر نہ ہوا، ۸ ربیع الاوّل کو کاندھلہ میں وفات پائی، آخری حالات رشک آفرین تھے، اخیر وقت میں بار بار فرمایا کہ مجھے حور وغلمان کی حاجت نہیں، میں نے جو کچھ کیا ہے اپنے مولیٰ کی رضا کے لئے کیا ہے۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] حیاتِ شیخ الہند، ص:۱۸۸

[2] حالاتِ مشائخ کاندھلہ، ص:۱۷۵

(۹) حضرت شاہ ابو احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(والدِ ماجد حضرت شاہ یعقوب صاحب مجدّدی بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۸ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۲ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۱۹۲۳ء)

حضرت شاہ پیر ابو احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے عہد کے مشائخ کبار میں سے تھے، وہ غایت درجے میں سنّت کے متّبع تھے، شاہ صاحب کی پوری زندگی سنّتِ نبوی کے سانچے میں ڈھلی ہوئی تھی، آپ سنّت کے عامل ہی نہیں بلکہ اس کے حریص تھے، ادعیۂ ماثورہ اور اذکارِ مسنونہ کا بے حد اہتمام فرماتے تھے، زیادہ اوقات اذکار و اشغال اور مراقبات میں گزارتے تھے، ہر چیز میں اتّباعِ سنّت کو مقدّم رکھتے تھے، اپنے معمولات کا بہت اہتمام رکھتے تھے، بعد نمازِ فجر اور بعد نمازِ ظہر تلاوتِ قرآنِ مجید فرماتے تھے۔

وفات سے چند روز پہلے تک تمام معمولات جاری رہے، نماز کا اسی طرح کھڑے ہو کر طولِ قراءت کے ساتھ پڑھنا، قرآنِ مجید کی دونوں وقت تلاوت کرنا، ختمِ خواجگان کی پابندی، ہفتے میں دو دن کے روزے، غرض سب کام اسی شان پر جاری تھے، جب بالکل معذور ہو گئے تو بیٹھ کر اور پھر بعد میں لیٹ کر نماز پڑھنے لگے، آخر وقت تک کوئی نماز قضا نہیں ہوئی، اتّباعِ سنّت کی حرص تو گویا خمیر میں داخل ہو چکی تھی، آخر وقت میں جب بار بار پانی میں ہاتھ تر کر کے چہرۂ مبارک پر پھیرتے تھے تو اس وقت یہ دعا وردِ زبان تھی:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ وَارْحَمْنِيْ وَأَلْحِقْنِيْ بِالرَّفِيْقِ الْأَعْلٰى

اے اللہ! میری مغفرت فرما، مجھ پر رحم فرما اور مجھے رفیقِ اعلیٰ کے ساتھ ملا دے۔

اسی حالت میں یہ کلمات بھی زبان سے ادا ہوتے سنے گئے:

یا اللہ! میرے گناہوں پر پردہ ڈال دے اور اپنی مغفرت میں چھپا لے۔

قاضی محمد یحییٰ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا کہ قاضی صاحب! اگر کوئی سنّت اس وقت رہ جائے تو مجھے بتلا دیجئے گا۔

وفات سے پہلے ہر شخص سے بار بار پوچھتے تھے کہ جمعرات کا دن کب ہے؟ مخصوص خدّام کو یہ سوال سن کر کھٹکا ہو گیا تھا اور سمجھ گئے تھے کہ شاید حضرت کا وصال جمعرات ہی کے دن ہوگا کیونکہ اس قسم کے امور بعض اولیاء اللہ کو الہام کر دئے جاتے ہیں۔

۱۸ جمادی الاولیٰ جمعرات کے دن صبح کو وصیّت نامہ کی تکمیل کا حکم دیا، چنانچہ حسبِ ہدایت وصیّت نامہ مرتّب کیا گیا، ظہر کی نماز ادا فرمائی، دو بجے دن کو دہلی سے حکیم اجمل خان حسبِ طلب تشریف لائے، مزاج کا حال دریافت کیا تو فرمایا کہ اب مزاج کہاں ہے۔ پھر حکیم صاحب نے دوا دینے کی اجازت چاہی تو فرمایا کہ اب دوا کی ضرورت نہیں۔ نمازِ عصر کی تیاری کا وقت تھا کہ ایک دم کچھ حرکت فرمائی اور نہایت آہستگی سے کچھ فرماتے ہوئے اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۰) حضرت مولانا محمد علی صاحب مونگیری رحمۃ اللہ علیہ

(بانی دار العلوم ندوۃ العلماء، لکھنؤ)

(متوفّٰی ۹ ربیع الاوّل ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ستمبر ۱۹۲۷ء)

منگل ۹ ربیع الاوّل کو زوالِ آفتاب کے قریب ایسا محسوس ہوا کہ یہ آفتابِ رشد و ہدایت بھی عنقریب غروب ہونے والا ہے، اب وقت پورا ہو چکا تھا، ظہر کی نماز کے بعد

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲ / ۱۲-۱۵

دو بجے دن میں ''اللہ، اللہ'' کرتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۱) حضرت مولانا خلیل احمد صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۱۵ ربیع الثّانی ۱۳۴۶ھ مطابق ۱۳ ۱۱ اکتوبر ۱۹۲۷ء)

[سہ شنبہ یعنی منگل کی] تمام رات کلمہ واستغفار اور درود ورد زبان رہا، مطلق نیند نہیں آئی، صباح سہ شنبہ نمودار ہوئی تو نماز فجر پلنگ پر بیٹھ کر ادا فرمائی مگر پسینہ اور بردِ اطراف بڑھتا جارہا تھا اور وقت پکار رہا تھا کہ یہ صبح ہوش وحواس کی آخری صبح ہے، دن میں دوا دارو کا خدّام کو اہتمام رہا مگر نہ پیشاب ہوا نہ کوئی دوا ہضم ہوئی، ظہر کے وقت اتنا ضعف ہوگیا کہ وضوء بھی کرنے کی طاقت نہ رہی اور تیمم فرما کر پلنگ پر بحالتِ قعود نماز پڑھی اور اس کے بعد حرکت وسکون بے تکلف اور دوسرے کا محتاج ہوگیا، عصر کے وقت ہوش وحواس میں اختلال شروع ہوگیا اور امام کی آواز پر خود رکوع نہ کیا بلکہ جب حاجی مقبول احمد صاحب نے رکوع کا لفظ کہہ کر اشارہ کیا اور جب سجدہ کو کہا تو سجدہ کرلیا، اس طرح چار رکعات بمشکل پوری کراکے آپ کو لٹا دیا گیا اور اس کے بعد سکوت بڑھتا گیا کہ اس سے پہلے بات کا سمجھنا اور جواب دینا یا ازخود کوئی بات فرمانا برابر جاری تھا، مغرب کے وقت مولانا سیّد احمد صاحب نماز پڑھانے کے لئے آئے تو بالکل غفلت تھی کہ نماز کے واسطے پکار کر اطلاع کی مگر کچھ جواب نہ ملا اور نہ اٹھنے کی طاقت محسوس ہوئی، خدّام نے اپنی نماز علیٰحدہ پڑھ لی مگر انتظار رہا کہ کچھ التفات یا افاقہ ہو تو نماز کے لئے عرض کیا جائے گا لیکن بالکل دنیا سے قطع تعلق ہو چکا تھا اور سوائے پاسِ انفاس کے نہ کوئی حرکت تھی نہ کسی بات کا جواب نہ سوال، شب میں ایک دو مرتبہ زمزم ڈالا گیا تو اس

[1] سیرت مولانا سیّد محمد علی مونگیری، ص: ۴۱۷

کے حلق سے اترنے میں بھی تکلّف ہوا، لہٰذا وہ بھی ترک کر دیا گیا، پورے چوبیس گھنٹے اس عالمِ خموشی میں گزار کر بیوم چہارشنبہ [بدھ کے دن] منزلِ مقصود پر پہنچ لئے کہ بآواز بلند ”اللہ، اللہ“ کہنا شروع کیا اور دفعتاً آنکھیں بند کر کے خاموش ہو گئے۔ [۱]

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

(۱۲) حضرت مولانا حافظ محمد احمد صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

(فرزندِ ارجمند حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ و مہتمم دارالعلوم دیوبند)

(متوفّٰی ۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۴۷ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۲۸ء)

[حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کسی کام کے سلسلے میں حیدرآباد دکن تشریف لے گئے تھے کہ] بواسیر کا دورہ شروع ہوا، خون بکثرت آیا اور طبیعت اتنی نڈھال ہوگئی کہ لوگ زندگی سے مایوس ہو گئے، تمام مقامی احباب و خدّام کا مشورہ یہ طے پایا کہ اب جلد سے جلد آپ کو دیوبند پہنچایا جائے، چنانچہ سیکنڈ کلاس کا ایک پورا کمرہ [ڈبّہ] ریزرو کرایا گیا، ریل گاڑی روانہ ہوئی، جب حیدرآباد سے تقریباً ۸۰ میل پہنچی اور نظام آباد کا اسٹیشن قریب آیا تو رفقاء میں سے مولانا محمد علی صاحب سے حضرت مولانا اشرف علی تھانوی کو (جو اس وقت دارالعلوم کے سرپرست تھے) خط لکھوایا، اس میں یہ جملہ خصوصیت سے قلمبند کرایا کہ ”الحمد اللہ میرا قلب غافل نہیں بلکہ ذاکر ہے اور میں حق تعالیٰ کی ہر تقدیر پر دل سے راضی ہوں۔“ خط لکھ کر قضاءِ حاجت سے فراغت پائی اور اپنی سیٹ پر سیدھے لیٹ کر مولانا محمد علی سے فرمایا کہ چادر ہر طرف سے درست کر دو اور یہ دیکھو کہ میرے کپڑوں پر کسی نجاست وغیرہ کا اثر تو نہیں ہے کیونکہ ملائکہ علیہم السلام کو بدبو سے اذیت ہوتی ہے۔ خادموں نے عرض کیا کہ حضرت! کپڑے پاک وصاف ہیں۔ اس کے بعد عقدِ انامل پر تسبیح و ذکر اللہ شروع کیا، ۲۹ کے عدد

---

[۱] تذکرۃ الخلیل، ص: ۴۲۵، ۴۲۶

پر عقدِ انامل تھا کہ ''اللہ'' کے لفظ کے ساتھ روح پرواز کرگئی، قبضِ روح کے وقت سب خدّام نے ایک تیز قسم کی آسمانی رنگ کی چمک محسوس کی جس نے سب کی نگاہوں کو خیرہ کر دیا، یہ چمک آنی تھی، جوں ہی ختم ہوئی تو قبضِ روح ہو چکا تھا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۳) حضرت مفتی عزیز الرحمٰن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

(اوّل مفتیٔ اعظم دارالعلوم دیوبند)

(متوفّٰی ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۴۷ھ مطابق ۲۹ نومبر ۱۹۲۸ء)

[حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ] فتاویٰ سے حضرت کے شغف کا یہ عالم تھا کہ وفات سے پہلے بھی ایک فتویٰ ہاتھ میں تھا جس کو موت ہی نے ہاتھ سے چھڑا کر سینے پر ڈال دیا تھا، [یعنی افتاء کے کام میں مشغولی کی حالت میں آپ اللہ کی رحمت کی آغوش میں پہنچے]۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۴) حضرت مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۹ ربیع الاوّل ۱۳۴۸ھ مطابق ۱۴ اگست ۱۹۲۹ء)

حضرت مولانا حکیم رحیم اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری دور کے ارشد تلامذہ میں سے تھے، باوضع اور وظائف کے بڑے پابند تھے، سفرِ حج کے دوران مکّہ

---

[1] ۵۰ مثالی شخصیات، ص: ۱۰۳، ۱۰۴

[2] چند عظیم شخصیات، ص: ۳۰

مکرّمہ میں حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت کی تھی، حکیم صاحب نے ۹ ربیع الاوّل کو جمعہ کے روز وفات پائی، مرض کی وجہ سے صاحبِ فراش ہو گئے تھے، بیٹھ کر ظہر کی نماز پڑھی اور سلام پھیرتے ہی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۵) حضرت مولانا حکیم رضیّ الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی یکم شوّال ۱۳۵۰ھ مطابق ۸ فروری ۱۹۳۲ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ عید الفطر کو خوش وخرم تھے، نماز پڑھانے کے لئے عیدگاہ گئے، ظہر بھی معمول کے مطابق مسجد میں جماعت کے ساتھ ادا کی، اس کے بعد چائے پی، تقریباً ساڑھے تین بجے مولانا عزیز الحسن، مولانا شمس الحسن، مولوی حکیم عبد الحمید اور حکیم شفیق الرحمٰن اور صوفی محمد حنیف سے مسجد کی مرمّت اور نئی تعمیر وغیرہ کے متعلق گفتگو اور مشورہ کر رہے تھے، باتیں کرتے کرتے سرموڑھے [کرسی] سے ٹکالیا، خیال ہوا کہ تھک گئے مگر دیکھا تو حرکتِ قلب بند ہو چکی تھی اور رخصت ہو گئے تھے۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۶) حضرت مولانا فتح دین صاحب لائل پوری رحمۃ اللہ علیہ

(مسترشد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ۱۳۰۳ھ میں قطب الاقطاب حضرت مولانا رشید احمد صاحب

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲/۲۴

[2] سہ ماہی احوال وآثار کاندھلہ، اشاعتِ خاص بیادِ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی، ص: ۱۳۹

گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے اور منازلِ سلوک طے کرتے رہے، حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد شیخ الہند مولانا محمود حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طرف رجوع کیا، دار العلوم دیوبند کے ۱۳۲۸ھ جلسۂ دستار بندی کے موقع پر شیخ الہند کی خصوصی دعوت پر شریک ہوئے، (دار العلوم) جاتے ہوئے بوریوں میں بند کر کے مسواکیں لے گئے تھے، حضرت شیخ الہند نے بہت پسند فرمایا کہ آپ یہ بہت کام کی چیز لائے ہیں، غالباً چار بوریاں تھیں وہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دستِ مبارک سے ایک ایک مسواک مہمانوں میں تقسیم فرمائیں، تمام عمر احیاءِ سنّت اور اماتتِ شرک و بدعت میں گزار دی، اس علاقے [لائل پور] میں آپ کا وجود مُنعمات میں سے تھا، آخر میں تمام اوقات ذکرِ الٰہی میں گزرتے تھے، موت بھی ذکرِ الٰہی میں مصروفیّت کی حالت میں نصیب ہوئی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۷) حضرت علّامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۳ صفر ۱۳۵۲ھ مطابق ۲۹ مئی ۱۹۳۳ء)

[حضرت مولانا انظر شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ] میری خالہ کا بیان ہے کہ میں نے گھر میں جلتے ہوئے چراغ کو پست کیا تو گھر کا پورا صحن سفید پوش انسانوں سے جن کے سروں پر عربی عمامے تھے لبریز ہو گیا، مجھے کبھی اپنی آنکھوں پر شبہ ہوتا اور کبھی اس منظر پر حیرت ہوتی، کیا یہ دار العلوم دیوبند کے طلبہ ہیں؟ لیکن آج تو اندر آنے کی اجازت نہیں، کیا یہ بلند پایہ علماء کا گروہ ہے جنہیں ان کی خصوصیت کی بنا پر آنے کی اجازت مل گئی، لیکن ان کے منوّر چہرے، عربی طور وطریق میرے تمام تخیلات کو غلط کر دیتے، اس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں تمام انسانوں کی جان ہے، نہ میری

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۱۷/۲

آنکھیں دیکھنے میں غلطی کررہی تھیں اور نہ صورتِ واقعہ کے بیان میں کسی مبالغے سے کام لیا، دیوار پر آویزاں گھنٹے [گھڑی] نے اپنی مانوس آواز میں بارہ بجائے، حضرت شاہ صاحب ایک ناقابلِ گفتنی اضطراب کے ساتھ پلنگ پر اُٹھ بیٹھے [اور فرمانے لگے] کہ بھائی! مجھے پانی پلادو۔ [آپ نے] کانپتے ہوئے ہاتھوں سے گلاس کو [اپنے] ہونٹوں تک پہنچایا، ابتدا میں حَسْبُنَا اللّٰہُ اور خاتمہ کلمۂ توحید کے پاکیزہ ورد پر، خود ہی چارپائی پر قبلہ رخ ہو گئے، وہ مقدّس ہجوم جس نے گھر کے ماحول کو لبریز کررکھا تھا کوئی چیز ہاتھوں میں تھام کر بلند آواز سے کلمۂ طیبہ کا ورد کرتا ہوا گھر سے باہر جارہا ہے، میں نے جھک کر دیکھا تو پیشانی پسینہ آلود تھی اور شاہ صاحب مرحوم ساکت اور صامت لیٹے ہوئے تھے، دنیا میں اندھیرا چھا گیا اور روشنی گل ہوگئی، علم وکمال کا آفتاب غروب ہو گیا اور رشد و ہدایت کا روشن چراغ بجھ گیا۔ [1]

اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۸) حضرت مولانا سیّد غلام حیدر صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ

(والدِ ماجد علّامہ شمس الحق صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ذوالحجّہ ۱۳۵۲ھ مطابق مارچ ۱۹۳۴ء)

حضرت مولانا سیّد غلام حیدر صاحب رحمۃ اللہ علیہ علوم دینیہ میں ایک خاص مقام رکھتے تھے، پشتو اور فارسی زبان کے بلند پایہ شاعر تھے، آپ کے کلام میں عالمانہ شان تھی اور صوفیانہ رنگ جھلکتا تھا، ذوالحجّہ کے مبارک مہینے میں حالتِ سجدے میں آپ کا وصال ہوا۔ [2]

اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] حیاتِ محدّث کشمیری، ص: ۵۸، ۵۹

[2] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۳۱/۲

(۱۹) حضرت مولانا حافظ محمد عبد الغفور صاحب فاروقی رحمۃ اللہ علیہ

(فرزند امام اہل السنت علّامہ عبد الشکور صاحب لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ شعبان ۱۳۵۴ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۳۵ء)

حضرت مولانا عبد الغفور صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا وصال جوانی میں ہوا، ۸ شعبان المعظّم کو بخار آیا جو آناً فاناً بڑھتا گیا اور پھر اسی میں سرسامی کیفیت پیدا ہوگئی، چنانچہ ایک دن اسی عالم میں اپنے والدِ ماجد حضرت لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ سے جو سرہانے ہی بیٹھے تھے مخاطِب ہوتے ہوئے کہا کہ ابّا! ابّا! دیکھئے یہ کون لوگ ہیں جو یہ پڑھتے ہوئے جا رہے ہیں:

﴿وَسِيْقَ الَّذِيْنَ اتَّقَوْا رَبَّهُمْ اِلَى الْجَنَّةِ زُمَرًا ؕ حَتّٰٓى اِذَا جَآءُوْهَا وَفُتِحَتْ اَبْوَابُهَا وَقَالَ لَهُمْ خَزَنَتُهَا سَلٰمٌ عَلَيْكُمْ طِبْتُمْ فَادْخُلُوْهَا خٰلِدِيْنَ﴾

اور جو لوگ اپنے پروردگار کی نافرمانی سے ڈرتے اور بچتے رہے، انہیں جنت کی طرف گروہوں کی شکل میں لے جایا جائے گا، یہاں تک کہ جب وہ اس کے پاس آئیں گے اس حال میں کہ اس کے دروازے کھلے ہوئے ہوں گے، اور اس کے محافظ (فرشتے) ان سے کہیں گے کہ تم پر سلام ہو، تم اچھے رہے، پس تم اس (جنت) میں ہمیشہ کے لئے داخل ہو جاؤ۔

والدِ ماجد نے فرمایا کہ ہاں ہاں بیٹے! یہ تمہیں صحت کی خوش خبری دی جا رہی ہے۔

آپ کے انتقال کے بعد حضرت امامِ اہل السنت علّامہ لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ نے گھر والوں سے کہا کہ یہ آیت ان کی موت اور پھر موت کے بعد ان کی مغفرت کی بشارت کے طور پر انہیں سنائی جا رہی تھی اور مجھے احساس بھی ہو گیا تھا کہ وقتِ موعود آ چکا ہے، مگر اُس وقت

اس کا اظہار کرنا مناسب نہ تھا۔ [۱]

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

(۲۰) حضرت مولانا محمد یاسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(والد ماجد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۹ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱ مئی ۱۹۳۶ء)

[حضرت مفتی محمد رفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ] شبِ جمعہ میں مغرب کے وقت حالت نازک اور بالکل نزع کا سا عالم تھا، ناچیز راقم الحروف کی محترم دادی جان نے والد ماجد [حضرت مفتی محمد شفیع صاحب] سے فرمایا کہ اس وقت تم مسجد نہ جاؤ، نمازِ مغرب یہیں ادا کرلو۔ مگر جماعت کے اس عاشق [مولانا محمد یاسین صاحب] نے اسی نزع کی حالت میں فرمایا کہ نہیں، مسجد [جاؤ]۔ حضرت والد ماجد نے حکم کی تعمیل کی۔

جمعہ کو صبح صادق کے وقت والد صاحب [حضرت مفتی محمد شفیع صاحب] کو اُٹھایا کہ میرے کپڑے اور بدن پاک کرنے میں جلدی کرو، نماز قضا نہ ہو جائے۔ کپڑے اور بدن پاک ہونے کے بعد فرمایا کہ مجھے وضوء کے لئے بٹھاؤ۔ والد ماجد نے اُٹھایا تو معلوم ہوا کہ اعضاء کی جان ختم ہو چکی ہے، اُٹھاتے ہی آنکھیں چڑھ گئیں، حالت بدل گئی، لٹا دیا گیا پھر کچھ سکون ہوا اور ذکر و توبہ و استغفار کرنے لگے، پھر اچانک دادی جان سے فرمایا کہ رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم...... اتنے الفاظ تو سنے گئے، اس کے بعد کوئی کلمہ ایسا فرمایا کہ تشریف لائے یا اس کے ہم معنی جو سمجھ میں نہیں آیا، نزع شروع ہو چکا تھا، کلمۂ طیبہ پڑھتے رہے یہاں تک کہ آواز ختم ہو گئی مگر زبان کی حرکت باقی رہی، بالآخر چند

---

[۱] امامِ اہل السنت علّامہ عبد الشکور صاحب فاروقی لکھنوی، حیات وخدمات، ص: ۶۸۲

منٹ میں ان سب حرکات کو ہمیشہ کے لئے سکون ہو گیا اور آپ کی اس دعا کی مقبولیّت ظاہر ہو گئی جو اکثر پڑھا کرتے تھے:

جب دمِ واپسیں ہو یا اللہ
لب پر ہو لا الہ الا اللہ[1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۲۱) حکیم جمیل الدّین صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

(رکنِ شوریٰ دارالعلوم دیوبند)

(۱۸ صفر ۱۳۵۵ھ مطابق ۱۰ مئی ۱۹۳۶ء)

حکیم جمیل الدّین صاحب دارالعلوم دیوبند کی شوریٰ کے رکن تھے اور حکیم اجمل خاں کے استاذ تھے، حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی کے شاگرد تھے، تہجد کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا کر رہے تھے، اسی حال میں ان کا انتقال ہو گیا۔[2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۲۲) حضرت مولانا ابراہیم پٹیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(استاذ مدرسہ اسلامیہ، کفلیتہ)

(متوفّٰی ۱۳۵۹ھ مطابق ۱۹۳۹ء)

حضرت مولانا ابراہیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے، جب ﴿يَا أَيَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً﴾ پر پہنچے تو آپ کی روح پرواز کر گئی اور آپ

[1] حیات مفتیٔ اعظم، ص: ۲۲

[2] مسلک علماء دیوبند اور حبّ رسول، ص: ۱۷

اپنے مالکِ حقیقی سے قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے جا ملے۔[1]

اناللہ وانا الیہ راجعون

(۲۳) حضرت مولانا ابوالسّعد احمد خان صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

(بانی خانقاہ سراجیہ، کندیاں)

(متوفّٰی ۱۲ صفر ۱۳۶۰ھ مطابق ۱۴ مارچ ۱۹۴۱ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو آخری عمر میں متعدد جسمانی عوارض لاحق ہو گئے تھے جن میں ضیق النَّفس سب سے زیادہ تکلیف دہ تھا، ارادت مندوں میں سے کئی حکیموں نے علاج کیا مگر افاقہ نہ ہوا، بالآخر کانپور کے احباب کی استدعا پر ۲ مارچ کو بغرضِ علاج وہاں تشریف لے گئے، ڈاکٹر عبد الصمد کانپوری کے علاج سے افاقہ ہوا، کافی صحت یاب ہو گئے اور کلکتہ جانے کا پروگرام بنایا مگر روانگی سے ایک دن پہلے ۱۴ مارچ کو سحری کے وقت بیدار ہوئے، بحالتِ مراقبہ تکیہ پر سر رکھا اور اسی حالت میں رفیقِ اعلیٰ سے جا ملے۔[2]

اناللہ وانا الیہ راجعون

(۲۴) الحاج داود ہاشم یوسف صاحب رنگونی رحمۃ اللہ علیہ

(مجازِ صحبت حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۱ صفر ۱۳۵۹ھ مطابق ۲۰ مارچ ۱۹۴۰ء)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو اچانک ایک دن رات کو مرض کا اثر ہوا اور اب کی مرتبہ بیماری کے ضعف کی وجہ سے قلب پر اثر پڑا اور سانس کی آمد و رفت میں کمی ہوئی، لیکن حالت کچھ ایسی

---

[1] انفاسِ قدسیہ در تذکرہ بعض علماء کفلیتہ، ص: ۵۶

[2] تذکرہ مشائخ دیوبند، ص: ۳۱۲

تشویشناک نہیں تھی کیونکہ اس سے قبل کئی مرتبہ مرض کا حملہ اس سے سخت اور زیادہ تکلیف دہ ہوا تھا اور اللہ نے آرام دیا اور مرحوم کو بھی کبھی مایوسی نہیں ہوئی، مگر اس مرتبہ جب حملہ ہوا تو مایوس ہوگئے اور ایک دن پیشتر ہی سے کہنے لگے کہ میرا وقت آ گیا ہے۔ اور وفات کے دن جو [بھی] سامنے آتا اس سے معافی مانگتے اور دن بھر توبہ اور استغفار کرتے رہے اور کہتے رہے کہ میں گنہگار ہوں، تمہارے سامنے توبہ و استغفار کرتا ہوں، تم لوگ شاہد رہنا۔ بار بار اپنے دونوں محبوب صاحبزادوں کو بلاتے رہے اور تلقین و وصیّت کرتے تھے اور ہر گھڑی مدرسہ اور دار العلوم کا خیال رہا اور بار بار فرماتے رہے کہ دیکھو محمود اور سلیمان! یہ مدرسہ تمہارے سپرد کرتا ہوں۔ شام کے وقت اپنے دونوں چچا زاد بھائیوں جناب ابراہیم محمد یوسف اور اسماعیل محمد یوسف کو اپنی اولاد کی دیکھ بھال کے لئے کہتے رہے اور ان ہی کے سپرد کیا، اور مرحوم کے بچپن کے دوست جناب ابراہیم مودن صاحب کو بھی کہا کہ میں مدرسہ آپ کے سپرد کرتا ہوں۔ غرض کہ دن بھر توبہ و استغفار اور وصیّت و نصیحت میں گزارا اور رات کو عشاء کی نماز تکلیفِ شدید کی وجہ سے ادا نہ فرما سکے تو زبان پر کلمہ اور درود جاری رہا حتّٰی کہ اجلِ مسمّٰی [موت کا مقرّر وقت] قریب آ گیا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۲۵) حضرت مولانا احمد شیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ رمضان المبارک ۱۳۶۱ھ مطابق ۱۸ ستمبر ۱۹۴۲ء)

حضرت مولانا احمد شیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت قاری طیّب صاحب قاسمی، حضرت مولانا شمس الحقّ افغانی اور حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہم جیسے اصحابِ علم وفضل کے

---

[1] چند روشن ستارے برما ملک میں، ص: ۱۱۰

استاذ ہونے کا شرف حاصل ہے، ۸ رمضانُ المبارک کو مسجد میں عشاء کی فرض نماز پڑھتے ہوئے آپ کا انتقال ہوا۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۲۶) حضرت حکیم الاُمّت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۱۵ رجب ۱۳۶۲ھ مطابق ۳۰ جولائی ۱۹۴۳ء)

جس طرح حضور نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری کلمات اَلصَّلٰوۃَ وَمَا مَلَکَتْ أَیْمَانُکُمْ تھے اسی طرح حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آخری فکر نماز اور حقوق کی تھی، خواجہ صاحب سے آخری ایّام میں فرماتے تھے کہ مجھے دو چیزوں کا بہت خیال ہے، نماز کا اور حقوق کا۔ بالآخر جب سر کنے کی بھی سکت باقی نہ رہی تھی تو لیٹے لیٹے تیمم اور اشاروں سے نماز ادا فرمانے لگے اور اخیر وقت تک ایک نماز بھی قضا نہ کی، یہاں تک کہ آخری غشی اور انتقال سے تھوڑی دیر ہی پہلے دریافت فرمایا کہ مغرب میں کیا دیر ہے؟ عرض کیا گیا کہ دس منٹ ہیں۔ فوراً مکرّر استفسار فرمایا کہ وقت آنے میں یا وقت جانے میں؟

آخری غشی سوا گھنٹہ طاری رہی اور اس کے بعد اخیر تک ہوش نہیں آیا، البتہ سانس تیزی سے اور آواز کے ساتھ چلتا رہا، مولانا ظفر احمد صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ یٰسٓ شریف پڑھتے رہے اور آبِ زمزم چمچے سے دہن مبارک میں ڈالتے رہے، خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اور دوسرے حضرات نہایت حسرت سے حضرت کے اس دنیا سے رخصت ہونے کا نظّارہ بے بسی کے عالم میں کھڑے دیکھ رہے تھے کہ مستورات نے پردہ چاہا، اعزّہ اندر رہے اور باقی حضرات نمازِ عشاء ادا کرنے چلے گئے، وہ ابھی نماز پڑھ ہی رہے

---

[۱] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲/۳۵،۳۶

تھے کہ آپ نے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ [1]

انا للہ وانا الیہ راجعون

(۲۷) حضرت جی مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۲۲ رجب ۱۳۶۳ھ مطابق ۱۳ جولائی ۱۹۴۴ء)

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ کو رات سے سفر [آخرت] کا اہتمام تھا، پوچھا کہ کیا کل جمعرات ہے؟ عرض کیا گیا کہ جی ہاں! فرمایا کہ میرے کپڑوں کو دیکھ لو، کہیں کوئی نجاست تو نہیں ہے؟ یہ معلوم کر کے کہ نہیں ہے اطمینان اور خوشی ہوئی، چار پائی سے اتر کر وضو کے ساتھ نماز پڑھنے کی خواہش کی مگر تیمار داروں نے منع کیا، جماعت کے ساتھ عشاء کی نماز شروع کی مگر قضاءِ حاجت کی ضرورت پیش آ گئی، بعد میں دوسری جماعت سے حجرے میں نماز پڑھی، فرمایا کہ آج کی رات دعا اور دم کثرت سے کراؤ۔ یہ بھی فرمایا کہ آج میرے پاس ایسے لوگ رہنے چاہئے جو شیاطین اور ملائکہ کے اثرات میں امتیاز کر سکیں۔ مولوی انعام الحسن صاحب سے پوچھا کہ وہ دعا کس طرح ہے ''اَللّٰھُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَکَ''؟ انہوں نے پوری دعا یاد دلائی: ''اَللّٰھُمَّ اِنَّ مَغْفِرَتَکَ اَوْسَعُ مِنْ ذُنُوْبِيْ وَرَحْمَتَکَ اَرْجٰی عِنْدِيْ مِنْ عَمَلِيْ۔'' یہ دعا وردِ زبان رہی، فرمایا کہ آج یوں جی چاہتا ہے کہ مجھے غسل کرا دو اور نیچے اتار دو، دو رکعت نماز پڑھ لوں، دیکھو پھر نماز کیا رنگ لاتی ہے۔ بارہ بجے گھبراہٹ کا ایک دورہ پڑا جس پر ڈاکٹر کو فون کیا گیا، ڈاکٹر آئے اور گولی دی، رات کو بار بار ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کی آواز آتی رہی، پچھلے پہر مولوی یوسف صاحب اور مولوی اکرام الحسن صاحب کو یاد فرمایا، مولوی یوسف صاحب سے فرمایا کہ یوسف! آمل لے، ہم تو چلے۔ اور صبح کی اذان سے پہلے جان

---

[1] سیرتِ اشرف، ص: ۷۰۳-۷۰۹

جانِ آفریں کے سپرد کی اور عمر بھر کا تھکا مسافر جو شاید کبھی اطمینان کی نیند نہ سویا ہو منزل پر پہنچ کر میٹھی نیند سو یا۔ [1]

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

(۲۸) حضرت مولانا مرتضیٰ حسن صاحب چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ و خلیفہ حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲ ربیع الثانی ۱۳۷۱ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۵۱ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو عشاء کے وضوء کے بعد معمولی سردی معلوم ہوئی، کچھ دیر بعد حرارت ہوگئی، آپ نے عشاء کی نماز ادا فرمائی، اس کے بعد وہی سردی کی کیفیت طاری ہوگئی اور حالتِ غشی طاری ہوگئی، اس حالت میں بھی زبان متحرّک اور مصروفِ ذکر رہی، کچھ ہوش آنے پر ذکر میں آواز بلند ہو جاتی تھی، تقریباً ایک ہفتہ تک یہی حالت رہی، ذکر کے سوا زبان سے کچھ نہیں نکلتا تھا، اس عرصے میں توجّہ الی اللہ کے ساتھ ذکر کرتے رہے، ۲۱ دسمبر کو بآوازِ بلند کلمۂ طیّبہ پڑھتے ہوئے انتقال فرمایا۔ [2]

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

(۲۹) حضرت مولانا سیّد محمد اسحاق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شاہ عبد القادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲ صفر ۱۳۷۵ھ مطابق ۲۳ ستمبر ۱۹۵۵ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ۲ صفر بروز جمعہ بوقتِ صبح دس بجے اپنے مکان سے مطب میں

---

[1] حضرت مولانا الیاس صاحب اور ان کی دینی دعوت، ص: ۲۱۱

[2] بیس علماءِ حق، ص: ۹۷

تشریف لائے جہاں زائرین پہلے سے جمع تھے جو آپ سے ملنے اور جمعہ کی نماز ادا کرنے کی غرض سے قرب و جوار سے آئے ہوئے تھے، ان سب لوگوں سے آپ نے آخری ملاقات فرمائی تقریباً دس منٹ اور پھر مکان میں تشریف لے گئے اور چاشت ادا فرمائی، دس بج کر بیس منٹ پر چار پائی پر لیٹ گئے، زبان پر اللہ تعالیٰ کا ذکر جاری تھا، بس اسی طرح روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، بوقتِ وصال چہرہ مبارک ہشّاش بشّاش تھا، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اپنے پروردگار کی ملنے کی خوشی میں پھولے نہیں سمارہے ہیں۔ [1]

اِنّا للہ واِنّا اِلیہ راجعون

(۳۰) حضرت مولانا سیّد مناظر احسن صاحب گیلانی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۵ شوّال ۱۳۷۵ھ مطابق ۵ جون ۱۹۵۶ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو رات کے بارہ بجے آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا گیا، ان کو دیر تک نیند نہیں آئی مگر پھر سو گئے، صبح سویرے اُٹھے، وضوء کیا، کھڑے ہو کر فجر کی نماز ادا کی، وظیفہ پڑھا [یعنی اپنے معمولات پورے کئے]، پھر پلنگ پر آکر لیٹ گئے، ملازم سے کہا کہ رات نیند کم آئی تھی اس لئے چادر اوڑھا دو، سوؤں گا۔ سوئے تو ابدی نیند سو گئے، اور جب ہم لوگوں نے سانس رُکتے ہوئے دیکھا تو ان کا چہرہ جوانوں کی طرح شگفتہ اور شاداب تھا۔ [2]

اِنّا للہ واِنّا اِلیہ راجعون

---

[1] عارف باللہ کی سوانح حیات (یعنی سیّد محمد مکرّم حسین صاحب)، ص: ۶۸

[2] ماہنامہ معارف۔ رمضان المبارک ۱۳۷۶ھ، ص: ۲۶۹

(۳۱) حضرت مولانا مطیع الحق صاحب پیامی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(خالو شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفی یکم ذو ۱۳۷۶ھ مطابق ۳۱ مئی ۱۹۵۷ء)

حضرت مولانا مطیع الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ۳۱ مئی بروز جمعہ کو فجر کی نماز ادا کی، اس کے بعد فرمانے لگے کہ کمرے کے دروازے کھول دو، مہمان آرہے ہیں۔ حاضرین حیران ہوئے کہ ہمیں کوئی دکھائی نہیں دیتا، اس کے بعد اوراد میں مشغول ہوگئے اور اسی دوران روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۳۲) شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفی ۱۳ جمادی الاولیٰ ۱۳۷۷ھ مطابق ۵ دسمبر ۱۹۵۷ء)

حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ دنیا امتحان کی جگہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کا امتحان لیتے ہیں، جن پر نعمتوں کی بارش ہوتی ہے ان پر مصیبتیں بھی آتی ہیں، بندے کا کام ہے صبر وشکر سے کام لے، ہر حالت میں راضی برضا رہے، یہی امتحان کی کامیابی ہے۔ اہلیہ محترمہ یہ الفاظ سنتی ہیں تو بے اختیار آنکھوں سے آنسو ٹپکنے لگتے ہیں، فوراً انہیں تسلّی دی اور فرمایا کہ فکر کی کوئی بات نہیں، میرا مرض بہت جلد جاتا رہے گا، ان شاء اللہ صحت ہوجائے گی، گھبرانے کی کوئی بات نہیں، یہ نصیحت تو اس لئے ہے کہ اسلام کی تعلیم ہے جو ہمیشہ یاد رہنی چاہئے۔ اس کے بعد چادر تان کر آرام فرمانے لگے، تھوڑی دیر بعد نماز ظہر کا وقت ہوگیا، دیکھا گیا تو حالتِ نیند

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۴۳/۲

ہی میں روح پرواز کرچکی تھی۔ [۱]

اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون

(۳۳) حضرت مولانا مفتی سیّد شمس الدّین صاحب بڑودوی رحمۃ اللہ علیہ

(سابق ناظمِ اعلیٰ اصلاح المسلمین بڑودہ، گجرات، انڈیا)

(متوفّٰی ۱۳ شعبان ۱۳۷۸ھ مطابق ۲۱ فروری ۱۹۵۹ء)

۱۳ شعبان بروز اتوار صبح آٹھ بجے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے قلب پر شدید دورہ پڑا جس سے نہایت کرب و بے چینی اور شدید تکلیف ہوئی، فوراً ڈاکٹر کو طلب کیا گیا، اس نے تشخیص کے بعد ایک انجکشن دیا اور کچھ دوا دی اور قریب میں جو ذمّہ دار حضرات تھے ان سے یہ کہا کہ قلب کا شدید دورہ ہے جو جان لیوا ثابت ہوسکتا ہے، اگر چوبیس گھنٹے بخیر وخوبی گزر جائیں تو خطرے سے باہر قرار دیا جا سکتا ہے، ان کو مکمل آرام کرایا جائے۔ انجکشن وغیرہ کے بعد حضرت مولانا نے اپنی طبیعت میں کچھ سکون وافاقہ محسوس کیا اور چار پائی پر لیٹے ہی رہے، ظہر کے وقت اسی کمرے میں پانی منگوا کر وضوء کر کے انتہائی نقاہت وکمزوری کے باوجود ظہر کی نماز ادا کر کے پھر لیٹ گئے، عصر کی نماز کے وقت پھر پانی طلب کیا، وضوء کے لئے اٹھنا چاہتے تھے کہ اتنے میں اچانک قلب پر دوسرا شدید دورہ پڑا، تکلیف کی وجہ سے فوراً زبان پر کلمۂ شہادت جاری ہو گیا اور چند ہی سکینڈ میں جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ [۲]

اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون

---

[۱] تذکرہ مشائخ دیوبند، ص: ۳۴۷

[۲] سوانح حضرت مولانا مفتی سیّد شمس الدین بڑودوی، ص: ۴۳

(۳۴) حضرت مفتی اسماعیل کاسوجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(استاذ جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین، ڈابھیل)

(متوفّٰی یکم شعبان ۱۳۷۹ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۹۶۰ء)

حضرت مفتی اسماعیل کاسوجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے انتقال سے اگلے دن خطبۂ جمعہ سے پہلے بیان فرمایا اوراس بیان میں یہ بھی فرمایا کہ یہ میرا آخری جمعہ ہے، آئندہ جمعہ میں شاید ملاقات نہ ہوسکے۔ چنانچہ دوسرے دن انتقال ہوگیا، آپ کے شاگرد مولانا ہارون صاحب فرماتے ہیں کہ ۳۰ جنوری صبح جب مدرسہ تشریف لائے تو فرمایا کہ ہارون! میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے، صبح کی نماز میں نے مشکل سے پڑھی ہے، سینے میں درد ہے، گھر والے آنے نہیں دے رہے تھے مگر ہمیں یہاں [مدرسے میں] آرام ملتا ہے، دوائی لے کر آیا ہوں، اگر درد شروع ہوجائے تو یہ دوائی پلادینا۔ چنانچہ آپ نے حسبِ معمول درس دیا، ساڑھے دس بجے بیت الخلاء کی حاجت ہوئی، آپ استنجاء سے فارغ ہوکر باہر تشریف لائے تو فرمایا کہ میں چل نہیں سکتا، مجھے پکڑو۔ چنانچہ میں نے اور میرے ساتھی نے سنبھالا، اتنے میں اور طلبہ بھی پہنچ گئے، تین چار طلبہ نے مل کر اُٹھایا اور مسجد اور مدرسے کے درمیان تخت پر لٹادیا، اسی لمحے میں ناظم صاحب، اساتذہ اور طلبہ حضرت مفتی صاحب کے ارد گرد جمع ہوگئے، حضرت ناظم صاحب اور دوسروں کو نام لے کر سامنے بلایا اور مجھ سے فرمایا کہ ہارون! دوائی لاؤ۔ چنانچہ دوائی لائی گئی، حضرت ناظم صاحب نے زمزم پلایا، لیکن نہ دوائی حلق سے اُتری اور نہ ہی پانی، بلکہ قے ہوجاتی تھی، ہسپتال لے جانے کے لئے موٹر کا انتظام کیا گیا لیکن حضرت مفتی صاحب نے ناظم صاحب سے فرمایا کہ آپ مجھے کہیں نہ لے جاؤ، میرا وقت ختم ہوگیا ہے۔ پھر سب سے معافی مانگی اور اپنے صاحبزادے حافظ محمد سے اور ان کے ذریعے سے گھر والوں سے معافی مانگی اور فرمایا کہ میں نے سب کو معاف کردیا۔ اس

کے بعد کلمۂ شہادت أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھتے ہوئے خدا کے پیارے ہو گئے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۳۵) حضرت مولانا مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۴ ذوالحجّہ ۱۳۸۰ھ مطابق ۱ جون ۱۹۶۱ء)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کراچی میں اپنے خلیفہ جناب الحاج میاں نور محمد بٹ صاحب مرحوم کے یہاں قیام پذیر رہے اور بہت خوش وخرّم رہے، دورانِ قیام کے دوسرے روز ہی مفتیٔ اعظم حضرت اقدس مولانا مفتی محمد شفیع صاحب اور حضرت مولانا شبیر علی صاحب تھانوی سے ملاقات کی، تیسرے روز حضرت ڈاکٹر عبد الحیٔ صاحب، حضرت مولانا شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری اور حضرت مولانا احتشام الحق صاحب تھانوی سے ملاقات فرمائی، بعد ازاں حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری سے ملاقات کا ارادہ ظاہر فرمایا مگر وہ حج پر تشریف لے گئے تھے اس لئے ملاقات نہ ہوسکی، علاوہ ازیں چند دوسرے احباب و متعلّقین سے ملاقات فرماتے رہے لیکن چوتھے روز اچانک ساڑھے دس بجے صبح قلب کی حالت دِگر گوں ہونے لگی، ڈاکٹر صاحبان سے معائینہ کرایا گیا مگر حالت سنبھل نہ سکی اور تقریباً ساڑھے بارہ بجے دن ذکر اللہ کرتے ہوئے اس عالمِ فانی سے کوچ فرما گئے۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] انفاسِ قدسیہ در تذکرہ بعض علماءِ کفلیتہ، ص:۸۱، ۸۲

[2] حضرت مفتی محمد حسن امرتسری اور ان کے مشاہیر تلامذہ وخلفاء، ص:۱۰۴، ۱۰۵

(۳۶) امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۹ ربیع الاول ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۱ اگست ۱۹۶۱ء)

[حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی لکھتی ہے کہ] سب قرآنِ کریم پڑھ رہے تھے اور باری باری زمزم منہ میں ڈال رہے تھے، ایک قطرہ بھی باہر نہیں بہا، وہ سکون سے پیتے رہے، چند سانسیں باقی تھیں کہ امّاں جی نے متوجہ کیا کہ دیکھ لو، زبان ذکر کر رہی ہے۔ ''اللہ، اللہ، اللہ'' کا ورد جاری تھا، میں نے دیکھا کہ جس اللہ نے ان کو اقلیمِ خطابت کا یکتا تاجدار بنایا اور جس کی دی ہوئی قوت کو انہوں نے اس کے حبیب محمد کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے منصبِ ختم نبوّت کو بیان میں ختم کر دیا، اسی اللہ کا نام لیتے ہوئے ایک دفعہ آنکھیں کھول کر چاروں طرف دیکھا پھر آنکھیں بند کر لیں، میرے ابّاجی، میرے پیارے ابّاجی اس دنیا سے رخصت ہو گئے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۳۷) حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۱۸ رمضانُ المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ فروری ۱۹۶۲ء)

حضرت مولانا عبید اللہ انور رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وصال سے قبل تیمم کرتے، نماز لیٹ کر پڑھتے، پھر دعا کرتے اور پھر کہتے ''اللہ، اللہ۔''..... نماز تو ایک بھی قضاء نہیں ہوئی مگر تراویح نہیں پڑھ سکے، اسی طرح نوافل پڑھتے پڑھتے بیچ میں اُٹھ کر معانقہ کرنے لگتے، زبان سے کچھ نہیں فرماتے، پہلے مصافحہ کرتے پھر معانقہ پھر مسکراتے، میری والدہ کہنے لگیں کہ کس سے مل رہے ہیں؟ مجھے اشارہ سے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ میں نے کہا

---

[1] سیّدی وابی امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری، ص: ۱۶۵

کہ اللہ جانے، آپ بھی دیکھ رہی ہیں۔ [۱]

۱۸ رمضانُ المبارک کو حاضری کا پیام آ گیا، نمازِ عشاء میں بحالتِ سجدہ انتقال ہوا اور خادمِ قرآن، قرآن کے نازل کرنے والے کے جوارِ رحمت میں پہنچ گیا۔ [۲]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

(۳۸) حضرت جی مولانا محمد یوسف صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۲۹ ذوالقعدہ ۱۳۸۴ھ مطابق ۲ اپریل ۱۹۶۵ء)

موٹر [گاڑی] میں حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو لٹا دیا گیا اور وہ ہسپتال کی طرف روانہ ہوگئی، حضرت مولانا انعام الحسن رحمۃ اللہ علیہ، مولوی الیاس میواتی رحمۃ اللہ علیہ اور ڈاکٹر اسلم ساتھ بیٹھے، اُس وقت سانس زیادہ اکھڑنے لگا، اس وقت زبان پر ''رَبِّيَ اللّٰهُ، رَبِّيَ اللّٰهُ'' تھا، مولوی الیاس صاحب میواتی رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ہے کہ اسی کے ساتھ حضرت مولانا نے شام کے وقت کی ماثور دعائیں پڑھنی شروع کر دیں اور کلمہ شریف پڑھنے لگے، گڑھی شاہو کے چوک کے قریب جب موٹر پہنچی تو دریافت فرمایا کہ ہسپتال کتنی دور ہے؟ عرض کیا گیا کہ ابھی آدھا فاصلہ ہے۔ اس کے بعد زبان صحیح طور سے اپنا کام کرنے کے لائق نہیں رہی، آنکھوں میں بھی تغیّر آ گیا، حضرت مولانا انعام الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یٰس شریف شروع کر دی اور بس چند لمحوں میں حضرت مولانا نے کلمہ شریف پڑھتے ہوئے متبسّم چہرے کے ساتھ جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی، یعنی ۲۹ ذوالقعدہ جمعہ کے دن دو بجے کے قریب اکیس (۲۱) برس تک مسلسل اللہ کے لئے اور اس کے دین کے

---

[۱] حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری کے حیرت انگیز واقعات، ص: ۳۷۳

[۲] پرانے چراغ: ۱/ ۱۶۳

لئے جان کھپانے والی یہ ہستی اس فانی دنیا سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت کرگئی۔ [۱]

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

(۳۹) حضرت مولانا سیّد بدرِعالم صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۵ رجب ۱۳۸۵ھ مطابق ۲۹؍اکتوبر ۱۹۶۵ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو وفات سے چند ہفتے قبل عالَمِ آخرت نظر آنا شروع ہو گیا تھا، فرماتے تھے کہ جو کچھ مجھے نظر آتا ہے اگر تم کو بتلادوں تو برداشت نہیں کر سکتے۔ اسی طرح ایسی خوشبو محسوس فرماتے تھے جو کہ یہاں کے عطروں میں نہیں، ہم سے فرماتے کہ دیکھو! کتنی نفیس خوشبو آرہی ہے۔ ہم عطر لاتے کہ دیکھئے! ایسی؟ فرماتے کہ نہیں۔ ہم کو کیا خبر تھی کہ وہ مہک بساتینِ جنت سے آرہی تھی، یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ یہ کون سا مکان ہے؟ یہ کوئی دوسری بہت عمدہ کوٹھی ہے۔ بالآخر ۵ رجب المرجب شبِ جمعۃ المبارک میں داعئ اجل کو لبّیک کہا اور حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے برضا وتسلیم جان جانِ آفریں کے سپرد کردی اور لقاءُ اللہ کو اختیار فرمالیا، وفات کے بعد چہرۂ مبارک اس قدر منوّر اور مسکراتا ہوا تھا کہ نقشہ کھینچنا دشوار ہے، اور جسم مبارک سے ایسی خوشبو آرہی تھی کہ اس کو کسی خوشبو کے ساتھ تشبیہ دینا ناممکن ہے۔ [۲]

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

---

[۱] تذکرہ حضرت جی مولانا یوسف صاحب، ص: ۸۶

[۲] مضامین وسوانح حضرت مولانا سیّد بدرعالم صاحب میرٹھی، ص: ۸۸

(۴۰) سحبان الہند حضرت مولانا احمد سعید صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۱ شعبان ۱۳۸۵ھ مطابق ۴ دسمبر ۱۹۶۵ء)

حضرت مولانا احمد سعید صاحب رحمۃ اللہ علیہ برِّ صغیر کی عظیم دینی، علمی اور سیاسی شخصیت ہیں، آپ حضرت مفتی کفایت اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد ہیں، آپ نے ۲۱ شعبان کو بروز جمعۃ المبارک اوراد و وظائف کے دوران تقریباً ستتر (۷۷) برس کی عمر میں داعیٔ اجل کو لبّیک کہا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۴۱) حضرت مولانا عبد الخالق صاحب شور کوٹی رحمۃ اللہ علیہ

(بانی دار العلوم کبیر والا، پاکستان)

(متوفّٰی یکم شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۱۵ نومبر ۱۹۶۶ء)

حضرت مولانا عبد الخالق صاحب رحمۃ اللہ علیہ اچھے منتظم خوش پوش اور ہنس مکھ انسان تھے، پوری زندگی تجرّد میں گزار دی، یکم شعبان کو نمازِ فجر کے بعد مراقبے کی حالت میں فوت ہوئے۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲/۷۴

[2] اکابرینِ وفاق المدارس پاکستان، ص: ۱۷۰

(۴۲) حضرت قاضی احسان احمد صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(امیرِ ثانی عالمی مجلس تحفّظِ ختمِ نبوت)

(متوفّٰی ۹ شعبان ۱۳۸۶ھ مطابق ۲۳ نومبر ۱۹۶۶ء)

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ پندرہ روز سے بے ہوش تھے، اگر کبھی ہوش میں آتے تو احباب اور عقیدت مندوں کو پہچان نہ سکتے اور نہ ہی گفتگو کر سکتے تھے، موت سے صرف چند منٹ پہلے انہیں ہوش آ گیا، اپنی چارپائی پر اُٹھ کر بیٹھ گئے، تمام گھر والوں اور احباب کو اکٹھا کیا، یوں معلوم ہوتا تھا کہ وہ صحت مند ہو گئے ہیں، ان کا مرض ختم ہو گیا ہے، اس موقع پر آپ کے داماد مولانا نور الحق قریشی، قاضی عبد اللطیف، مجلس تحفّظِ ختمِ نبوّت لاہور کے مبلّغ مولوی منظور احمد اور گھر کے دوسرے افراد موجود تھے، قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سب کو اکٹھا کر کے انگشتِ شہادت سے اشارہ کیا [اور فرمایا] کہ وہ دیکھو، جنّت الفردوس کا دروازہ کھلا ہے اور اللہ تعالیٰ مجھے بلا رہے ہیں، تم دیکھ سکتے ہو تو دیکھ لو ورنہ مجھ پر اعتبار کرو، فرشتے جنّت کے دروازے پر میرے منتظر ہیں، مجھے ہنسی خوشی رخصت کرو۔ پھر کلمۂ شہادت أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلَهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ پڑھا اور آہستہ آہستہ چارپائی پر لیٹ گئے، آنکھیں بند ہوتی گئیں اور کلمۂ شہادت کا ورد کرتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ [1]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۱/۱۳۸

(۴۳) حضرت مولانا شاہ وصیّ اللہ صاحب فتح پوری رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۳ شعبان ۱۳۸۷ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۶۷ء)

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۲۲ نومبر کو آپ بمبئی سے اپنے رفقاء کے ساتھ مظفری جہاز پر بارادتِ حج وزیارت سوار ہوئے، سنا ہے کہ اس وقت صحت عام حالات سے زیادہ اچھی نظر آرہی تھی، چند روز اس دریائی سفر میں اپنے معمولات عبادت اور تعلیم وتلقین کا سلسلہ بدستور جاری تھا، عمر کے آخری دن ۲۴ نومبر میں بھی حسبِ معمول تہجد کی نماز صحت وتندرستی کے ساتھ ادا کر کے نمازِ فجر کے انتظار میں سنّت کے مطابق کچھ دیر آرام کرنے کے لئے لیٹ گئے، حسبِ معمول جب صبح کی نماز کا وقت قریب آیا تو خادم چائے کی پیالی لے کر حاضر ہوا تو معلوم ہوا کہ یہ بیت اللہ کا مسافر، ربُّ البیت کے حضور میں پہنچ چکا ہے، سفر اور وہ بھی حج وزیارت کا سفر، وطن واعزّہ سے دوری، کتنے اسبابِ شہادت کو حق تعالیٰ نے جمع فرمادئے، اس پر کوئی حسرت وافسوس کیا کرے؟ یہی کہنے کو جی چاہتا ہے کہ:

خدا یہ موت دے سب کو
ہم اس مرنے پہ مرتے ہیں [1]

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

[1] چند عظیم شخصیات، ص:۸۲

(۴۴) حضرت مولانا شبیر علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم مدرسہ امداد العلوم، تھانہ بھون، برادرزادہ حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی جمادی الاخریٰ ۱۳۸۸ھ مطابق ستمبر ۱۹۶۸ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے ایک ماہ پہلے میں کراچی گیا تھا، اچھے خاصے چلتے پھرتے تھے، بوجہِ سانس کی تکلیف کے کہیں آتے جاتے نہ تھے، گھر پر ہی رہتے تھے کہ زیادہ چلنے سے سانس پھول جاتی تھی، انتقال کے دن بھی ایسے ہی تھے، چار گھنٹے پہلے فون پر ناظمِ دعوۃ الحق سے آدھ گھنٹے تک دعوۃ الحق کے سلسلے میں باتیں کرتے رہے، مغرب (کی نماز) کے بعد لڑکوں سے کہا کہ مجھے نیند آرہی ہے، ذرا سو جاؤں۔ یہ کہہ کر لیٹ گئے اور ابدی نیند سو گئے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۴۵) حضرت مولانا گل کا کا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(برادرِ مکرم شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر الدین صاحب غورغشتوی رحمۃ اللہ علیہ)

جب حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی بیماری شدّت اختیار کر گئی اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنا بالکل موقوف ہو گیا تو ایک دن اپنے شاگردوں کو فرمایا کہ مجھے چار پائی پر لٹا کر مسجد میں لے جاؤ تا کہ میں نماز باجماعت پڑھوں۔ چنانچہ شاگردوں نے آپ کو چار پائی پر لٹا کر مسجد میں پہنچا دیا اور آپ کو قبلہ رخ تکیوں کے سہارے بٹھا دیا اور جماعت شروع ہو گئی، امام صاحب سجدے میں چلے گئے اور آپ نے بھی اشارہ کے ساتھ سجدہ کیا تو عین سجدے کی حالت میں آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور آپ سجدے کی حالت میں انتقال کر گئے۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۱/۱۴۹

[2] تجلیاتِ غورغشتوی، ص: ۱۲۲

(۴۶) حضرت شیخ الحدیث مولانا نصیر الدّین صاحب غور غشتوی رحمۃ اللہ علیہ

(بانی وشیخ الحدیث جامعہ دار العلوم نصیریہ وخلیفہ مولانا حسین علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفی ۴ ذی قعدہ ۱۳۸۸ھ مطابق ۲۲ جنوری ۱۹۶۹ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ حجِّ بیت اللہ کے لئے پابہ رکاب تھے، آپ کے احباب میں آپ کی حج پر جانے کی خبر مشہور ہو چکی تھی اس لئے وہ زیارت کے لئے آرہے تھے، ۲۶ شوال ۱۳۸۸ھ مطابق ۱۵ جنوری ۱۹۶۹ء کو نمازِ اشراق کی تیاری کرتے ہوئے آپ پر بیماری کا دورہ پڑا، ہسپتال میں مسلسل چھ دن تک علاج ہوتا رہا مگر کوئی خاص افاقہ نہیں ہوا، جب نماز کا وقت ہوتا تو آپ ہوش میں آجاتے، نماز پڑھنے کا تقاضا فرماتے اور نماز ادا فرماتے۔ آپ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب دامت برکاتہم العالیہ فرماتے ہیں کہ میں اور میرے ماموں زاد بھائی حضرت جی صاحب کے مرضِ وفات میں ان کی چارپائی کے قریب بیٹھے ہوئے تھے اور حضرت جی صاحب کچھ ارشاد فرمانے لگے، میرے ماموں زاد بھائی نے مجھ سے کہا کہ دیکھو! حضرت جی صاحب کیا فرما رہے ہیں؟ میں نے جب حضرت جی کے منہ کے قریب کان لگایا تو آپ کے منہ سے مَرْحَبًا یَا حَبِیْبِیْ، مَرْحَبًا یَا حَبِیْبِیْ کے الفاظ نکل رہے تھے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی آخری گفتگو حدیث شریف کے بارے میں تھی، کسی نے پوچھا کہ حضرت! حدیث شریف میں آتا ہے کہ نبیٔ کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ تم میرے سامنے قرآن کریم پڑھو۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ آپ کے سامنے میں قرآن کریم کیسے پڑھوں جب کہ قرآن کریم تو آپ پر براہِ راست نازل ہوا ہے! حضورِ پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ اسے اپنے علاوہ کسی دوسرے سے سنوں۔ جب حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے پڑھنا شروع کیا اور اس آیت پر

پہنچے ﴿فَكَيْفَ إِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ أُمَّةٍ بِشَهِيدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيدًا﴾ تو نبیٔ کریم ﷺ نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ حَسْبُكَ الآنَ (اب آپ کو کافی ہے)۔ سوال یہ ہے کہ حضورِ پاک ﷺ نے حَسْبُكَ الْأٰنَ کیوں فرمایا؟ یہ کیوں نہیں فرمایا کہ بس کرو؟ حضرت جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ جوش میں آگئے اور فرمایا کہ جنابِ رسول اللہ ﷺ نے حَسْبُكَ الْأٰنَ ادباً فرمایا، ''بس کرو'' اس لئے نہیں فرمایا کہ شہنشاہ کا کلام ہے۔ اس کے بعد آپ بے ہوش ہو گئے اور بالآخر یہ علم وعمل کے پیکر، عارف باللہ، مینارۂ نور اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۴۷) حضرت مولانا سیّد احمد شاہ صاحب چوکیروی بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ وخلیفہ حضرت مولانا خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۴ محرّم ۱۳۸۹ھ مطابق ۲۲ مارچ ۱۹۶۹ء)

حضرت مولانا سیّد احمد شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ رشید اور مرشد السالکین حضرت مولانا خواجہ غلام حسن سواگ رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں، آپ بڑے صاحبِ علم وفضل تھے، اتّباعِ سنّت کا ایسا ذوق تھا کہ زندگی کے آخری ایّام میں کئی مرتبہ اس تمنّا کا اظہار کیا کہ مسنون عمر پوری ہونے کو ہے، اللہ کرے موت میں بھی اتّباعِ سنّت نصیب ہو جائے۔ اپنے ایک ملنے والے سے انتقال سے پہلے والے بدھ کے دن فرمایا کہ اب مسنون عمر ۶۳ برس پوری ہو چکی ہے، اب تو اللہ تعالیٰ سوموار کا دن نصیب فرما دیں۔ عمر کے آخری حصّے میں آپ پر رقّت کا غلبہ رہتا تھا، اکثر یہ شعر پڑھا کرتے تھے:

---

[1] تجلیاتِ غور غشتوی، ص: ۸۳

نہ تھی اپنے گناہوں کی جب تک خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنے گناہوں پر جونہی نظر
نگاہوں میں کوئی بُرا نہ رہا

اللہ تعالیٰ نے آپ کی تمنّا پوری کرنے کا فیصلہ کرلیا تھا، ۲۲ مارچ رات کے دس بجے بائیں جانب فالج کا شدید حملہ ہوا، ڈاکٹر کو لایا گیا، حکیم نذیر عالم صاحب بھی تشریف لے آئے، علاج معالجہ شروع ہوا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرمانے لگے کہ معلوم ہوتا ہے کہ موت آگئی، اہلِ علم کو فالج کا مرض ہمیشہ سے ہوتا آیا ہے، یا اللہ! مجھ مسکین کے حال پر رحم فرما۔

یہ الفاظ دو دفعہ فرمائے پھر بے ہوشی طاری ہوگئی، بے ہوشی میں بھی سورۂ مریم کی تلاوت زبان پر جاری ہوگئی، پہلی چند آیات تلاوت فرمائی تھیں کہ پھر بے ہوشی کا غلبہ کچھ زیادہ ہوگیا، ساری رات اور اسی طرح اگلا سارا دن بے ہوشی کے عالم میں گزر گیا، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سِوَل ہسپتال سرگودھا میں داخل کردیا گیا، ہسپتال میں بے ہوشی کے دوران اچانک دایاں ہاتھ فضا میں بلند کرکے (جیسے مصافحہ کرنے کے لئے اٹھایا ہو) فرمایا کہ تو حضرت موسیٰ علیہ السلام ہے؟ (شاید حضرت عزرائیل علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شکل میں آئے ہوں)، حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات میں بے ہوشی کے اثرات کچھ کم ہوگئے تھے، آخری یہ الفاظ آمَنْتُ بِاللّٰهِ وَمَلٰئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ تک ادا کرتے ہوئے اس دارِفانی سے دارالبقاء کی طرف چلے گئے۔[1]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲/۵۴-۵۸

(۴۸) حضرت شاہ یعقوب صاحب مجددی بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ

(صاحبزادہ وخلیفہ شاہ ابواحمد صاحب مجددی بھوپالی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۱ ربیع الاوّل ۱۳۹۰ھ مطابق ۱۷ مئی ۱۹۷۰ء)

بدھ کے دن بھی (جو حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کا دن ہے) روز مرّہ کی طرح مجلس ہوئی، بلکہ اس دن صبح کو قرآنِ مجید روز مرّہ کے معمول سے بہت زیادہ قریباً دوگنا سنایا، دوسرے معمولات ترجمۂ قرآن، تفسیر و حدیث شریف میں بھی کچھ زیادتی رہی، اور حضرت رحمۃ اللہ علیہ گیارہ بجے کے بعد خانقاہ سے اٹھ کر اندر تشریف لے گئے، بہت خفیف سا کھانا تناول فرمایا، گھر میں ایک الماری ہے جس میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ اپنی کچھ خاص پسندیدہ چیزیں محفوظ رکھتے تھے اور وہ ہمیشہ بند رہتی تھی، سب سے چھوٹی صاحبزادی صاحبہ کو بلایا اور وہ الماری کھلوائی، ان سے فرمایا کہ جو چیزیں تم ان میں سے لینا چاہو لے لو۔ انہوں نے کچھ چیزیں نکال لیں اور معمول کے مطابق الماری کو بند کرنا چاہا تو فرمایا کہ اب اس کو بند نہ کرو، کھلی رہنے دو۔ پھر صاحبزادے سعید میاں اور میاں مصباح الحسن سے کچھ باتیں فرماتے رہے، پھر قیلولہ کی نیّت سے لیٹ گئے، دو ڈھائی بجے کے قریب اُٹھ کر ظہر کی نماز ادا فرمائی اور پھر لیٹ گئے۔

تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ طبیعت پر گھبراہٹ ہے۔ پھر اٹھ کر غسل خانہ تشریف لے گئے، وہاں چکر آ گیا، چھوٹی صاحبزادی کو احساس ہو گیا، وہ اور ان کی والدہ پہنچیں، وہاں سے اٹھا کر لایا گیا اور لٹا دیا گیا، اس وقت غشی کی سی کیفیت تھی، قریباً دس منٹ میں ہوش آ گیا، ڈاکٹر قریشی صاحب کو بلایا گیا تھا، وہ فوراً پہنچ گئے، حضرت نے ان سے فرمایا کہ کچھ نہیں، بس چکر آ گیا تھا۔ اس کے بعد کچھ پڑھنے میں مشغول ہو گئے، لیکن سنا نہیں جا سکا کہ کیا پڑھ رہے ہیں، بڑے صاحبزادے صاحب نے صرف یہ آیت سنی ﴿وَكَاَيِّنْ مِّنْ

دَآبَّۃٍ لَّا تَحۡمِلُ رِزۡقَهَا اَللّٰهُ يَرۡزُقُهَا وَاِيَّاكُمۡ وَهُوَ السَّمِيۡعُ الۡعَلِيۡمُ﴾ اسی حالت میں پیٹ میں یا سینے میں تکلیف شروع ہوئی، شدّتِ کرب کی وجہ سے بار بار اٹھانے کو اور لٹانے کو فرماتے، ڈاکٹر قریشی صاحب نے انجکشن تیار کیا اور عرض کیا کہ اسے لگوا لیجئے، ان شاء اللہ ابھی سکون ہو جائے گا۔ فرمایا کہ اچھا لگا دیجئے۔ اور پھر کچھ پڑھنے میں مشغول ہو گئے، صاحبزادگان اور صاحبزادیاں اور اہلیہ محترمہ قریب تھیں، فرمایا کہ تم سب کلمہ شریف پڑھو، کلمۂ شہادت پڑھو، یٰسٓ شریف پڑھو۔ بڑے صاحبزادے محمد سعید صاحب نے یٰسٓ شریف شروع کر دی، دوسرے حضرات کلمۂ طیبہ اور کلمۂ شہادت پڑھنے لگے، فرمایا کہ اب میں رخصت ہو رہا ہوں، گھٹنوں تک جان نکل چکی ہے۔ پھر کچھ پڑھنے میں مشغول ہو گئے جو سنا نہیں جا سکا، تھوڑی دیر کے بعد فرمایا کہ اب ہاتھوں کی جان نکل چکی ہے۔ پھر موجودین کو مخاطب کر کے فرمایا کہ تم سب گواہ رہنا۔ اور پھر بلند آواز سے ایک دفعہ کلمۂ شہادت پڑھا، پھر قریباً ایک منٹ کے بعد بلند آواز سے فرمایا السّلام علیکم اور روح واصل بحق ہو گئی۔ [1]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

(۴۹) مولانا عبدالدیّان صاحب کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذ حضرت علّامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۹ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۵ اپریل ۱۹۷۱ء)

مولانا عبدالدیّان صاحب کیمبل پوری رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ عبدالرّب دہلی کے فاضل ہیں، آپ نے حضرت مولانا احمد علی صاحب سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد، حضرت مولانا عبدالعلی

[1] الفرقان وفیات نمبر، ص: ۱۷۰

صاحب سے دورۂ حدیث ایک عرصہ تک دیوبند میں رہ کر پڑھا، علّامہ شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ سے بھی استفادہ کیا، شاہجہان پور میں سات سال تک تفسیر اور حدیث کا درس دیا، اس کے بعد بنگال میں بے مثال اصلاحی خدمات انجام دیں، ۱۵ اپریل کو رات کے دو بجے کلمۂ شہادت پڑھتے ہوئے جان اللہ کے سپرد کردی۔ [1]

اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون

(۵۰) حضرت مولانا محمد علی صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

(امیر ثالث عالمی مجلسِ تحفظِ ختمِ نبوت)

(متوفّٰی ۲۶ صفر ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۱ اپریل ۱۹۷۱ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے قبل بٹیر کا شوربہ اور دلیہ برائے نام کھایا، اپنے کپڑے خود درست کئے، مکہ معظّمہ کا ایک رومال تکیے پر بچھایا..... اچانک تکلیف ہوئی، ڈاکٹر رشید بھاگے بھاگے آئے لیکن [حضرت] دوا بھی نہ کھا سکے،..... مولانا لال حسین اختر نے کلمۂ شہادت پڑھا اور اس طرح آناً فاناً روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی، بالکل آخری وقت میں نظر برابر آسمان کی طرف تھی، پسینہ بہت تھا، مولانا لال حسین کے بقول آسمان سے نزولِ ملائکہ کا سفر دیکھنے کے لئے آپ کی نظر آسمان پر جم گئی، پھر وفات ہوتے ہی چہرہ خود بخود قبلہ رو ہوگیا۔ [2]

اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۶۵/۲

[2] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۱۴۶/۱

(۵۱) حضرت مولانا اکرام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(والدِ ماجد حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۱ شعبان ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۱۳ اکتوبر ۱۹۷۱ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نظام الدین سے کاندھلہ ہوتے ہوئے سہارنپور واپس آئے اور وفات کے دن تک معمول کے مطابق اپنے تمام کام انجام دئے، مدرسہ گئے، چھٹی کے بعد حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں کھانا کھایا، آرام کیا، ظہر کی نماز کے لئے تیاری کی، حجرے کے سامنے سہ دری میں ظہر کی سنتیں پڑھنی شروع کیں، دوسری رکعت کے سجدے میں جب دیر تک رہے اور اُٹھے نہیں تو مسجد کے مؤذّن عبداللہ کو کچھ خیال ہوا، آکر آواز دی اور مولانا کے جسم کو ہاتھ لگایا تو وہ ایک طرف جھکتا چلا گیا، اس وقت دوسرے اشخاص دوڑے، دیکھا تو مولانا رحلت فرما گئے تھے۔[۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۵۲) حضرت مولانا عرض محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۹ رمضانُ المبارک ۱۳۹۱ھ مطابق ۱۳۰ اکتوبر ۱۹۷۱ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ۹ رمضانُ المبارک کو نمازِ فجر کے بعد مسجد سے گھر آتے ہوئے سبی ریلوے اسٹیشن کے قریب شنٹنگ [switching] کے دوران پٹڑی سے گزرتے ہوئے ڈبوں کی زد میں آکر بحالتِ روزہ شہادت پائی۔[۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] سہ ماہی احوال وآثار کاندھلہ، اشاعتِ خاص بیادِ حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی، ص: ۱۶۴

[۲] اکابرینِ وفاق المدارس پاکستان، ص: ۱۷۶

(۵۳) حضرت مولانا حبیب اللہ صاحب مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(فرزندِ اکبر حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ جمادی الاخریٰ ۱۳۹۲ھ مطابق ۲۰ جولائی ۱۹۷۲ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی علالت کے آخری دنوں میں ایک دوست نے [علاج کے لئے] بہت اصرار کیا تو فرمایا کہ بھائی! میں نے باری تعالیٰ سے رجوع کیا ہے، علاج بے سود ہے، بس دعا کرو۔ حکیم معراج الحسن صاحب مقیمِ مکّہ ایک مکتوب میں لکھتے ہیں کہ تین دن پہلے بے چینی بہت بڑھی ہوئی تھی، مولانا نے فرمایا کہ جمعہ تک انتظار کرو، ان شاء اللہ جمعہ تک بالکل تندرست ہو جاؤں گا، بس دعا کرتے رہو۔ انتقال سے چند منٹ پہلے دیوار سے سہارا لے کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ الحمدللہ، اللہ نے میرا کام بنا دیا۔ [پھر] کلمہ شریف پڑھا اور رخصت ہو گئے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۵۴) حضرت علّامہ دوست محمد صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۴ جمادی الاولیٰ ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۶ مئی ۱۹۷۴ء)

حضرت علّامہ دوست محمد صاحب قریشی رحمۃ اللہ علیہ نے ۲۶ مئی بروز اتوار بستی ملانوالی تحصیل و ضلع بھکر میں بعد نماز ظہر خطاب فرمایا، شام کو بھکر اسٹیشن پر پہنچے، ارادہ تھا فخرِ سلسلۂ نقشبندیہ حضرت خواجہ محمد عبدالمالک رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت [میں] ملتان حاضری دی جائے، عشاء کی نماز ریلوے اسٹیشن بھکر کی مسجد میں ادا فرمائی، مریدین و متعلّقین حاضرِ خدمت تھے، آپ ان سے وعظ و نصائح ارشاد فرما رہے تھے کہ ایک عزیز نے بجلی کا بلب بجھا دیا،

[1] علماءِ دیوبند کے آخری لمحات: ۱/۱۵۴، ۱۵۵

حضرت نے فرمایا کہ میاں! ہوسکتا ہے کہ یہ چہرے پھر ایک دوسرے کو نہ دیکھیں، بجلی جلنے دو۔ [وعظ ونصائح کا یہ سلسلہ چلتا رہا] یہاں تک کہ گاڑی کا ٹائم ہوگیا، ملتان کا ٹکٹ لے کر پلیٹ فارم پر تشریف لائے، احباب نے سونے کے لئے برتھ (berth) پر جگہ بنائی، گاڑی بالکل جانے کے لئے تیار تھی کہ فرمایا کہ سامان اتارلو! دل میں کچھ تکلیف محسوس ہو رہی ہے۔ سامان اتارلیا گیا، ساتھ ہی ریلوے ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب کو بلایا، اس کے پاس مطلوبہ دوائی نہیں تھی، طبیعت زیادہ بگڑنے لگی تو آپ نے نیچے کپڑے پر بیٹھ کر سب کو توبہ کا گواہ بنایا، بآوازِ بلند کلمۂ طیّبہ کا ورد فرمانے لگے، چارپائی پر اُٹھا کر جھکر سِوَل ہسپتال لے جایا گیا، حضرت چارپائی پر آیۃ الکرسی پڑھتے گئے، سِوَل ہسپتال کے ڈاکٹر صاحب نے جس وقت دیکھا تو نوشتۂ تقدیر سناتے ہوئے انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون پڑھنے لگے اور کہنے لگے کہ آج تک ایسا شخص نہیں دیکھا، روح پرواز کرچکی ہے مگر چہرے کی تروتازگی سے موت کا وہم تک نہیں ہوتا۔ [1]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

(۵۵) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ رجب ۱۳۹۴ھ مطابق ۲۸ جولائی ۱۹۷۴ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو ۱۲ اگست کی شب اچانک ہچکیاں آنی شروع ہوئیں، ڈاکٹر اور اطبّاء معاینہ کے بعد اس بات پر متّفق ہوئے کہ معدہ بہت کمزور ہوگیا ہے اور جگر نے کام کرنا چھوڑ دیا ہے، چنانچہ کمزوری میں روز بروز اضافہ ہوتا چلا گیا، ۱۲ اگست ۱۹۷۳ء سے جولائی ۱۹۷۴ء تک کا یہ تمام سال اسی طرح کمزوری اور نقاہت کے عالم

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۸۸/۲

میں گزرا، لیکن شدید مرض اور اضمحلال میں بھی درسِ بخاری کا سلسلہ بند نہ کیا، ۱۶ جولائی ۱۹۷۴ء کو شدید دورہ پڑا اور طبیعت پر غنودگی کی کیفیت طاری ہوگئی، اخیر وقت میں جب ذرا ہوش آتا تو کلمۂ طیّبہ کا ورد ہوتا اور یہ آیت تلاوت کرتے:

﴿اِنَّمَآ اَشۡكُوۡا بَثِّىۡ وَحُزۡنِىۡۤ اِلَى اللّٰهِ﴾

میں اپنے رنج وغم کی فریاد صرف اللہ سے کرتا ہوں۔

۸ رجب مطابق ۲۸ جولائی کو صبح صادق کے وقت طلوعِ آفتاب کے قبل علم کا یہ آفتاب و ماہتاب اس دنیا سے رخصت ہوگیا۔[1]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

(۵۶) مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قریبی عزیز)

دیوبند میں حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ایک قریبی عزیز مولانا محمد نعیم صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ تھے، بڑے ہونہار اور صاحب علم وعمل فاضلِ دار العلوم تھے، مگر کم عمری ہی میں صحت خراب ہوگئی اور حالت نازک ہوتی چلی گئی، ان کا نزع کے عالم میں کافی دیر تک شیطان لعین سے مناظرہ ہوتا رہا اور وہ اپنی ایمانی قوّت کے ذریعے اس کے فریب کا جواب دیتے رہے، اس عبرتناک اور حیرتناک منظر کا خود حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ فرمایا اور مرحوم کی وفات کے بعد "النعیم المقیم" کے نام سے ایک چھوٹے سے رسالے میں ان کے حالات تحریر فرمادئے۔

---

[1] بیس علماء حق، ص: ۲۰۹

اس قصّے کی تفصیل بتاتے ہوئے حضرت مفتی صاحب لکھتے ہیں کہ عصر کے قریب بار بار متلی ہونے لگی کہ اتنی فرصت نہ ملتی تھی جس میں نماز ادا کرلیں، مجھے بلا کر مسئلہ پوچھا کہ میں اس وقت معذورین کے حکم میں داخل ہوں یا نہیں؟ میں نے اطمینان دلایا کہ تم معذور ہو، اسی حالت میں نماز پڑھ سکتے ہو۔ اس وقت تک وہ اِسی عالم کے مشاہدہ میں تھے اور ارادہ کیا کہ متلی سے کچھ سکون ہو تو نماز ادا کروں، لیکن اتنی ہی دیر میں دوسرے عالم کا مشاہدہ ہونے لگا، بعد مغرب جب احقر پہنچا تو حاضرین نے بیان کیا کہ کچھ دیر سے حواس میں اختلال ہے اور ہذیان کی باتیں کر رہے ہیں، لیکن احقر داخل ہوا تو اچھی طرح پہچان کر مسرّت کا اظہار کیا اور فرمایا کہ میرے سر پر ہاتھ رکھ دو اور دعا پڑھ دو، اور حضرت میاں صاحب (سیّدی وسندی حضرت مولانا سیّد اصغر حسین صاحب دامت برکاتہم، محدّثِ دارالعلوم دیوبند) سے میرا اسلام کہہ دیجئے۔ اس کے بعد ہی شیطان رجیم سے مناظرہ شروع ہوا اور تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ تک اس کا سلسلہ احقر کی موجودگی میں جاری رہا، اس سلسلے میں مجھے خطاب کر کے کہا کہ یہ مردود مجھے عصر کے وقت سے تنگ کر رہا ہے۔

اب معلوم ہوا کہ حاضرین جسے ہذیان سمجھ رہے تھے وہ بھی اس مردود کے ساتھ خطاب تھا، مرحوم کی ہمشیرہ پاس موجود تھیں اور دوسرے بہت سے مرد وعورت جو پاس تھے ان کا بیان ہے کہ مغرب سے کچھ دیر پہلے (جو جمعہ کے روز بہت سی روایات وآثار کے اعتبار سے قبولیّتِ دعا کی گھڑی ہے) اوّل مختصر سی وصیت اپنی دو دن کی قضا شدہ نمازوں کے متعلّق کی اور پھر بہت گڑ گڑا کر تضرّع وزاری کے ساتھ حق تعالیٰ سے دعا شروع کی کہ اے میرے پروردگار! میں بہت بدعمل وروسیاہ ہوں، ساری عمر معاصی وغفلتوں میں گذاری ہے، میں تجھے کس طرح منہ دکھاؤں؟ لیکن تیرا ہی ارشاد ہے کہ سَبَقَتْ رَحْمَتِيْ عَلٰى غَضَبِيْ یعنی میری رحمت میرے غضب پر سبقت لے جاتی ہے، اس لئے میں تیری رحمت کا امیدوار ہوں۔

یہ تضرّع وزاری کی دعا اس شان سے ہوئی کہ عام حاضرین پر رقت طاری تھی، دعا کا سلسلہ ختم نہ ہوا تھا کہ بآواز بلند کہا کہ میں تیمّم کروں گا۔ ہمشیرہ نے مٹی کا ڈھیلہ سامنے کر دیا، تیمّم کرتے ہی کہنا شروع کیا کہ مردود تجھے بتلاؤں گا، تو مجھے حق تعالیٰ کی رحمت سے مایوس کرنا چاہتا ہے، میں کبھی مایوس نہیں ہوں گا، مجھے اس کی رحمت سے بہت بڑی امیدیں ہیں، اس کی رحمت کے بھروسے پر کہتا ہوں کہ میں ضرور جنّت میں جاؤں گا، تو ایک موٹی سی کتاب لے کر اس وقت مجھے بہکانے آیا ہے، خبیث، تجھے اس لئے یہ جرأت ہوئی کہ میں سترہ روز سے مسجد میں نہیں گیا، مگر میری یہ غیر حاضری خدا کے حکم سے تھی، اس کے بعد آیتِ کریمہ ﴿لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ فَاسْتَجَبْنَا لَهٗ وَنَجَّيْنٰهُ مِنَ الْغَمِّ﴾ تک پڑھی اور آگے ﴿وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ پڑھنا چاہتے تھے کہ زبان کو لکنت ہوئی تو پھر بہت زور سے بار بار پڑھا ﴿وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾۔ اور شیطان سے خطاب کر کے کہا کہ مردود! تو یہ بھلانا چاہتا ہے، میں اس کو نہیں بھول سکتا، یہ آیت مجھے حضرت میاں صاحب سلّمہ نے بتلائی ہے اور مولوی محمد شفیع نے بتلائی ہے۔ اور پھر بار بار بلند آواز سے اس جملے ﴿وَكَذٰلِكَ نُنْجِي الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ کو پڑھا کہ کمرہ گونج اٹھا۔

یہ باتیں میرے پہنچنے سے پہلے ہو چکی تھیں جن کو حاضرین نے اختلالِ حواس سمجھا تھا، مگر میرے پہنچنے پر اچھی طرح پہچان کر خوش ہوئے اور دعا کی درخواست اور حضرت میاں صاحب مدّظلّہم کو سلام عرض کرنے کی وصیّت وغیرہ سے صاف ظاہر ہوا کہ اس وقت بھی اختلالِ حواس نہ تھا بلکہ عدوّ اللہ ابلیس لعین کو دیکھ کر اس سے مقابلہ کر رہے تھے، چنانچہ میرے حاضر ہونے کے بعد مجھ سے کہا یہ مردود مجھے عصر کے وقت سے تنگ کر رہا ہے۔ میں نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ کی تلقین کی تو بلند آواز سے اس کو پڑھا اور کہا کہ خبیث! اب تجھے بتلاؤں گا، تو مجھے بہکانے آیا ہے، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ میرے دل میں گڑا ہوا ہے، ''اللہ، اللہ'' میری رگ رگ میں بسا ہوا ہے۔ حاضرین میں

سے کسی نے لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ پڑھا تو اس کو پڑھ کر کہا کہ آگے کیوں نہیں کہتے کہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ؟ منہ سے خون کی قے جاری تھی اور جب اس سے ذرا فرصت ملتی تو کبھی لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ پورا پورا بآواز پڑھتے تھے اور کبھی لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ اور کبھی لَا اِلٰهَ اِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّيْ كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِيْنَ، اور کبھی شیطان سے خطاب کر کے کہتے کہ خبیث! تو گیا نہیں؟ کبھی مجھ سے خطاب کر کے کہتے کہ اس کو مارو، اس کو نکال دو۔

اس وقت اس چھ ماہ کی مدت کے مریض کی یہ حالت تھی کہ معلوم ہوتا تھا کہ اب کشتی لڑنے کو کھڑا ہو جائے گا، ایک مرتبہ کہا کہ تو نے سمجھا ہوگا کہ یہ نازک وقت ہے، اس وقت بہکا دوں، دیکھ، اب میرے بدن میں حرارت آ گئی ہے، میں اب تجھے بتلاؤں گا۔ اس کے بعد کہا کہ یہ بہت سے آدمی کھڑے ہیں (وہاں سامنے کھڑے ہونے والے صرف دو تھے)، ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ فرشتے نظر آ رہے تھے، (غالباً فرشتوں سے خطاب کر کے) کہا کہ بس، اب تو اللہ میاں کے یہاں لے چلو۔

الغرض اس قسم کی گفتگو کا سلسلہ عشاء کے بعد تک جاری رہا جس میں بار بار پورا کلمۂ طیّبہ پڑھتے رہے، بالآخر ساڑھے نو بجے شب کو اس مسافرِ آخرت نے اپنی منزل طے کر لی۔[1]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(۵۷) مفتیٔ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی شفیع صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۱۰ شوّال ۱۳۹۶ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۱۹۷۶ء)

[حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے جناب محمد ولی رازی رقم طراز ہیں کہ]

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۱/۶۳

حضرت مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظریں بار بار دیوار پر لگے ہوئے گھنٹے [گھڑی] کی طرف اُٹھتیں اور بے بسی و اضطراب کے ساتھ واپس آجاتیں، بالآخر ہمت کر کے فرمایا کہ مجھے ظہر کی نماز پڑھادو! تیمم کے لئے پاک مٹی کپڑے کی تھیلی میں بھروا رکھی تھی جس کا طول وعرض اتنا تھا کہ دونوں ہاتھ اس میں مارے جاسکیں، یہ تھیلی ایک ٹرے (tray) میں رکھی رہتی، شدید ضرورت کے موقع پر اس سے تیمم فرمایا کرتے تھے، وہ پیش کی گئی، لیٹے لیٹے خود ہی تیمم فرمایا اور قبلے کی طرف کروٹ لے کر اشارے سے بمشکل نماز پڑھی، سلام پھیرا تو مولوی رفیع سلّمہ نے جو قریب ہی بیٹھے تھے عرض کیا کہ عصر کا وقت بھی ہو چکا ہے، ممکن ہو تو عصر کی نماز سے بھی فارغ ہولیں۔ (مفتی رفیع صاحب کے) پیشِ نظر یہ تھا کہ جب تک عصر کی نماز نہیں پڑھ لیں گے حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ فکرمند رہیں گے اور آرام نہیں ملے گا، لیکن تکلیف اور نقاہت اس حد تک پہنچ چکی تھی کہ رفیع میاں کی طرف کروٹ لی اور نڈھال ہو کر بڑی حسرت سے فرمایا کہ ابھی ہمّت نہیں۔ مضطرب نظریں ابھی بھی بار بار گھنٹے [گھڑی] کی طرف اُٹھتیں اور چہرے پر بے بسی و اضطراب کے آثار چھاجاتے، بالآخر گھنٹہ دیکھ کر پوچھا کہ چھ بج کر کتنے منٹ ہوئے ہیں؟ مولوی رفیع نے عرض کیا کہ گیارہ منٹ ہوئے ہیں۔ قبلے کی طرف کروٹ لیتے ہوئے فرمایا کہ اب عصر کی نماز پڑھ لوں۔ اشاروں سے بمشکل نماز ادا فرمائی تو بالکل نڈھال ہو چکے تھے مگر چہرے پر سکون و اطمینان چھا گیا تھا، یہ نماز حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آخری نماز تھی۔

..... غالباً ۱۲ بجے سے چند منٹ پہلے بے چینی ہوئی اور آپ نے بھرائی ہوئی آواز میں فرمایا کہ میرا ہاتھ چھوڑ دو۔ چہرے پر کرب و تکلیف کی کوئی علامت نہیں تھی، بلکہ اطمینان اور سکون پورے چہرے پر نمایاں تھا، چت لیٹے ہوئے تھے، اسی عالم میں آپ

نے کروٹ لینے کی کوشش کی، پہلے تو ڈاکٹر نے انہیں روکا لیکن آپ نے قبلے کی طرف کروٹ لے لی، اسی دوران کسی لمحے ڈاکٹر سیّد اسلم نے پوچھا کہ مفتی صاحب! کیا حال ہے؟ انہیں آنکھ کھول کر دیکھا اور فرمایا کہ اب کچھ پتا نہیں۔ اور یہی حضرت والد صاحب کا آخری کلمہ تھا جو زبانِ مبارک سے عالمِ نزع میں ادا ہوا۔ [1]

انّا للہ و انّا الیہ راجعون

(۵۸) حضرت مولانا عبدالماجد صاحب دریابادی رحمۃ اللہ علیہ

(مصنّفِ تفسیرِ ماجدی)

(متوفّٰی ۱۵ محرّم ۱۳۹۷ھ مطابق ۶ جنوری ۱۹۷۷ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ پر وفات سے تین دن قبل بالکل بے ہوشی طاری ہوگئی، آخری الفاظ جو ان کی زبان سے نکلے اور سننے والوں کو سمجھ میں آئے (وہ) ''خدا حافظ'' اور ''اللہ'' کے تھے، اس بے ہوشی کے عالم میں بار بار ہاتھ کان تک اُٹھاتے اور اس کے بعد نیچے لاکر نماز کی نیت باندھ لیتے، یہ کیفیت کہنا چاہئے کہ وفات سے کچھ قبل تک رہی، سوا چار بجے روح راہیٔ جنّت ہوئی۔ [2]

انّا للہ و انّا الیہ راجعون

(۵۹) حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۵ ذوالقعدہ ۱۳۹۷ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۷۷ھ)

حضرت قاری سعید الرّحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ ۱۴ اکتوبر کو حضرت اسلامی

---

[1] ماہنامہ البلاغ مفتیٔ اعظم نمبر، ص: ۳۰۸

[2] آپ بیتی (ماجدی)، ص: ۳۹۵، ۳۹۶

مشاورتی کونسل میں شرکت کے لئے اسلام آباد تشریف لے گئے، اسی دوران حضرت پر ۱۷ اکتوبر بروز سوموار پانچ بجے کے قریب دل کا آخری دورہ پڑا جو جان لیوا ثابت ہوا، اس موقع پر موجود ڈاکٹروں نے دوا دینی چاہی، مگر بقول اس وقت موجود اسٹاف کے حضرت نے فرمایا کہ ہمیں تو مہمان لینے کے لئے آگئے ہیں، اب دوائی بس کریں اور ہم تو چلے۔ یہ کہہ کر ذرا بلند آواز سے کلمہ شریف پڑھا اور السّلام علیکم کہہ کر قبلے کی طرف منہ کرلیا اور اپنے محبوبِ حقیقی سے اس کی راہ میں اس کے دین کی تڑپ اور جدّ و جہد میں جا ملے۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۶۰) حضرت مولانا انعام کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(نواسہ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۳ رجب ۱۳۹۹ھ مطابق ۸ جون ۱۹۷۹ء)

حضرت مولانا انعام کریم صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے اور فاضلِ دارالعلوم دیوبند تھے، ہجرت کر کے مدینہ منوّرہ میں سکونت اختیار کرلی اور مدرسہ علوم شرعیہ میں منہمک ہوگئے، نہایت خاموش طبع اور معمولات کے پابند تھے، حسنِ صورت کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حسنِ سیرت میں ممتاز کیا تھا، حضرت اقدس مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت تھے، آپ کی زندگی قابلِ رشک تھی، آپ ۸ جون کو حسبِ معمول نماز مغرب کے بعد حرم نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنی قیام گاہ پر واپس آئے، اچانک دل کا دورہ ہوا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] ماہنامہ بینات اشاعتِ خاص بیادِ حضرت بنوری، ص: ۶۴۹، ۶۵۰

[۲] علماءِ دیوبند کے آخری لمحات: ۲/ ۱۰۶

(۶۱) شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت علّامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۲ رجب ۱۴۰۰ھ مطابق ۲۷ مئی ۱۹۸۰ء)

شیخ القرآن حضرت مولانا غلام اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ ڈابھیل کے فارغ التحصیل حضرت امام العصر مولانا محمد انور شاہ کشمیری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علّامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، قرآنی علوم کا استفادہ شیخ وقت حضرت اقدس مولانا حسین علی صاحب واں بھچراں رحمۃ اللہ علیہ (تلمیذِ رشید حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ) سے کیا۔

مولانا مرحوم کا دورۂ قرآن شہرۂ آفاق بن گیا تھا اور ہر سال سینکڑوں علماء اور منتہی طلباء ان سے قرآن کریم پڑھنے کے لئے جوق در جوق آتے تھے، اس طرح ان کے شاگردوں کی ایک بڑی تعداد تھی اور اسی مناسبت سے ان کا لقب ''شیخ القرآن'' تھا، پاکستان میں وہ واحد شخصیت تھے جو اس لقب سے معروف تھے، اور یہ ایک ایسا امتیاز ہے جو ان کے کسی دوسرے معاصر کو نصیب نہیں ہوا۔[۱]

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اپریل ۱۹۸۰ء میں حرمین شریفین کے فیوضات سے بہرہ وَر ہو کر تبلیغِ دین کے مقدّس فریضے کی ادائیگی کے سلسلے میں متّحدہ عرب امارات (UAE) پہنچے اور وہاں متعدّد عظیم الشان جلسوں سے خطاب کیا، دبئی میں مولانا مرحوم کی آخری تقریر (جو آپ کی زندگی کی بھی آخری تقریر ثابت ہوئی) وہ تھی جو آپ نے قُصَیص نمبر ۳ کی جدید وخوبصورت اور عظیم الشان مسجد میں نمازِ عشاء کے بعد فرمائی، پونے دو گھنٹے کی اس طویل تقریر میں آپ نے قرآن وسنّت کی روشنی میں عقیدۂ توحید اپنے روایتی جوش وخروش اور دلکش انداز میں بڑی وضاحت سے بیان کیا اور آخر میں اعلان فرمایا کہ اس

---

[۱] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۱۷۵، ۱۷۶

کی تکمیل کل کی تقریر میں کروں گا جو دبئی کی سب سے بڑی اور مرکزی جامع مسجد میں نماز عشاء کے بعد ہوگی۔

دوسرے دن حسبِ اعلان و پروگرام آپ وہاں تشریف لائے، سامعین دور دور سے کشاں کشاں جمع ہو رہے تھے، یہاں کی عام روایت کے خلاف ایک بڑا مجمع اکٹھا ہو گیا تھا، آپ منبر کے قریب تشریف فرما تھے، ابھی ابتدائی نوعیت کے اعلانات ہی جاری کئے جارہے تھے کہ یکایک مولانا کی طبیعت کچھ علیل ہوگئی، آپ اپنے رفیقِ سفر حافظ نور حسین صاحب کو مائک پر کھڑا کر کے خود دو جاں نثاروں کے ہمراہ راشد ہسپتال تشریف لے گئے، راشد ہسپتال میں جو یہاں کا سب سے بڑا ہسپتال ہے آپ کو ایمرجنسی وارڈ میں داخل کر دیا گیا اور امراضِ قلب کا ماہر عملہ پوری مستعدّی سے علاج میں مشغول ہو گیا، مگر موت کا وقتِ مقرّر آچکا تھا جس سے کسی کو مفرّ نہیں، آپ نے اسی کلمۂ توحید کا ورد شروع کر دیا جس کی توضیح وتشریح اور خدمت وتبلیغ کے لئے آپ نے اپنی ساری عمر کی متاعِ گراں مایہ کو وقف کر رکھا تھا، کلمہ پڑھتے پڑھتے اپنی جان جانِ آفریں کے حوالہ کر دی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۶۲) حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث مدرسہ قاسم العلوم، ملتان)

(متوفّٰی ۴ ذوالحجّہ ۱۴۰۰ھ مطابق ۱۴ اکتوبر ۱۹۸۰ء)

[حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ] حضرت

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲/ ۱۱۳، ۱۱۴

اقدس مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ یکم ذوالحجّہ مطابق ۱۱ اکتوبر کو بروز ہفتہ کراچی پہنچے، ۵ ذوالحجّہ مطابق ۱۵ اکتوبر کی پرواز میں ان کی نشست محفوظ ہوچکی تھی، ۴ ذوالحجّہ مطابق ۱۴ اکتوبر کو بروز سوموار صبح غسل فرمایا اور مکان پر بعض سیاسی رفقاء سے ملاقات فرمائی، ۱۱ بجے کے قریب مدرسہ [جامعہ اسلامیہ بنوری ٹاؤن] تشریف لائے، آج حضرت مفتی صاحب معمول سے زیادہ ہشّاش بشّاش نظر آرہے تھے، حضرت مفتی صاحب کے یاد فرمانے پر جناب مولانا محمد رفیع عثمانی مہتمم دارالعلوم کراچی اور مولانا محمد تقی عثمانی قانونِ زکوٰۃ کے بعض پہلوؤں پر گفتگو کرنے کے لئے تشریف لائے اور قریباً ساڑھے بارہ بجے رفیقِ محترم جناب مولانا محمد جمیل خان صاحب راقم الحروف کو باصرار مفتی صاحب کی خدمت میں لے گئے، اس ناکارہ کو ان حضرات کی تشریف آوری کا علم نہیں تھا اور نہ موضوعِ گفتگو کے بارے میں کچھ خبر تھی، اس وقت مجلس میں یہ حضرات موجود تھے: مولانا محمد طاسین صاحب ناظم مجلسِ علمی کراچی، مولانا مفتی احمد الرحمن، مولانا محمد رفیع عثمانی، مولانا محمد تقی عثمانی، صاجزادہ مولوی محمد بنوری اور مولانا محمد جمیل خان، تھوڑی دیر میں جناب مولانا ڈاکٹر عبدالرّزّاق اسکندر بھی تشریف لے آئے (بعد میں معلوم ہوا کہ ان کو بھی حضرت مفتی صاحب نے بطورِ خاص یاد فرمایا تھا)۔

کوئی پندرہ بیس منٹ تک لطف و مزاح کی باتیں ہوتی رہیں، ادھر مولانا محمد طاسین صاحب سے دریافت کیا کہ نماز کس وقت ہوگی؟ ڈیڑھ بجے کا وقت بتایا گیا تو حضرت مفتی صاحب نے فرمایا پھر میرا خیال ہے کہ تھوڑی سی گفتگو نماز سے پہلے ہوجائے اور فرمایا کہ اس وقت ہماری گفتگو خالص شرعی نقطۂ نظر سے ہے، کوئی سیاسی ذہن یا تعصّب اس میں کارفرما نہیں ہونا چاہئے اور میں اپنی ذات کے بارے میں وعدہ کرتا ہوں کہ اگر مجھے اپنی غلطی معلوم ہوگئی تو میں اس سے رجوع کرلوں گا۔ یہ کہہ کر فرمایا کہ آپ حضرات نے میرے فتوے کا جواب لکھا ہے، گو اس میں صراحۃً میری تردید نہیں کی گئی مگر

میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ میرے فتوے کا جواب ہے، مجھے آپ حضرات پر تین اعتراض ہیں......۔ قریباً دس منٹ تک وہ پہلے نکتے پر تقریر فرماتے رہے، درمیان میں نہ کوئی حشو وزائد لفظ آیا نہ کسی لفظ پر اٹکن یا لکنت محسوس ہوئی، خدا جانے وہ پہلے نکتے کی تشریح مکمّل کر چکے تھے یا اس سلسلے میں ابھی کچھ اور وضاحت فرمانا چاہتے تھے کہ فقرہ مکمل کر کے ایک لمحے کے لئے خاموش ہوئے، بایاں ہاتھ پیشانی پر رکھا اور یکا یک بائیں پہلو کی طرف مائل پیچھے کو گر گئے، اس جانب جناب صاحبزادہ مولوی محمد بنّوری بیٹھے ہوئے تھے، ان کی گود میں آرہے، ہم نے آج تک کسی کو اتنی آسانی سے مرتے ہوئے نہیں دیکھا تھا اس لئے کسی کو وہم بھی نہ ہوا کہ حضرت مفتی صاحب زبانِ حال سے لَسْتُ عَلٰی صُحْبَتِکُمْ بِحَرِیْصٍ کہتے ہوئے ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو چکے ہیں......۔

یوں تو موت سنّتِ بنی آدم ہے اور اس سے کسی کو مفر نہیں، یہاں جو بھی آیا جانے ہی کے لئے آیا، لیکن بعض حضرات کی زندگی کی طرح ان کی موت بھی لائقِ رشک ہوتی ہے، حضرت مفتی صاحب کی موت کئی لحاظ سے حسنِ خاتمہ کی علامت ہے: ایک تو وہ سفر میں تھے اور سفر میں مؤمن کی موت معنوی شہادت ہے، پھر یہ سفر بھی سفرِ حج تھا، گویا یہ موت فی سبیل اللہ تھی، پھر ایک دینی وشرعی مسئلے کی وضاحت وتشریح کرتے ہوئے وہ دنیا سے رخصت ہوئے، دینی مسائل کا مذاکرہ ذکرِ الٰہی کی ایک فرد ہے، پس ان کا خاتمہ ذکرِ الٰہی پر ہوا، اور مفتی کی حیثیت سے جو خدمت حق تعالیٰ نے ان کو تفویض فرمائی تھی آخری لمحے تک اس میں مشغول رہے، پھر ان کے طائرِ روح نے جس سرعت سے پرواز کی وہ بجائے خود ایک حیرت انگیز ہے، راقم الحروف کا احساس یہ ہے کہ حضرت مفتی صاحب جب فقرہ پورا کر کے خاموش ہوئے تو اسی لمحے بیٹھے بیٹھے ان کی روح پرواز کر گئی، اتنی آسانی سے روح کا قبض ہو جانا اس نا کارہ کے لئے بالکل ہی نیا مشاہدہ تھا کہ نہ موت سے پہلے کسی تکلیف کی شکایت نہ کسی درد و کرب کا اظہار، شیخ عطار رحمۃ اللہ علیہ کے درویش کا واقعہ

کتابوں میں پڑھا سنا تھا کہ ان کی دہلیز پر سر رکھ کر لیٹ گئے اور کہا کہ ہماری روح تو یوں قبض ہو جائے گی۔ مگر اس کا چشم دید مشاہدہ حضرت مفتی صاحب کے وصال سے ہوا کہ مرنے والے یوں بھی مر کر دکھا دیا کرتے ہیں۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۶۳) حضرت مولانا محمد علی صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم دار العلوم شہابیہ، سیالکوٹ)

(متوفّٰی ۸ صفر ۱۴۰۱ھ مطابق ۱۶ دسمبر ۱۹۸۰ء)

حضرت مولانا محمدؐ علی کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ دار العلوم شہابیہ کے مہتمم اور عظیم المرتبت جیّد عالم تھے، آپ ۱۶ دسمبر کو ترمذی شریف کا درس دے رہے تھے کہ اچانک خاموش ہو گئے، طلبہ نے خیال کیا کہ شاید کسی وجہ سے خاموش ہو گئے لیکن تھوڑی دیر کے بعد پتا چلا کہ آپ پر فالج کا حملہ ہوا اور ساتھ ہی دماغ کی شریان پھٹ گئی [اور وفات ہو گئی]۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۶۴) حضرت مولانا غلام غوث صاحب ہزاروی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۰۱ھ مطابق ۴ فروری ۱۹۸۱ء)

مولانا نذیر احمد صاحب نے بتایا کہ آخری لمحات میں میں نے یہ کلمات پڑھے:

---

[1] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۱۹۱-۱۹۵

[2] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۱/ ۱۹۴

رَبِّ يَسِّرْ وَلَا تُعَسِّرْ

اے میرے رب آسانی فرما اور تنگی نہ فرما۔

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے فوراً ان کلمات کی تکمیل کی اور خود ہی فرمایا:

وَتَمِّمْ بِالْخَيْرِ

اور بھلائی کے ساتھ پورا فرما (یعنی خاتمہ بالخیر ہو)۔

چنانچہ اس کے ساتھ ہی حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے کلمہ شریف پڑھنا شروع کیا اور جھٹکے کے ساتھ خود ہی چہرہ مبارک قبلہ رخ کر دیا اور خاتمہ بالخیر کی تمنّا پوری ہوگئی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۶۵) حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

(صاحبزادہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۷ ذوالقعدہ ۱۴۰۱ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۸۱ء)

[حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے حضرت مولانا محمد حنیف صاحب جالندھری دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ] ہمارے والد ماجد حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری قدّس سرّہ نے حضرت حکیم الامّت مجدّد الملّۃ والدّین مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بابرکت روحانی مجالس میں شرکت فرمائی، ہمارے جدّ امجد حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے فیضان نظر اور حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیّب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ کے فیض تربیت کی بدولت شریعت وطریقت کے سانچے میں ڈھلی ہوئی زندگی گزاری اور سفر آخرت اس انداز سے کیا کہ ان کی وفات بھی ہر مسلمان

---

[1] سوانح مجاہدِ ملّت مولانا غلام غوث ہزاروی، ص: ۲۱۶، ۲۱۷

کے لئے قابلِ رشک ہے۔

۱۴۰۱ھ میں حضرت والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے دوسرے حج کے لئے حرمین شریفین کا سفر فرمایا جو آپ کا سفرِ آخرت ثابت ہوا، رخصت کرنے کے لئے کراچی تک راقم الحروف کو معیت وہم رکابی کا شرف حاصل تھا، کراچی کے حاجی کیمپ میں حضرت والدِ ماجد رحمۃ اللہ علیہ نے مجھے ایسی نصائح فرمائیں کہ كَأَنَّهَا مَوْعِظَةُ مُوَدِّعٍ، ان نصائح کی سماعت کے وقت یوں لگ رہا تھا کہ وہ سفرِ حج پر نہیں بلکہ سفرِ آخرت پر روانہ ہو رہے ہیں۔

منجملہ ان نصائح کے چند یہ تھیں کہ نمازِ باجماعت کا اہتمام کرنا، تمام اساتذہ واکابر کا مکمّل احترام کرنا، مخالفین وموافقین سب سے یکساں حسنِ سلوک کا معاملہ کرنا۔ اپنے متعلق فرمایا کہ میں نے ہمیشہ بے ضرر زندگی گزاری اور عفو ودرگزر کی راہ اختیار کی اور میں تم سے بھی اسی روّیے اور طرزِ عمل کی توقع اور امید رکھتا ہوں۔ روانگی سے عین قبل اپنی نصائح کا اعادہ فرماتے ہوئے اشکبار ہوگئے، میں نے عرض کیا کہ آپ تو مبارک سفر پر جارہے ہیں، یہ تو خوشی کا موقع ہے نہ کہ رونے کا مقام۔ لیکن کیا خبر تھی کہ یہ آنسو ایسی جدائی کی وجہ سے ہیں جو عارضی نہیں بلکہ دائمی ہے اور اب مجھے ان کی شفقتوں اور عنایتوں کے سائبان سے محروم ہونا پڑے گا۔

یہ سفر بذریعۂ بحری جہاز تھا، مکّہ مکرّمہ زادھا اللہ شرفاً پہنچ کر عمرہ ادا کیا، ۷ ذی قعدہ ۱۴۰۱ھ بروز پیر فِرودگاہِ وحی اولین وعبادت گاہِ سیّد المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم غارِ حراء میں تشریف لے گئے، آپ کی ہمشیرہ صاحبہ ہمراہ تھیں، گھنٹوں محویت وبے خودی کے عالم میں استغفار ودعا وغیرہ میں مشغول رہے، ہمشیرہ صاحبہ نے واپسی کے بارے میں عرض کیا تو کچھ دیر مزید رکنے کا فرمایا، کافی دیر کے بعد انہوں نے دوبارہ واپسی کا کہا تو فرمایا کہ تم چلی جاؤ، میں کچھ وقت مزید یہاں ٹھہرنا چاہتا ہوں۔ ہمشیرہ صاحبہ واپس آگئیں اور دیگر ساتھیوں نے جاکر انہیں واپسی پر آمادہ کیا، واپسی پر ارشاد فرمایا کہ میں نے آج اللہ

تعالیٰ سے ایک دعا مانگی ہے، پتا نہیں قبول ہوئی ہے یا نہیں؟ ساتھیوں نے دعا کے متعلق استفسار کیا تو خاموشی اختیار فرمالی، قرینِ قیاس یہی ہے کہ دعا سرزمینِ حرم میں ابدی آرام کے متعلق تھی، واللہ اعلم۔

نمازِ ظہر ادا کرنے کے بعد جامعہ خیر المدارس کی ایک فاضلہ کے ہاں دعوت میں شرکت کی، کھانے کے بعد قیلولہ فرمایا، عصر سے قبل بیدار ہوئے، وضو فرمایا اور نماز کے لئے حرم شریف میں حاضری کے ارادے سے روانہ ہو رہے تھے کہ شدید عارضۂ قلب لاحق ہوا اور دل پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گئے، اسی حالت میں اللہ تعالیٰ نے اپنے گھر کا ارادہ کرنے والے اپنے مقبول بندے کو اپنے دربار میں بلالیا۔

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۶۶) قطب الاقطاب شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریّا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ا شعبان ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۴ مئی ۱۹۸۲ء)

تقریباً گیارہ بجے جب کہ الحاج ابو الحسن نے تکیہ اونچا کیا تو [حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے] بندے [حضرت ڈاکٹر اسماعیل میمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ] کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب ہیں؟ ابو الحسن نے کہا کہ ہاں، یہ ڈاکٹر اسماعیل صاحب ہیں۔ یہ سن کر بندے کی طرف دیکھ کر مسکرائے، یہ آخری گفتگو تھی جو حضرت نے فرمائی، اس کے بعد "یا کریم"، "او کریم" فرماتے رہے، ظہر تک یہ کیفیت رہی، ظہر کے بعد مکمل سکون ہو گیا جو آخری وقت تک رہا۔[1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] سوانح حضرت شیخ الحدیث صاحب، ص: ۱۷۹

(۶۷) امام القراء حضرت قاری رحیم بخش صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت قاری فتح محمد صاحب پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۲ ذوالحجّہ ۱۴۰۲ھ مطابق ۲۹ ستمبر ۱۹۸۲ء)

[حضرت قاری طاہر صاحب رحیمی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ] ۶ ذوالحجّہ بروزِ جمعہ بوقتِ شام بعد از مغرب حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ حسبِ معمول مسجد سراجاں حسین آگاہی ملتان میں تعلیمِ قرآن دے رہے تھے کہ اچانک کان میں شدید درد و کرب کا احساس ہوا اور ساتھ ہی بے ہوشی کی کیفیت طاری ہوگئی جس کے بعد موصوف کو نشتر ہسپتال پہنچا دیا گیا، وہاں چھ روز تک بے ہوشی و استغراق وغنودگی کی حالت میں رہے، اوّل شب میں کچھ افاقہ ہوا تو بازو پکڑنے والے ساتھی کو خوب ڈانٹا اور فرمایا کہ نالائق! مجھے پکڑا ہوا ہے، نماز نہیں پڑھنے دیتے ہو، نماز سے روکتے ہو، دفع ہو جاؤ، تمہیں شرم نہیں آتی۔ مگر پھر کچھ دیر کے بعد دوبارہ بے ہوشی کا عارضہ لاحق ہوگیا۔

اس کے بعد پہلے تین ایّام میں برابر آپ کی دائیں جانب پر فالج کا حملہ رہا لیکن قوّتِ عاقلہ اور قوّتِ سامعہ دونوں بالکل درست رہیں، کوئی بات پوچھنے پر سر کے اشارے سے اس کا جواب دیتے، احقر نے پوچھا کہ تیمم کریں گے؟ اشارہ فرمایا کہ نہیں۔ پھر میں نے پوچھا کہ وضو کریں گے؟ اشارے سے جواب دیا کہ ہاں۔ نماز پڑھیں گے؟ فرمایا ہاں۔ سبحان اللہ! کس قدر فکر و اہتمام اور عشق تھا نماز کا، مگر حضراتِ علماء سے مسئلہ پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ یہ اضطرابی و اضطراری اور بے ہوشی کی حالت ہے جس میں آپ نماز پڑھنے کے مکلّف نہیں۔ لیکن حضرت موصوف قوتِ عاقلہ بحال رہنے تک برابر نماز کی فکر میں لگے رہے بلکہ بعض دوستوں نے بندۂ ناچیز کو بتایا کہ جب تم ہفتہ کے روز ظہر کی نماز پڑھا رہے تھے اور حضرت کے کانوں تک تکبیر کی آواز پہنچ رہی تھی تو بہت ہی مضطربانہ کیفیت میں تھے اور بے چینی کے عالم میں بار بار ہاتھ چھڑا کر

اُٹھنے کی کوشش فرماتے رہے، ایک بار پوچھا گیا کہ آپ قرآن مجید سنیں گے؟ فرمایا ہاں۔ اس پر احقر نے عزیزم قاری عالمگیر سلّمہ سے پڑھنے کے متعلق کہا، انہوں نے بہت ہی عمدہ انداز میں سورۂ یٰس سنائی، اندازہ ہو رہا تھا کہ حضرت بہت ہی محظوظ و مسرور ہو رہے ہیں، دورانِ تلاوت عزیز مذکور نے پریشانی کے عالم میں اَنْ تُدْرِكَ الْقَمَرَ کو غلطی سے ''را'' کے پیش کے ساتھ پڑھا تو حضرت مرحوم نے فوراً سر کے اشارے سے ٹوکا اور صحیح پڑھنے کی تلقین فرمائی، سبحان اللہ! کیا ٹھکانہ تھا ان کی فنائیت فی القرآن کا۔

پہلے تین روز تک یہی حال رہا، اس کے بعد ۹ تا ۱۱ ذی الحجّہ بروز پیر تا بدھ، آخری تین ایام میں بائیں جانب پر بھی فالج کا حملہ ہو گیا اور اب بالکلیہ بے ہوشی وغنودگی کی کیفیت طاری ہو گئی، بالآخر ۱۲ ذی الحجّہ کی شب کو بعد از نمازِ عشاء بدھ کا روز گزار کر جمعرات کی شب کو دس بج کر پینتیس منٹ پر تقریباً اکسٹھ (۶۱) سال کی عمر میں ہمارے سامنے وہ مشفق ومہربان شیخ جسے اپنے عزیز شاگردوں کی ذراسی تکلیف بھی گوارا نہ تھی مگر اللہ کی رضامندی اور رضاء بالقضا اس سے کہیں زیادہ عزیز تھی بقضاءِ الٰہی ہم سب کو روتا بلکتا اور سسکتا چھوڑ کر ہمیشہ کے لئے اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ [1]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

(۶۸) حضرت مولانا عبدالرّحمٰن صاحب میانوی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۵ ربیع الاوّل ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۱ دسمبر ۱۹۸۲ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اکیس دسمبر کی دوپہر کو جب وہ نمازِ ظہر کی تیاری کر رہے تھے تو

[1] تذکرۃ الشیخین، ۱/۱۶۸، ۱۶۹

فرشتۂ اجل پیغامِ ربانی لے کر آیا، انہوں نے لبیک کہا اور اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی، آخری وقت ان کے لبوں پر کلمۂ شہادت جاری تھا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۶۹) حضرت مولانا محمد احسن صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(والدِ ماجد حضرت مولانا واجد حسین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفی ۱۱ محرّم ۱۴۰۴ھ مطابق ۱۱۸ کتوبر ۱۹۸۳ء)

[مولانا ندیم الواجدی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ] حکیم الاسلام قاری محمد طیّب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حادثۂ وفات کا ہمارے دادا کی طبیعت پر گہرا اثر ہوا، ان کی صحت دن بدن گرتی چلی گئی، ضعف بڑھنے لگا، غفلت رہنے لگی، بیماری کے دوران پاکی اور نماز کا بڑا اہتمام تھا، آخری ایّام میں بے ہوشی کی سی کیفیت رہتی تھی، جب بھی ذرا ہوش آتا فوراً پوچھتے کہ نماز کا وقت ہوگیا؟ لیٹے لیٹے وضوء کرایا جاتا، لیٹے لیٹے نماز کی نیّت باندھتے، بعض اوقات نماز ہی میں غفلت طاری ہوجاتی، جب بھی ذرا ہوش آتا زبان سے ایک ہی لفظ نکلتا نماز، ان کو نماز سے والہانہ شغف تھا، نماز پڑھتے پڑھتے ۱۱۸ کتوبر کورات کے آخری پہر انتقال فرماگئے۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۷۰) حضرت مولانا نور الحسن صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّی ۳۰ ربیع الاوّل ۱۴۰۴ھ مطابق ۴ جنوری ۱۹۸۴ء)

حضرت مولانا نور الحسن صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شبیر احمد صاحب عثمانی

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲۰۹/۱

[2] بے مثال شخصیت با کمال استاذ، ص: ۲۶

رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنّوری رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اساطین جبالِ علم کے تلمیذ ہیں، آپ نے ۳۰ دسمبر کا جمعہ تنظیمِ اہلِ سنّت کی مسجد (نواں شہر ملتان) میں پڑھایا، یہ مرحوم کی زندگی کا آخری جمعہ تھا، تقریر کے دوران فرمایا کہ زندگی کی آخری دو درخواستیں تھیں، ایک حرمین شریفین کی حاضری، سو وہ اسی سال اللہ تعالیٰ نے میسّر فرمادی، دوسری ''سیرتِ اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' نامی کتاب کی تکمیل، وہ بھی اس ہفتے پوری ہوگئی، اب میں فارغ ہوں اور [سفرِ آخرت کے لئے] تیار ہوں۔ اس کے پانچ دن بعد شبِ جمعرات کی عشاء کی نماز خود پڑھائی، نماز کے بعد اپنے معمولات و وظائف سے فارغ ہوکر ''سیرتِ اصحابِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم'' کے مسوّدہ پر نظرِ ثانی کرنے بیٹھ گئے، اسی حالت میں دل کا دورہ ہوا اور داعیٔ اجل کی دعوت پر رختِ سفر باندھ لیا، حق تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور عِبَادُ اللّٰہِ الصَّالِحِیْنَ [اللہ کے نیک بندوں] کی صف میں شامل فرما کر انہیں رحمت و مغفرت سے ہم کنار فرمائے۔[1]

انا للہ وانا الیہ راجعون

(۷۱) مجاہدِ ختمِ نبوّت حضرت مولانا تاج محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خطیب جامع مسجد ریلوے کالونی، اسلام آباد)

(متوفّٰی ۱۵ ربیع الثانی ۱۴۰۴ھ مطابق ۲۰ جنوری ۱۹۸۴ء)

اب طبیعت سنبھل گئی، سکون محسوس ہوتے ہی آنکھ لگ گئی۔

نیند آگئی اب سوئیں گے کنجِ مزار میں

تقریباً ۲۰ منٹ بعد آنکھیں کھولیں تو دائیں طرف رانا فضل محمد خان، بائیں جانب

---

[1] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۲۲۷، ۲۲۸

محترم اقبال صاحب اور سامنے راقم [یعنی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا طارق محمود] موجود تھے، آنکھ کھلتے ہی اُٹھ بیٹھے، اب بیماری کی تکلیف کا کوئی اثر چہرے پر نہ تھا حالانکہ صبح ۴ بجے سے دل کی تکلیف شروع ہوئی تھی، والد صاحب نے دائیں جانب قبلہ رخ احترام بھری نظروں سے بغور دیکھتے ہوئے چند ساعتوں بعد تین دفعہ دائیں ہاتھ کے اشارے سے فرمایا کہ ہٹو ہٹو!..... [اس کے بعد] ذرا پیچھے ہٹے، لبوں پر کلمہ شریف کی جنبش آئی اور گردن دائیں طرف لڑھک گئی، رانا صاحب اور برادرِ مکرّم اقبال [سمجھ گئے کہ انتقال ہو گیا ہے اس لئے انہوں] نے بلند آواز سے انّا للہ وانّا الیہ راجعون پڑھا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۷۲) حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ ڈابھیل، گجرات)

(متوفّٰی ۶ شوال ۱۴۰۴ھ مطابق ۵ جولائی ۱۹۸۴ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ عید کے دن نمازِ عید کے لئے نکلنے کی تیاری کر رہے تھے کہ اچانک سینے پر شدید درد ہوا جس کی وجہ سے عید کی نماز کے لئے نہ جا سکے، ڈاکٹر بلائے گئے جنہوں نے اس درد کو ریاحی درد تجویز کیا، علاج جاری رہا،..... سینے کا درد وقتاً فوقتاً ہو جایا کرتا تھا، دو روز کے وقفے سے رات کو ساڑھے تین بجے درد اٹھتا لیکن انجکشن اور دوا سے افاقہ ہو جاتا، ۶ شوّال جمعے کو بھی اسی وقت درد شروع ہوا، دوا کھلائی گئی لیکن قے ہو گئی، انجکشن دیا گیا لیکن اس کا کوئی اثر ظاہر نہیں ہوا، بالآخر وقتِ موعود قریب آ گیا تو زبان پر کلمۂ طیّبہ کا ذکر خود جاری ہو گیا، تقریباً پونے پانچ بجے دینِ متین کا یہ پینسٹھ

---

[1] علماء دیوبند کے آخری لمحات: ۱/۲۱۴ بحوالہ سوانح مولانا تاج محمود

(۶۵) سالہ خادم ہمیشہ کے لئے آسودۂ خواب ہو گیا۔ [1]

اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۷۳) حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(استاذِ حدیث جامعہ خیر المدارس، ملتان)

(متوفّٰی ۳ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ مطابق ۲۵ جنوری ۱۹۸۵ء)

حضرت مولانا مفتی محمد عبد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ خیر المدارس کے استاذِ حدیث تھے، آپ گوناگوں اخلاق وصفات کے مالک تھے جن میں آپ کی تواضع وانکساری سب سے زیادہ ممتاز تھی، آپ رجالِ آخرت میں سے تھے، آپ کو پاؤں میں ایک معمولی زخم ہو گیا جس نے رفتہ رفتہ غیر معمولی شکل اختیار کر لی اور نو مہینے صاحبِ فراش رہنے کے بعد ۲۵ جنوری شبِ جمعہ کو انتقال فرما گئے۔

مرض الوفات کا یہ زمانہ جس حیرت انگیز صبر واستقامت کے ساتھ آپ نے گزارا وہ خاصانِ خدا ہی کا حصّہ ہے، جزع وفزع کا کوئی لفظ زبان سے سرزد نہیں ہوا بلکہ زبان ہمیشہ شکر وحمد اور ذکرِ الٰہی میں مصروف رہتی تھی، غنودگی کی حالت میں بھی انگلیوں پر تسبیح شماری جاری رہتی تھی، اس پورے عرصے میں نہ کوئی نماز قضاء ہوئی نہ کوئی عمل خلافِ سنّت ہوا، انتقال سے تھوڑی دیر پہلے پانی طلب فرمایا، خدّام نے اس خیال سے کہ اُٹھانے بٹھانے میں زحمت ہوگی لیٹے لیٹے منہ میں پانی ڈالنا چاہا تو فرمایا کہ [کیا تمہیں] معلوم نہیں کہ لیٹ کر کھانا پینا خلافِ سنّت ہے؟ مجھے اُٹھا کر بٹھاؤ۔ چنانچہ اُٹھا کر بٹھایا گیا، پانی نوش فرمایا، کلمۂ شکر ادا کیا اور قبلہ رخ اپنی کروٹ پر لیٹ گئے، مرض

[1] مختصر سوانح حیات حضرت مولانا محمد ایوب صاحب اعظمی، ص: ۷۴، ۷۵

الوفات میں اکثر دعا فرماتے تھے کہ یا اللہ! نیند کی حالت میں میری روح قبض کرنا۔ چنانچہ لیٹنے کی تھوڑی دیر بعد نیند کی سی کیفیت طاری ہوئی، پاس بیٹھے خدّام یہ سمجھے کہ آنکھ لگ گئی ہے، ان کو اسی وقت پتا چلا جب سانس کی آمد وشُد یکا یک بند ہوگئی اور حضرت مفتی صاحب نے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۷۴) حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

(سابق ناظمِ اعلیٰ عالمی مجلس تحفّظِ ختمِ نبوت)

(متوفّٰی ۲۴ جمادی الاولیٰ ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۸۵ء)

حضرت مولانا محمد شریف صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے جاں نثار رفیق، تحریکِ آزادی کے نڈر سپاہی اور تحریکِ ختمِ نبوّت کے صفِ اوّل کے قائد تھے..... ان کی زندگی کی طرح ان کی موت بھی قابلِ رشک ہوئی، مرحوم کچھ عرصے سے عارضۂ قلب میں مبتلا تھے، کافی دنوں کی علالت کے بعد قریباً ایک مہینے سے دفتر تشریف لانے لگے تھے، جمعرات کو حسبِ معمول دفتر تشریف لائے اور آج معمول سے زیادہ وقت دفتر میں گزرا، عصر کے بعد ایک صاحب کو ساتھ لے کر کسی صاحب کو ملنے چلے گئے، مغرب کے قریب گھر لوٹے، مغرب کے بعد سینے میں قدرے تکلیف کا احساس ہوا مگر اس کی زیادہ پرواہ نہ کی، جب درد کچھ زیادہ محسوس ہونے لگا تو ڈاکٹر کو بلایا، لیکن ڈاکٹر کے آنے میں تاخیر ہوگئی، ڈاکٹر صاحب تشریف لائے تو انہوں نے معائینہ میں کافی دیر لگائی، بالآخر مشورہ دیا کہ ہسپتال پہنچایا

---

[1] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۲۳۸-۲۴۲

جائے، بالا خانہ سے ان کو نیچے اتارا گیا تو مرحوم نے خود کھڑے ہو کر اپنی لنگی ٹھیک کی، لنگی درست کر کے چارپائی پر بیٹھنے لگے تھے کہ نزع کا عالم شروع ہو گیا اور چند لمحوں میں جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی اور ستّر سالہ تھکے ماندے مسافر نے اپنی منزل پالی، لائقِ رشک بات یہ ہے کہ نزع کے دوران مرحوم کے لب مسلسل ذکر میں مصروف رہے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۷۵) حضرت مولانا مفتی محمد عمر بلوچ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم مدرسہ احرار الاسلام، کراچی)

(متوفّٰی ۲۵ رمضانُ المبارک ۱۴۰۵ھ مطابق ۱۴ جون ۱۹۸۵ء)

[حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ] حضرت مولانا مفتی محمد عمر بلوچ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دارالعلوم (کراچی) اور اس کے خدّام کے ساتھ بھی بڑا مشفقانہ تعلق تھا، افسوس ہے کہ راقم الحروف اعتکاف میں ہونے کی بناء پر ان کی نمازِ جنازہ میں شرکت نہ کر سکا، قحط الرّجال کے اس دور میں ایسی مغتنم ہستیوں کی جدائی ملک وملّت کے لئے بڑا حادثہ ہے، اللہ تعالیٰ نے انہیں رمضانُ المبارک کے مقدّس مہینے میں اور اس کے بھی آخری عشرہ میں اپنے پاس بلایا اور وہ رمضان کی پچیسویں شب جو ان کی زندگی کی آخری رات تھی تمام رات عبادت میں گزار کر اپنے خالق و مالک سے ملے۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۲۴۳-۲۴۶

[2] نقوشِ رفتگاں، ص: ۲۸۲

(۷۶) قطب الارشاد عارف باللہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۱۵ رجب ۱۴۰۶ھ مطابق ۲۷ مارچ ۱۹۸۶ء)

بدھ کی صبح ڈاکٹروں کے شدید اصرار پر حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ہسپتال لے جانے کا فیصلہ کیا گیا، حضرت پر نیم بے ہوشی کی سی کیفیت طاری تھی، حضرت کو جب اس فیصلے سے آگاہ کیا گیا تو شدّت سے انکار فرمایا کہ ہم ہسپتال نہیں جائیں گے، لیکن ڈاکٹروں کا اصرار اور متعلّقین کا جذبۂ خیر خواہی حضرت کے انکار پر غالب رہا، یہ بے چارے سمجھتے رہے کہ حضرت کی جان بچانے میں شاید کامیاب ہو جائیں گے اور گھر پر رکھا گیا تو حسرت رہ جائے گی کہ اگر ہسپتال لے چلتے تو شاید کوئی تدبیر ہو سکتی، بہر حال حضرت کے شدید انکار کے باوجود آپ کو مرتضی ہسپتال (ناظم آباد) میں داخل کر دیا گیا، وہاں تدبیر شروع ہوئی اور بحمد اللہ حضرت کو طبیعت میں کچھ سکون محسوس ہوا، ڈاکٹر اور معالج بھی مطمئن تھے کہ ان شاء اللہ مرض پر قابو پالیا جائے گا۔

عشاء کے بعد دس بجے حضرت نے صاحبزادگان کو یہ کہہ کر رخصت کیا کہ تمہاری آپا (حضرت پیرانی صاحبہ مدظلہا) پریشان ہوں گی، جاؤ، ان کو تسلی دو اور ان کا خیال رکھنا۔ سب کو فی امان اللہ کہا، ان حضرات کے تشریف لے جانے کے کچھ دیر بعد سوءِ تنفّس شروع ہوا اور اس میں رفتہ رفتہ شدّت ہونے لگی، بارہ بجے کے قریب ڈاکٹروں کو اطلاع دی گئی اور ڈاکٹر حافظ محمد الیاس صاحب (حضرت کے خلیفۂ مجاز) کو جو ابتدائے مرض ہی سے تیمار داری اور معالجے کا بہت ہی اہتمام کر رہے تھے بلایا گیا، ڈاکٹروں نے مشین کے ذریعے بلغم وغیرہ کا اخراج کیا اور آکسیجن دی، تین بجے تک سوءِ تنفّس کی شدّت جاتی رہی، تین بجے ڈاکٹر الیاس صاحب آپ سے رخصت ہو کر اپنے گھر تشریف لے گئے، لیکن سوءِ تنفّس میں کمی کے ساتھ بتدریج حضرت کی آواز پست ہوتی گئی، لیکن حضرت کے ہوش و حواس آخر تک قائم رہے، اسی

حالت میں فجر کی اذان کی آواز آئی، حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے لب مبارک اس کے جواب میں حرکت کرتے رہے، ادھر اذان کا جواب ختم ہوا ادھر طائرِ روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گیا۔ [1]

اناللہ وانا الیہ راجعون

(۷۷) حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۶ شعبان ۱۴۰۶ھ مطابق ۱۶ اپریل ۱۹۸۶ء)

حضرت مولانا قاضی عبدالقادر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت اقدس شاہ عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ مجاز تھے، ان کے اوصاف میں سے سب سے بڑا وصف کثرتِ ذکر اور معمولات کی پابندی تھا، صحبتِ صالحین اور ذکرِ الٰہی کے انوار ان کے چہرے پر جگمگاتے تھے، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی آپ بیتی میں جگہ جگہ ان کا ذکر آیا ہے، وفات سے ایک روز قبل حضرت رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین حضرت اقدس مولانا حافظ عبد العزیز صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کے لئے تشریف لے گئے، بدھ کے دن مرحوم کا قصد حضرت مولانا کی زیارت کرتے ہوئے لاہور سے اپنے گاؤں جھاوریاں جانے کا تھا، گاڑی میں سامانِ سفر رکھا جا چکا تھا اور آپ نے وضوء شروع کیا تھا کہ دل کی تکلیف شروع ہوئی اور مرحوم [وضوء کے دوران] سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔ [2]

اناللہ وانا الیہ راجعون

---

[1] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۳۰۷، ۳۰۸

[2] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۳۱۰

(۷۸) حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(داماد حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲ جمادیٰ الاخریٰ ۱۴۰۷ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۸۷ء)

[حضرت مفتی محمد تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ] حضرت مولانا نور احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کافی مدت سے لسبیلہ ہاؤس کے مکان میں مقیم تھے اور اس کی نچلی منزل میں ''ادارۃ القرآن'' قائم کیا ہوا تھا، میں جمعہ کی نماز پڑھانے کے لئے لسبیلہ ہاؤس کی جامع مسجد میں جاتا تو وہاں ان سے ملاقات ہو جایا کرتی تھی، ۳۰ جنوری جمعہ کو نمازِ جمعہ کے بعد ان سے ملاقات ہوئی..... مولانا اس وقت پوری طرح چست اور توانا تھے اور دور دور تک کسی بیماری یا کمزوری کے آثار نہ تھے، لیکن کسے معلوم تھا کہ یہ ان سے آخری ملاقات ہوگی، اگلے دن شام کو ساڑھے چار بجے میں جدّہ روانہ ہو گیا، اس روز رات کو تقریباً بارہ بجے تک وہ معمول کے مطابق اپنے کاموں میں مشغول رہے، نہ جانے کتنے معاملات نمٹائے، کتنوں سے فون پر بات کی یہاں تک کہ اس دن کے تمام کاموں سے فارغ ہو کر بارہ بجے بستر پر پہنچے، کچھ ہی دیر بعد اچانک کھانسی کا دورہ شروع ہو گیا جو تھوڑی دیر بعد دل کے شدید دورے میں تبدیل ہو گیا، گھر والے اس یک بیک تکلیف کو ابھی سمجھ بھی نہ پائے تھے کہ پیشاب کی حاجت ہوئی اور وہ اپنے پاؤں چل کر بیت الخلاء تشریف لے گئے، لیکن جب واپس نکلے تو دروازے پر ہی گھر والوں سے کہا کہ مجھے سنبھالو، میں گر رہا ہوں۔ احقر کی ہمشیرہ اور عزیزم فہیم اشرف سلّمہ نے سہارا دے کر بمشکل کمرے میں پہنچایا لیکن بستر تک پہنچنا ممکن نہ رہا تو بستر کے قریب فرش ہی پر نیم دراز ہو گئے اور بار بار بآوازِ بلند ''اللہ اکبر، اللہ اکبر'' کہتے رہے

اور یہی کلمات ادا کرتے کرتے دنیا کی سرحد پار کر گئے۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۷۹) حضرت شیخ الحدیث مولانا عبدالحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(بانی و شیخ الحدیث دارالعلوم حقّانیہ، اکوڑہ خٹک)

(متوفّٰی ۲۵ محرّم ۱۴۰۹ھ مطابق ۷ ستمبر ۱۹۸۸ء)

حضرت شیخ الحدیث رحمۃ اللہ علیہ کی چھوٹی صاحبزادی حاضر ہوئیں، یہ کوئی گیارہ بجے کا وقت تھا، حضرت شیخ نے ان سے فرمایا کہ بیٹی! تم گھر چلی جاؤ، میں بھی پیچھے چلا آ رہا ہوں، جنازہ آ رہا ہے، تم صفیں درست کرا لو۔..... ڈیڑھ بجے سے وقت آگے بڑھ رہا تھا، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے ہونٹ مبارک متحرّک تھے، کلمۂ شہادت کا ورد جاری تھا کہ ایک بج کر چالیس منٹ پر روح مبارک قفسِ عنصری سے پرواز کر کے اپنے ہمیشہ کے مستقر میں پہنچ گئی۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۸۰) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

(استاذِ حدیث و تفسیر جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن)

(متوفّٰی ۲۴ جمادی الاخریٰ ۱۴۰۹ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۸۹ء)

حضرت مولانا ادریس صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ کے بزرگ استاذِ حدیث تھے اور جامعہ سے شائع ہونے والے ماہنامہ ''بینات'' کے مدیر تھے، آپ مدرسے میں تفسیرِ جلالین شریف کا بھی سبق پڑھایا کرتے تھے اور ظہر کے بعد اس کا

---

[۱] نقوشِ رفتگاں، ص: ۳۰۷، ۳۰۸

[۲] سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبدالحق صاحب، ص: ۳۱۹، ۳۲۰

وقت تھا،لیکن وفات کے دن صبح درس گاہ میں تشریف لائے ، یہ گھنٹہ دوسرے استاد کا تھا اور وہ اپنا سبق پڑھا رہے تھے، ان کو یہ کہہ کر اٹھا دیا کہ اٹھو! مجھے سبق پڑھانا ہے۔ مدرسے کے اکثر اساتذہ چونکہ حضرت مولانا مرحوم کے شاگرد تھے، یوں بھی آپ مدرسہ میں سب سے معمّر بزرگ تھے، اس لئے سبق پڑھانے والے استاد حضرت مولانا کا حکم سن کر فوراً اپنا سبق چھوڑ کر اٹھ گئے۔ [۱]

.....[آپ] سوا نو بجے جلالین شریف کے درس کے لئے نیچے تشریف لائے اور فرمایا کہ ڈاکٹر نے تو منع کیا تھا مگر میرا جی چاہا کہ سبق پڑھا لوں۔ سورۂ مطفّفین کے نصف ﴿اِنَّ الۡاَبۡرَارَ لَفِیۡ نَعِیۡمٍ﴾ سے آخر سورۃ تک کا درس دیا اور اوپر تشریف لے گئے، یہ ان کا آخری درس تھا،..... ۱۱ بجے کے قریب غنودگی کی سی کیفیت طاری ہوئی، تیمارداروں نے خیال کیا کہ چونکہ رات نیند نہیں ہوسکی تھی اس لئے سونا چاہتے ہیں، اسی دوران ڈاکٹر صاحب تشریف لائے، انہوں نے دیکھ کر فرمایا کہ آخری وقت ہے، چنانچہ پونے بارہ بجے روح پرواز کرگئی اور نوّے سال کا تھکا ماندہ مسافر آرام سے ابدی نیند سو گیا۔ [۲]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

(۸۱) حضرت مولانا عبید اللہ صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث مدرسہ کاشف العلوم، مرکز نظام الدّین وخلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریّا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ رجب ۱۴۰۹ھ مطابق ۱۵ فروری ۱۹۸۹ء)

حضرت مولانا عبید اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مدرسہ کاشف العلوم [دہلی مرکز نظام

---

[۱] اصلاحی مواعظ: ۱/۶۸

[۲] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۳۵۳

الدّین] کے شیخ الحدیث ہونے کے ساتھ ساتھ جماعت تبلیغ کے روحِ رواں تھے اور عوام و خواصّ میں یکساں مقبول تھے، بہت مخلص شب بیدار، ذاکر و شاغل عالمِ دین تھے، جنہوں نے دارالعلوم دیوبند کے علاوہ متعدّد مدارسِ عربیہ سے سندِ فراغت حاصل کی تھی اور پوری عمر درسِ قرآن وحدیث میں مشغول رہے، انتقال کی رات بخاری شریف ایک بجے تک پڑھائی، پھر آرام کے لئے بستر پر تشریف لے گئے، صبح تین بجے جب خادم تہجد کے لئے پانی لے کر حاضر ہوا تو مولانا اپنے محبوبِ حقیقی سے ملاقات کر چکے تھے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۸۲) حضرت مولانا پیر غلام حبیب صاحب نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۰ صفر ۱۴۱۰ھ مطابق ۲۰ ستمبر ۱۹۸۹ء)

۲۰ ستمبر بروز جمعرات صبح نو بج چکے تھے، حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے نواسے حضرت مولانا عبد الشکور صاحب نے تلاوتِ قرآنِ پاک شروع کی، جب انہوں نے ﴿يَآأَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ﴾ پڑھا تو آپ نے آنکھیں کھول کر ان کی طرف دیکھا،..... اتنے میں انہوں نے پڑھا ﴿اِنَّ اللّٰهَ مَعَ الصّٰبِرِيْنَ﴾، یہ سن کر آپ مسکرائے اور..... جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] ذکر رفتگاں: ۱/ ۶۴

[2] حیاتِ حبیب، ص: ۳۲۳

(۸۳) حضرت قاری انیس احمد خان صاحب فیض آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(سابق صدر شعبۂ قراءت وتجوید، دارالعلوم فلاحِ دارین ترکیسر، گجرات، انڈیا)

(متوفّٰی ۲۸ ربیع الثّانی ۱۱۴۱۱ھ مطابق ۱۶ نومبر ۱۹۹۰ء)

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ انتقال سے چھ ماہ قبل کھلوڈ ہسپتال داخل کئے گئے، انکلیشور بھی زیرِ علاج رہے، پھر آپ اپنے وطن تشریف لے گئے، انتقال سے ایک ماہ قبل قاری مقبول ہتھوڑوی صاحب ان کے مکان پر عیادت کے لئے پہنچے، اس وقت یہ حالت تھی کہ قاری صاحب ہڈی کا ڈھانچہ رہ گئے تھے، قاری مقبول صاحب جب رخصت ہونے لگے تو حضرت قاری صاحب نے روتے ہوئے فرمایا کہ میرے لئے ایصالِ ثواب کرتے رہیں۔..... علالت کا سلسلہ چلتا رہا، تا آنکہ ۱۶ نومبر ۱۹۹۰ء بروز جمعہ عصر کی نماز کے بعد وضوء کرتے ہوئے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملے۔[1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۸۴) حضرت مولانا مفتی احمد الرّحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم ثانی جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن)

(متوفّٰی ۱۴ رجب ۱۱۴۱۱ھ مطابق ۳۱ جنوری ۱۹۹۱ء)

رات کو تقریباً ایک بجے حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے اہلیہ کو جگا کر بتایا کہ میرا گلہ خشک ہو رہا ہے، انہوں نے شہد پیش کیا مگر افاقہ نہ ہوا، دوبارہ اور سہ بارہ شہد پیش کیا، آپ نے نوش فرمایا مگر تکلیف میں تخفیف نہ ہوئی بلکہ اس میں اضافہ ہوتا گیا یہاں تک کہ آپ تکلیف کی شدّت سے بے چین ہو کر کمرے میں ٹہلنے لگے، اہلیہ نے صاحبزادہ مولوی عزیز الرّحمٰن

---

[1] ذکرِ انیس، ص: ۸۷

رحمانی کو جگایا، وہ آپ کے خادم مولوی ابوبکر افریقی کو بلا کر لے آئے، آپ نے سینے پر ہاتھ رکھا ہوا تھا اور بار بار فرمارہے تھے کہ پتا نہیں کیا ہو رہا ہے۔ انہوں نے جلدی سے ایمبولینس منگوالی، آپ کو اسٹریچر پر لیٹنے کے لئے کہا گیا، آپ اس پر آمادہ نہیں تھے، بڑی مشکل سے ان کو راضی کیا گیا، راستے میں طبیعت اور بگڑ گئی، گیس لگا دی گئی، بات چیت کا سلسلہ منقطع ہوگیا، جناح ہسپتال پہنچتے پہنچتے معاملہ مزید بگڑ چکا تھا، مفتی محمد جمیل خان شہید بھی پہنچ چکے تھے، تکلیف بڑھتی جارہی تھی، آپ بے چینی سے کروٹیں بدلتے رہے، آپ کے منہ سے کراہنے کے ساتھ ساتھ ''اللہ، اللہ'' کی ہلکی سی آوازیں آرہی تھی، مفتی جمیل خان شہید نے حال پوچھا تو نفی جیسے انداز میں ہاتھ ہلا دیا، انہوں نے ڈاکٹر اسد کو بھی بلایا، انہوں نے بیٹری سے حرکتِ قلب جاری کرنے کی کوشش کی لیکن اس وقت تک روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی اور آپ عالمِ آخرت کا سفر شروع فرما چکے تھے۔ [۱]

انا للہ وانا الیہ راجعون

(۸۵) حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۲ ربیع الاوّل ۱۴۱۲ھ مطابق ۱۲ اکتوبر ۱۹۹۱ء)

[حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ] پاکستان میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے آخری خلیفہ اور مجلس اشرفی کی آخری یادگار حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی پچھلے مہینے ہم سے رخصت ہو کر اپنے مالک حقیقی سے جا ملے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

---

[۱] بینات اشاعتِ خاص بیادِ حضرت مفتی احمد الرحمن صاحب، ص: ۵۵۳

حضرت کی علالت کا سلسلہ تو مدّت سے چل رہا تھا لیکن وفات سے چند روز پہلے سے اہلیہ محترمہ اور اہلِ خانہ سے بار بار یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ اب میرا وقت قریب آ گیا ہے۔ بظاہر معروف بیماریوں میں سے کوئی بیماری نہ تھی لیکن تین دن قبل بے خوابی اور غنودگی کی سی کیفیت ہوئی، بعض حضرات نے ہسپتال لے جانے کا ارادہ کیا لیکن حضرت ہسپتال لے جانے سے پہلے ہی منع فرما چکے تھے کہ اب میرے سفر کا وقت آ چکا ہے۔ چنانچہ اسی حالت میں ۲۲ ربیع الاوّل کو رات کے آٹھ بجے انتہائی سہولت کے ساتھ روح پرواز کر گئی، جن دنوں یہ حادثہ پیش آیا احقر اس وقت ملک سے باہر سفر پر تھا اس لئے جنازے میں شرکت کی سعادت نصیب نہ ہو سکی، لیکن جو حضرات تجہیز و تکفین میں شریک تھے انہوں نے بتایا کہ غسل کے بعد ہر شخص چہرۂ مبارک کی تروتازگی دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۸۶) حضرت مولانا نیاز محمد خُتنی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت علّامہ انور شاہ صاحب کشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۹ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۲ھ مطابق ۶ جنوری ۱۹۹۲ء)

[حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ] مجھے حضرت کے مرض الوفات کا صرف آخری دن دیکھنا نصیب ہوا اور اس میں چند امور کا بیّن مشاہدہ ہوا جن پر اس ناکارہ کو واقعہ یہ ہے کہ بڑا ہی رشک آیا ہے، مثلاً یہ کہ تکلیف کی شدّت کے باوجود کسی قسم کی گھبراہٹ اور کرب و بے چینی کا اظہار نہیں تھا، ایک مرتبہ بھی ان کے منہ سے ''ہائے'' سننے میں نہیں آئی، ان کے نرم و نازک بدن پر مسلسل انجکشن لگ رہے تھے لیکن سوئی چبھونے پر انہوں نے ایک بار بھی ''سی'' نہیں کیا بلکہ جیسا کہ عرض

---

[1] نقوشِ رفتگاں، ص: ۴۳۱، ۴۳۷

کر چکا ہوں کہ اس ناکارہ کو مخاطَب کر کے فرمایا کہ گو بدن کو تکلیف ہے مگر قلب مطمئن ہے۔ آخری وقت میں قلبی اطمینان کی یہ دولت خاص مقبولانِ الٰہی کو نصیب ہوتی ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو یہ دولت نصیب فرمائیں۔

مَنْ أَحَبَّ لِقَاءَ اللّٰهِ أَحَبَّ اللّٰهُ لِقَاءَهٗ (جو شخص اللہ تعالیٰ کی ملاقات چاہتا ہو اللہ تعالیٰ اس کی ملاقات چاہتے ہیں) تو ہمیشہ پڑھتے پڑھاتے رہے، مگر اس کی مشاہداتی تفسیر حضرت کے یہاں دیکھنے میں آئی، اتوار کی شام کو بار بار دریافت فرما رہے تھے کہ سوموار داخل ہونے میں کتنی دیر ہے؟ جب اتوار کا آفتاب غروب ہوا اور آپ کو بتایا گیا کہ سوموار داخل ہو گیا ہے تو فرمایا کہ میری چارپائی قبلہ رخ کر دو۔ حکم کی تعمیل کر دی گئی تو قبلہ رخ ہو کر فرشتۂ موت کو دیکھنے کے لئے چشمہ لگا کر بیٹھ گئے اور (اپنے مخصوص لہجے میں) دریافت فرمانے لگے کہ فرشتہ کدھر سے آئے گا؟ اوپر کی جانب سے یا دروازے کی طرف سے؟ یہ ناکارہ مغرب کے بعد حاضر ہوا اور عشاء تک بیٹھا رہا، عشاء کے وقت مجھ سے فرمایا کہ میری ایک عرصے سے آرزو تھی کہ مجھے آں حضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یومِ وفات نصیب ہو۔ پھر ذرا سے تبسّم کے ساتھ فرمایا کہ اگر یہ سوموار نہیں تو بہت سے اور سوموار آئیں گے، اب آپ جائیں آرام کریں۔

یہ ناکارہ تو حسب الحکم اُٹھ کر آ گیا لیکن حضرت کی ساری رات اسی بے تابی میں کٹی کہ قاصد کوچ کا پیغام کب لاتا ہے؟ اسی دوران کچھ غنودگی طاری ہوئی تو افاقے کے بعد فرمایا کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے کسی نے میرے کان میں کہا ہو هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ طلوعِ فجر کے وقت ہوگا، اس لئے بار بار دریافت فرماتے کہ طلوعِ فجر میں کتنی دیر ہے؟ جب رات گزر گئی اور دن طلوع ہوا تو [متعلّقین میں سے بعض کو] خیال ہوا کہ شاید یہ سوموار گزر جائے گا، صاحبزادہ مولانا جلیل احمد نے عرض کیا کہ اب تو سورج نکل آیا

ہے، معلوم ہوتا ہے کہ یہ معاملہ اس سوموار کو نہیں۔ یہ سن کر حضرت کو جیسے صدمہ ہوا ہو، اس لئے گھبرا کر فرمایا کہ فکر نہ کرو، غروب نہیں ہونے دوں گا۔ اور اسی وقت سے حالت متغیر ہونا شروع ہوئی، بالآخر بوقتِ چاشت ۲۵:۱۱ پر جان جانِ آفریں کے سپرد کردی، الغرض لقائے محبوب کا اشتیاق ایسا غالب تھا کہ انتظار میں بے تاب بیٹھے ہیں۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۸۷) حضرت مولانا شاہ مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۳ھ مطابق ۱۳ نومبر ۱۹۹۲ء)

مؤرّخہ ۱۷ جمادی الاولیٰ جمعہ کی شب میں حسبِ معمول حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے عشاء کی نماز چارپائی پر اشاروں سے پڑھی، عادتِ شریفہ کے مطابق اس حال میں بھی چار رکعت تہجد وتر کے قبل پڑھی، بلغم اور کھانسی کی وجہ سے تنفّس بڑھ گیا تھا، اس تنفّس کے حال میں خشکی بہت تھی، بار بار حضرت والا کو پانی پلایا گیا، ایک مرتبہ سہارے سے بیٹھ کر بھی پانی نوش فرمایا، چند مرتبہ آبِ زمزم چمچے کے ذریعے پلایا گیا، مولانا عنایت اللہ صاحب نے سورۂ یٰسٓ شریف پڑھی، حضرت والا اسی حال میں شروع سے ہی کلمۂ طیبہ پڑھ رہے تھے اور ذکر بطریق پاس انفاس جاری تھا، بالکل آخر میں جب آواز بھی نہیں نکل رہی تھی ہر سانس کے ساتھ ذکر جاری تھا اور زبان حرکت کر رہی تھی اور سر کے ساتھ بھی اشارے سے قلب کی جانب حرکت فرما رہے تھے، وصال سے چند لمحے قبل کلمۂ شہادت کی انگلی سے مثل اشارہ در تشہد چند بار اشارہ بھی فرمایا، چہرۂ مبارک کو قبلہ رخ فرما لیا تھا، آخر دم تک ٹوپی کا خیال رہا اور بار بار ٹوپی کو سر پر ٹھیک کرنے کے لئے ہاتھ کو

---

[1] شخصیات وتأثرات: ۱/ ۳۸۰، ۳۸۱

اُٹھا رہے تھے، اسی حال میں لفظ ''اللہ'' کے ساتھ آخری سانس نکلا اور آپ کی روح اس جسدِ عنصری سے پرواز فرما کر رفیقِ اعلیٰ سے جاملی۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۸۸) حافظ الحدیث حضرت مولانا عبداللہ صاحب درخواستی رحمۃ اللہ علیہ

(بانی وشیخ الحدیث مدرسہ مخزن العلوم اور امیر جمعیتِ علماءِ اسلام)

(متوفّٰی ۱۹ ربیع الاوّل ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۸ اگست ۱۹۹۴ء)

۱۹ ربیع الاوّل کو دنیا کا سورج افقِ مشرق سے جوں جوں بلند ہو رہا تھا، ادھر علم وعمل اور جہدِ مسلسل کا یہ آفتاب عالمتاب جو ایک سو تین سال قبل بستی درخواست کے خوش بخت اور خدا پرست مجاہدِ آزادی حافظ محمود الدّین کے گھر میں طلوع ہوا تھا اور ساری زندگی دلوں کی بستیوں کو اپنی ضیاء پاشیوں سے منوّر کرتا رہا، آج غروب ہونے کے لئے آہستہ آہستہ اپنے مغرب دین پور کے قریب ہو رہا تھا، صبح تقریباً پونے سات بجے چائے کی آدھی پیالی نوش کی اور طبیعت بگڑ گئی، معالج کو بلانے کی کوشش کی گئی لیکن پاس بیٹھنے والوں سے فرمایا کہ رہنے دو، اب ضرورت نہیں ہے، سب پڑھو لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، کچھ دیر ذکرِ الٰہی جاری رہا پھر آواز بند ہوگئی مگر لب ہلتے رہے، پھر آخری ہچکی کے ساتھ ایک آواز بلند ہوئی ''اللہ'' اور جاں بحق تسلیم ہو گئے۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] حیاتِ مسیح الاُمّت، ص: ۶۸۴، ۶۸۵

[۲] ماہنامہ انوار القرآن حافظ الحدیث نمبر، ص: ۳۷۳

(۸۹) حضرت مولانا رضا اجمیری صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ راندیر، سورت)

(متوفّٰی ۲۱ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۵ھ مطابق ۲۵ نومبر ۱۹۹۴ء)

رات کے ایک دو بجے کے قریب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو سانس کی شکایت کے ساتھ عارضۂ قلب کا احساس ہوا، اسی وقت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو حیات ہسپتال لے جایا گیا جہاں اس سے قبل سترہ (۱۷) روز اسی عارضے کی وجہ سے زیرِ علاج رہ چکے تھے، حضرت رحمۃ اللہ علیہ متوجّہ الی اللہ رہے، ذکر اور کلمۂ طیّبہ کا ورد زبان پر جاری رہا، پہنچتے ہی علاج شروع کر دیا گیا، لیکن طبیعت پہلے سے زیادہ ہی بگڑتی چلی گئی، طبیعت بہت مضمحل ہو چکی تھی، بار بار اُٹھتے پھر سوتے، ایسی حالت میں بھی دین پر قائم رہنے کی نصیحتیں فرماتے رہے، شریعت کا خیال رکھنے کی نصیحتیں فرماتے رہے، اسی وقت ڈاکٹروں اور خدّام سے مخاطِب ہو کر فرمایا کہ میں نے آپ حضرات کو بہت تکلیف دی ہے، مجھے معاف کرنا۔ الغرض ان سب حضرات کا شکریہ ادا کیا اور فرمایا کہ سب نلکیاں نکال دو، مجھے تنہا چھوڑ دو۔ کلمۂ طیبہ کا ورد زبان پر جاری ہو گیا، اچانک ایسا معلوم ہو رہا تھا جیسے موت کے فرشتے نمودار ہو گئے ہیں، رشتۂ حیات کو آواز دے رہے ہیں اور حکمِ خداوندی پیش کر رہے ہیں، آخر ﴿لَنْ یُّؤَخِّرَ اللّٰهُ نَفْسًا اِذَا جَآءَ اَجَلُهَا﴾ کا وقتِ موعود آپہنچا جو ہر جان کے لئے مقدّر ہے اور وہ گھڑی کھلی جس سے شاہ و گدا، امیر و غریب، کمزور و توانا، اچھے اور بُرے کو گذرنا ہے، حضرت نے مسکراتے ہوئے شہادت کی انگلی آسمان کی طرف بلند فرمائی اور کلمۂ توحید کا ورد کرتے کرتے جان جانِ آفریں کے سپرد فرما دی۔ [1]

إنّا للہ وإنّا إلیہ راجعون

---

[1] تذکرۃ الرضا، ص: ۲۰۲، ۲۰۳

(۹۰) حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۹ محرّم ۱۴۱۶ھ مطابق ۹ جون ۱۹۹۵ء)

حضرت جی رحمۃ اللہ علیہ نے ۹ محرّم الحرام میں اپنی حیات کا آخری جمعہ ہمیشہ کے معمول کے مطابق بڑے اہتمام سے ادا کیا اور نمازِ عشاء تک روزمرّہ کے معمولات اور مشاغل برابر پورے فرمائے یہاں تک کہ نماز مغرب بعد کی اوّابین بھی روزانہ کی طرح ادا کی، کھانا کھایا اور اس سے فراغت پر نمازِ عشاء ادا کی اور پھر کچھ دیر اپنی مسند پر آرام فرما رہنے کے بعد جب آرام کے لئے لیٹے تو قلب میں تکلیف کا احساس ہوا جس نے تھوڑی ہی دیر میں نازک اور خطرناک شکل اختیار کرلی، بے چینی اتنی تھی کہ آپ بستر پر کبھی اٹھتے اور کبھی بیٹھتے تھے، اسی موقع پر قضاءِ حاجت کے لئے بیت الخلاء جانا ہوا، وہاں سے واپسی پر دیکھنے والے حضرات کو آنے والے خطرات کا احساس ہوا تو فوراً مشہور معالجِ قلب ڈاکٹر خلیل اللہ صاحب کو فون کے ذریعے اطلاع دی گئی اور وہ چند ہی منٹ میں حضرت کے کمرے میں پہنچ گئے۔

ڈاکٹر صاحب نے فوری طور پر کچھ دوائیں اور انجکشن دئے اور فوراً ہسپتال لے جانا ضروری بتلایا، چنانچہ جناب حافظ کرامت اللہ صاحب اور جناب سلامت اللہ صاحب اپنی گاڑیاں لے کر آئے اور حضرت مولانا اسی وقت ہسپتال کے لئے روانہ ہوگئے، کار میں پچھلی سیٹ پر آکسیجن کے ساتھ آپ کو لٹا دیا گیا، مولوی عبد اللہ جھانجی گجراتی اور عزیز مولوی محمد صالح سلّمہ آپ کے پاس بیٹھے، اگلی سیٹ پر ڈاکٹر خلیل اللہ صاحب تھے، گاڑی ابھی تھوڑی ہی دور چلی تھی کہ سانس کی کیفیت بدلنے لگی، اسی لمحہ عزیز مولوی محمد صالح سلّمہ نے جن کی گود میں حضرت مولانا کا سر تھا دریافت کیا کہ ابّا! کیسی طبیعت ہے؟ اس پر فرمایا کہ اللہ کا شکر ہے۔ یہ آخری جملہ تھا جو آپ کی زبانِ مبارک سے ادا ہوا، اسی امید و

بیم کے عالم میں تیز رفتاری کے ساتھ ہسپتال پہنچے اور تمام تر جدید سہولتوں، طبّی آلات اور قیمتی دواؤں کے باوجود امرِ الٰہی غالب اور نافذ ہو کر رہا اور حضرت مولانا عالمِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۹۱) حضرت مولانا قاری جلیل الرّحمٰن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

(فرزند حضرت مفتی عزیز الرّحمٰن صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ واستاذِ تجوید وقراءات دار العلوم دیو بند)

(متوفّٰی ۵ ربیع الثانی ۱۴۱۶ھ مطابق استمبر ۱۹۹۵ء)

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ شعبان ۱۴۰۵ھ میں دار العلوم دیو بند کی خدمتِ تدریس سے وظیفہ یاب ہو گئے تھے، پھر برابر کمزوری، نقاہت اور مرض میں نشیب وفراز آتے رہے اور علالت کا سلسلہ طویل ہوتا گیا، مگر آخر تک ہوش وحواس برقرار رہے اور کلمۂ طیّبہ پڑھتے رہے اور دوسروں کو بھی کلمۂ طیّبہ اور یٰسین شریف پڑھنے کا حکم دیتے رہے، آخر ۵ ربیع الثانی کو بروز جمعہ صبح سات بجے جان قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی، انتقال کے دن بھی صبح تہجد کی نماز، فجر کی نماز، ختمِ خواجگان نہ چھوٹ سکی۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۹۲) حضرت قاری محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(استاذِ قراءت دار العلوم دیو بند)

دیو بند میں قاری محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ قراءت کے استاذ تھے، ان کا معمول تھا کہ تہجد

---

[1] سوانح حضرت جی ثالث مولانا محمد انعام الحسن صاحب کاندھلوی: ۳/۳۶۷، ۳۶۸

[2] ذکرِ رفتگاں: ۱/۲۰۶

پڑھتے تھے اور جب صبح صادق ہوجاتی اس وقت اپنی بیوی کو جگاتے تھے، ایک روز بیوی کو نہیں جگایا، صبح صادق ہوگئی، خوب روشنی پھیل گئی، بیوی کی آنکھ کھلی، [وہ] گھبرا کر اٹھی کہ کیا معاملہ ہے؟ آج جگایا نہیں، کہیں مدرسہ چلے گئے کیا؟ چل کر دیکھا [تو وہ] ان کے کمرے میں مصلے پر سجدے میں ہیں، جب بہت دیر ہوگئی اور انہوں نے سجدے سے سر نہیں اٹھایا تو [بیوی نے] قریب آ کر پوچھا کہ آنکھ لگ گئی؟ وہاں سے کوئی جواب نہیں ملا، ان کا تو اسی سجدے کی حالت میں انتقال ہو چکا تھا۔[1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۹۳) حضرت مولانا سیّد عطاء المنعم شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(فرزند حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۸ جمادی الاولیٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۲۳ کتوبر ۱۹۹۵ء)

۱۲۳ کتوبر کی شام آخری تدبیر کے طور پر شاہ جی کو ملتان کے معروف سِیال کلینک (clinic) لے جایا گیا، وقتِ موعود آچکا تھا، اسی دوران شاہ جی کے بھائی مولانا سیّد عطاء المؤمن بخاری بھی پہنچ گئے اور صورتِ حال سمجھ گئے، ہلکی آواز میں سورۂ یٰسٓ اور کلمۂ طیّبہ کا ورد جاری تھا، سب کی آنکھیں پُرنم تھیں، ہر شخص جدائی کے ان لمحات میں شدید کرب میں مبتلا تھا، مگر شاہ جی رحمۃ اللہ علیہ کے چہرے پر سکون و اطمینان کی لہر رقم تھی، انہوں نے آخری تین سانسوں میں تین مرتبہ ''اللہ، اللہ، اللہ'' کہا، رات قریباً دس اور گیارہ بجے کے درمیانی وقت میں اسلام کے اس عظیم فرزند اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کے محافظ و سپاہی نے اس فانی دنیا سے آنکھیں مُوند لیں اور روح پُرفتوح ﴿یٰاَیَّتُهَا النَّفْسُ الْمُطْمَىِٕنَّةُ ارْجِعِیْۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِیَةً

---

[1] مسلک علماءِ دیوبند اور حبّ رسول، ص: ۱۶، ۱۷

مَّرْضِيَّةً﴾ نداءِ حق پر لبّیک کہتے ہوئے قفسِ عنصری سے نکل کر عالمِ جاوداں کو پہنچ گئی۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۹۴) حضرت مولانا سیّد مصباح اللہ شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث وناظمِ تعلیمات جامعۃ العلوم الاسلامیہ، بنوری ٹاؤن)

(متوفّٰی ۱۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۶ھ مطابق ۴ نومبر ۱۹۹۵ء)

[حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ] حج وعمرہ کے اسفار میں اکثر ان کا ساتھ رہا لیکن وہ نماز کے اوقات میں (خصوصاً سحر کے وقت) چپکے سے حرم شریف کی طرف چل دیتے اور کسی کی رفاقت کے منّت کش نہیں ہوتے تھے، تکبیرِ تحریمہ پر شدّت سے پابند تھے، حرمِ نبوی میں صفِ اوّل کا اہتمام رہتا اور اس میں اکثر و بیشتر کامیاب ہوتے، مرحوم نے سفرِ آخرت میں بھی چپکے سے تنہا جانے کی روایت کو برقرار رکھا، تقاضائے سنّ وسال کے مطابق ضعفِ پیری تو تھا ہی، اس کے علاوہ بظاہر کوئی خاص تکلیف نہیں تھی، عشاء کی نماز پڑھ کر کھانا کھایا پھر باتیں کرتے رہے، کھانسی کی شکایت تھی، جس میں شدّت سی آ گئی، اسی حالت میں گیارہ بجے کے قریب اُٹھ کر استنجاء کے لئے گئے، وہاں سے فارغ ہو کر وضوء کرنے لگے، گھر کے لوگوں نے کہا کہ ابھی نماز (تہجد) کا وقت نہیں ہوا، آپ لیٹ جائیں۔ صاحبزادہ کھانسی کی تکلیف کے لئے ڈاکٹر کی طرف دوڑے، شاہ صاحب وضوء کر کے لیٹ گئے اور چپکے سے سفرِ آخرت پر روانہ ہو گئے۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۱/۱۷۱، ۲۷۲

[۲] شخصیات وتأثرات: ۲/۱۳۳

(۹۵) شیخ الحدیث حضرت مولانا اسلام الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(اول شیخ الحدیث دارالعلوم بری، یوکے)

(متوفّٰی ۲۸ رمضانُ المبارک ۱۴۱۶ھ مطابق ۱۷ فروری ۱۹۹۶ء)

بندے کو خوب یاد ہے کہ جس سال حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی، اس سال رمضان سے پہلے ناٹنگھم (Nottingham) حضرت مولانا کمال صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے میں ختمِ بخاری شریف کے لئے تشریف لائے تھے، پروگرام کے بعد بندے نے لیسٹر آنے کی دعوت پیش کی لیکن حضرت نے یہ کہہ کر عذر کیا کہ آگے عمرے کا سفر ہے اس لئے بہتر یہی ہے کہ میں لندن اپنے داماد مولانا منوّر صاحب کے یہاں پہنچ جاؤں۔ بندے نے عرض کیا کہ حضرت! عمرے سے واپسی میں ان شاء اللہ میں آپ کو لندن سے لیسٹر لے آؤں گا اور ایک رات کے قیام کے بعد بولٹن پہنچا دوں گا۔ یہ سن کر حضرت نے کچھ خفگی کے ساتھ فرمایا کہ تم میرے لئے بد دعا کر رہے ہو، میں رمضانُ المبارک میں ہر سال مدینہ منوّرہ کی موت کے شوق میں جاتا ہوں اور تم میری واپسی کی تمنّا کر رہے ہو! پھر دنیا نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسی سفر میں آپ کی یہ دیرینہ تمنّا پوری فرمائی، چنانچہ رمضانُ المبارک کے اخیری عشرے میں، تہجد کے وقت، سربسجود ہونے کی حالت میں آپ نے داعئ اجل کو لبیک کہا، یہ ایسی موت ہے کہ اس پر جتنا رشک کیا جائے کم ہے۔

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

(۹۶) حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارک پوری رحمۃ اللہ علیہ

(تاریخِ اسلام کے عظیم مصنّف)

(متوفّٰی ۲۸ صفر ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۴ جولائی ۱۹۹۶ء)

دوپہر تک حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کمزوری کافی بڑھ گئی، ظہر کی نماز کے لئے بار

بار کہتے رہے، تیمم کیا مگر کمزوری کی وجہ سے قعدہ میں نہیں بیٹھ سکے، پھر لٹا دیا گیا، پانچ بجے پھر کہا کہ میں نماز پڑھوں گا۔ کہا گیا کہ لیٹے لیٹے پڑھ لیں۔ کہنے لگے کہ لیٹے لیٹے کیوں پڑھوں؟ نیچے جائے نماز بچھاؤ، میں نیچے بیٹھ کر پڑھوں گا۔ نیچے اتارا گیا مگر کمزوری کی وجہ سے بیٹھ کر نماز ادا نہ کر سکے، پھر مغرب کے وقت بار بار اُٹھنے کی کوشش کرتے رہے، اس کے بعد نیم بے ہوشی کی حالت میں رہے، جیسے جیسے وقت گزرتا رہا بے ہوشی اور نقاہت بڑھتی رہی، سانس کی رفتار کچھ تیز ہوگئی، اس حالت میں علم وعمل کا یہ روشن مینارہ، اسلام کا نیّرِ تاباں، جو خطّۂ اعظم گڑھ سے چمکا اور نصف صدی اپنی علمی و دینی تحقیقی و تاریخی ضیا پاشیوں سے سارے عرب وعجم کو منوّر کرتا رہا ﴿كُلُّ مَنۡ عَلَيۡهَا فَانٍ﴾ کا اطلاق اس پر بھی ہو کر رہا، آخر ۲۸ صفر بروزِ اتوار ۹ بج کر ۵۵ منٹ پر تاریخِ اسلام کا یہ روشن آفتاب غروب ہوگیا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۹۷) حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث مدرسہ کاشف العلوم، مرکز نظام الدین وخلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۳/۱۱ اگست ۱۹۹۶ء)

جس دن حضرت مولانا اظہار الحسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات ہوئی اس دن کا آغاز بھی معمول کے مطابق فجر کی نماز کے فوراً بعد سنن ابی داؤد کے سبق سے ہوا، تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ سبق پڑھایا، سبق میں طلبہ کی کچھ بے توجہی دیکھی تو ان کو پہلے خوب ڈانٹا بہت ڈانٹا، مگر سبق کے آخر میں سبھی طلبہ سے صاف صاف معافی مانگی کہ میں نے یہ کہہ دیا، آپ مجھے معاف کریں۔ سبق ختم کر کے معمول کے مطابق اپنے کمرے میں آئے، چند منٹ

---

[1] علماء دیوبند کے آخری لمحات: ۱/۲۷۶

آرام کیا، پھر ناشتہ کے لئے گئے، جہاں غیر ملکی مہمانوں کا ناشتہ ہوتا تھا، وہاں علیٰحدہ ایک چھوٹا چار پائی نما تخت سا بچھا ہوا تھا، ہمیشہ اس پر بیٹھ کر ناشتہ کرتے، وہیں چائے پیتے تھے، اکثر مولانا محمد عمر صاحب پالن پوری رحمۃ اللہ علیہ بھی وہیں آجاتے تھے۔

ناشتہ سے فراغت کے تقریباً آدھ گھنٹے بعد روزانہ کے کام اور ذمّہ داریاں تقسیم کرنے کے لئے مشورہ ہوتا تھا، اس مجلس کے میر محفل مولانا ہی ہوتے تھے، اس میں شرکت کے لئے تقریباً سوا نو بجے اوپر سے اتر کر آئے، راستہ میں مولوی سعد ملے، ان سے مشورہ میں آنے کے لئے کہا، وہ بولے میں آرہا ہوں۔اس گفتگو کے بعد مولانا مشورہ کی جگہ پر تشریف لے آئے، مشورہ میں روزانہ آنے والے آہستہ آہستہ آرہے تھے اور اپنی اپنی جگہ بیٹھ رہے تھے۔

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی عادت تھی کہ مشورہ سے پہلے پرانے بزرگوں کے قصے وغیرہ سنایا کرتے تھے، اس دن حاجی عبد الرّحمٰن نو مسلم کا اپنے ساتھ گزرا ہوا ایک خاص واقعہ سنایا.... مولانا اظہار صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ قصہ سنا کر کہنے لگے [کہ] پہلے ایسے لوگ ہوا کرتے تھے۔اس دوران مولانا محمد عمر صاحب اور دوسرے رفقاء بھی مشورہ میں شرکت کے لئے حجرہ میں آگئے تھے،مولانا محمد عمر صاحب عموماً مولانا کی دائیں جانب بیٹھا کرتے تھے، وہ آکر بیٹھ گئے۔

مولانا اظہار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلۂ گفتگو جاری تھا، اس پر کچھ صاحبان ہنس رہے تھے، اور کچھ سوچ رہے تھے کہ مولانا نے اچانک سر اٹھایا، سامنے کی طرف دیکھا اور بے ساختہ کہنے لگے [کہ] آئیے، آئیے، تشریف لائیے۔ اور یہ کہہ کر دونوں ہاتھ اس طرح آگے بڑھائے جیسے کسی معزّز شخصیت سے مصافحہ کرنا چاہتے ہوں، ابھی دیکھنے والوں کی سمجھ میں نہیں آیا تھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے کہ اچانک مولانا بائیں طرف کو جھکتے چلے گئے، مجلسِ مشورہ میں بنگلہ دیش کے ایک بڑے ڈاکٹر موجود تھے، وہ جلدی سے آگے آئے،

مولانا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا اور خطرہ محسوس کیا، فوراً ہی اور بڑے ڈاکٹر باہر سے بلائے گئے، لیکن مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی روح عالمِ بالا کو پرواز کر چکی تھی۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۹۸) حضرت مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب فاروقی شہید رحمۃ اللہ علیہ

(فرزند مولانا محمد علی جانباز رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ رمضانُ المبارک ۱۴۱۷ھ مطابق ۱۸ جنوری ۱۹۹۷ء)

جونہی مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا اعظم طارق رحمۃ اللہ علیہ پولیس کی نفری کے حصار میں گاڑی سے اتر کر عدالت (court) کی طرف جانے لگے تو قریب ہی کھڑے موٹر سائیکل (motorcycle) میں نصب انتہائی طاقتور بم (bomb) سے ریموٹ کنٹرول (remote control) کے ذریعے دھماکہ کر دیا گیا جس سے ہر طرف قیامت برپا ہوگئی، پورے احاطے میں اندھیرا چھا گیا، دفعتاً ''اللہ، اللہ'' کی آواز بلند ہوئی، یہ آواز مولانا ضیاء الرحمٰن صاحب فاروقی کی تھی، زخمی کارکنوں کی توجّہ اس آواز کی طرف ہوئی تو مولانا فاروقی صاحب رحمۃ اللہ علیہ بڑی کوششوں کے بعد اُٹھ کر بیٹھ گئے، ان کی دونوں ٹانگیں پھیلی ہوئی تھیں، انہوں نے اپنے دونوں ہاتھ خداوند کریم کے حضور پھیلا دئے اور بلند آواز سے کہا کہ یا اللہ! مجھے تیرا فیصلہ منظور ہے، یا اللہ! میں تیری رضا پہ راضی ہوں، میری قربانی قبول فرما۔ یہ آخری الفاظ تھے جو مولانا نے ادا کئے اور پھر لیٹ گئے، اسی لمحہ ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] سہ ماہی احوال و آثار اشاعتِ خاص بیادِ حضرت مولانا انعام الحسن کاندھلوی، ص: ۶۸۰

[۲] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۱/۳۸۴

(۹۹) حضرت مولانا قاضی عبداللطیف صاحب جہلمی رحمۃ اللہ علیہ

(بانی و مہتمم جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام، جہلم و خلیفہ حضرت مولانا احمد علی صاحب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۹ ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ مطابق ۲۷ اپریل ۱۹۹۷ء)

حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی رہائش گاہ کی بیٹھک میں عصر کی نماز کے لئے وضوء کیا، وضوء کی جگہ پر ہی دل کا دورہ پڑا اور وہیں منہ کے بل جھک گئے، ایسا معلوم ہوتا تھا کہ گویا معبود کے حضور اس کا عابد سجدہ ریز ہے، مرحوم کی بڑی بیٹی نے والدِ گرامی کو اس حالت میں دیکھ کر گھر والوں کو آواز دی، انہوں نے آ کر چار پائی پر لٹایا، مرحوم کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی اور اپنے رب کے حضور حاضر ہو گئی، ان کے چہرے سے معلوم ہوتا تھا کہ گویا آپ محوِ خواب ہیں۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۰۰) عالم ربّانی حضرت مولانا محمد منظور صاحب نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شاہ عبدالقادر صاحب رائپوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۶ ذوالحجہ ۱۴۱۷ھ مطابق ۴ مئی ۱۹۹۷ء)

وفات سے ایک دن پہلے یعنی شنبہ کے دن سہ پہر سے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی حالت میں زیادہ تغیّر ہوا، تنفّس بڑھ گیا، بخار تیز ہو گیا، شام ہوتے ہوتے حالت اور زیادہ نازک ہو گئی، رات دو بجے کے لگ بھگ کچھ افاقہ محسوس ہوا، صبح ہوتے ہوتے طبیعت میں کافی سکون دکھائی پڑا مگر پھر دن کے ایک بجے کے بعد سے حالت پھر بدلی، تنفّس پھر تیز ہونا شروع ہوا، بخار بڑھنے لگا، پیشانی پر بار بار پسینہ بھی آ رہا تھا، مگر زبان پر

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۳۰۹/۱

مسلسل ''اللہ، اللہ'' کا اسمِ اعظم جاری تھا جو بالکل آخری سانس تک جاری رہا، رات کے ساڑھے آٹھ بجے ہوں گے کہ وقتِ موعود آپہنچا اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر کے عالمِ قدس میں پہنچ گئی۔ [1]

انا للہ وانا الیہ راجعون

(۱۰۱) حضرت مولانا قاضی زاہد الحسینی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفی ۶ محرم ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۴ مئی ۱۹۹۷ء)

[حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں کہ] حضرت قاضی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات حسرتِ آیات کا واقعہ بھی عجیب وغریب ہے، آپ کے خلیفۂ مجاز جناب مولانا حافظ نثار احمد الحسینی کے الفاظ میں اس کو نقل کرتا ہوں:

۱۱۵ اگست ۱۹۸۹ء کو آپ کو دل کا شدید دورہ پڑا، آٹھ دن اسلام آباد میں زیرِ علاج رہے، سینے میں پھر دوبارہ تکلیف ہوئی تو ڈاکٹروں نے کام سے منع کر دیا مگر آپ باوجود انتہائی نقاہت کے مسلسل کام کرتے رہے، بیماری کے دوران ''چراغِ محمدؐ'' سوانح حضرت مدنی رحمۃ اللہ علیہ لکھی، درسِ قرآن مجید اور درس حدیث بنام ''انوار الحدیث'' کا کام کیا، علاوہ ازیں اور بھی کئی عنوانات پر لکھا، خطوط کے جوابات روزانہ اپنے قلم سے لکھتے رہے، درسِ نظامی کی انتہائی کتب کی تدریس کا سلسلہ بھی جاری رکھا، مختلف جگہوں پر درسِ قرآن مجید اور مجالسِ ذکر کے لئے بھی تشریف لے جاتے رہے، آپ کی خواہش تھی کہ آپ کے معمولات میں بھی کسی چیز کا ناغہ نہ ہو، اللہ تعالیٰ نے آپ کی اس خواہش کو پورا فرمایا، چنانچہ

---

[1] حیاتِ نعمانی، ص: ۴۳۵، ۴۳۶

حیاتِ مستعار کے آخری روز بھی صلوٰۃِ خمسہ، تہجّد، چاشت، اشراق، صلوٰۃ الزوال، اوّابین کے علاوہ بے شمار نوافل پڑھے، ذکر و اشغال، تسبیحات، مراقبات تمام ادا فرمائے، ترجمۂ قرآن، بخاری شریف، پندنامہ کا سبق پڑھایا، تصنیف کا کام کیا، ڈاک لکھی، بیعت وارشاد کا سلسلہ جاری رہا، عشاء کی نماز باجماعت ادا فرما کر مسجد سے گھر تشریف لے گئے، رات بارہ بجے اچانک دل کی تکلیف ہوئی تو ہسپتال لے جایا گیا، خود پیدل چل کر گاڑی میں بیٹھے اور وہاں سے ہسپتال تک بھی خود چل کر گئے، ڈاکٹر آکسیجن کی تیاری کر رہے تھے کہ دو بج کر گیارہ منٹ پر تہجد کے وقت جو آپ کے لئے تمام عمر وصالِ محبوب کا وقت تھا، تین مرتبہ ''اللہ، اللہ، اللہ'' فرمایا اور جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۰۲) حضرت مولانا قاری سیّد صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ وبانی جامعہ عربیہ ہتھورا، باندہ)

(متوفّٰی ۲۲ ربیع الثانی ۱۴۱۸ھ مطابق ۲۷ اگست ۱۹۹۷ء)

بعد ظہر حسبِ معمول حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ''سلّم العلوم'' کا درس دیا، بعض طلبہ نے بتلایا کہ حضرت نے دورانِ درس اوپر کی جانب دیکھا اور سستی دور کرتے ہوئے انگڑائی لیتے ہوئے کچھ اس طرح کے کلمات ارشاد فرمائے کہ ''اب موت کے آثار نظر آرہے ہیں۔'' لیکن چونکہ حضرت کی طبیعت ٹھیک اور ہر دن سے اچھی تھی اس لئے اس جملے کی طرف کسی کی توجّہ بھی نہ ہوئی،..... اس کے بعد بخاری شریف ہی کا درس دینا تھا،..... وقت ہونے پر طلبہ بخاری شریف لے کر حاضر ہوئے اور حسبِ معمول حضرت کے اردگرد بیٹھ گئے، حضرت نے کتاب بند فرمائی اور درسِ بخاری کے لئے وضو فرمایا،

---

[1] شخصیات وتأثرات: ۲/ ۳۰۶، ۳۰۷

وضو کرتے ہوئے حضرت کو سخت سردی محسوس ہوئی کہ وضو پورا کرنا بھی دشوار ہو گیا، فرمایا کہ جلدی لٹادو، اُڑھادو، سخت سردی لگ رہی ہے۔ وضو کے بعد حضرت فوراً بستر پر لیٹ گئے اور شدّت کا بخار چڑھ آیا اور آناً فاناً دیکھتے دیکھتے حضرت کی ایسی حالت ہو گئی کہ حضرت کی زبان بھی لڑکھڑانے لگی، ہاتھوں پیروں میں گویا جان ہی باقی نہ رہی، فرمایا کہ پیروں میں بہت ہی شدید درد ہے، اتنا درد تو کبھی نہیں ہوا۔ اسی درمیان حضرت کو سخت قسم کی بڑی الٹی ہوئی، سارا مادّہ خارج ہو گیا اور حضرت کا پیٹ بالکل صاف ہو گیا، بعض دواؤں کا استعمال ہوا لیکن افاقہ نہیں ہوا، ایک طرح کی غنودگی سی طاری ہو گئی حتّٰی کہ عصر کی اذان بلکہ نماز بھی ہو گئی، حضرت اس قابل نہ تھے کہ جماعت سے نماز ادا فرماتے، تھوڑی دیر بعد حضرت کو ہوش آیا، فرمایا کہ نماز پڑھاؤ۔ تیمم کرایا گیا، حضرت از خود تیمم نہ فرما سکتے تھے، بایاں ہاتھ اُٹھانے کی کوشش فرمائی لیکن اُٹھا نہ سکے، خدّام میں سے بعض نے مٹی لے کر ہاتھ میں مسّ کر دی اور اس طرح بمشکل تیمم سے فراغت ہوئی، کسی اللہ کے بندے نے پیروں میں تیمم کرانا شروع کرا دیا، حضرت نے لڑکھڑاتی زبان میں فرمایا کہ پیروں میں مسح نہیں ہوتا۔ عجیب بے چینی حضرت پر طاری تھی، بات کرنا چاہتے لیکن صاف بات نہ فرما سکتے، آنکھیں بھی پوری طرح قوّت و جماؤ کے ساتھ نہ کھول پاتے، نماز پڑھنے کا ارادہ فرمایا تو نیّت باندھنے کے لئے بایاں ہاتھ ہی نہ اُٹھتا تھا، داماد صاحب نے ہاتھ اوپر کر دیا اور حضرت نے دائیں ہاتھ سے اس کو دبا لیا اور ٹیک لگا کر بمشکل نماز ادا فرمائی، بعد نماز فوراً لیٹ گئے۔

اب حضرت ایسے حال میں تھے کہ نہ تو بات کر سکتے نہ کسی کو بے تکلّف پہچان رہے تھے، بار بار غنودگی کی سی کیفیت ہو جاتی تھی، زبان لڑکھڑا رہی تھی،..... مغرب کی نماز کافی تاخیر سے ہوش آجانے کے بعد ادا فرمائی،..... حضرت کی مجموعی حالت دیکھ کر لوگوں کا خیال یہی تھا کہ حضرت پر فالج کا اثر ہے، چنانچہ بعض یونانی ادویات اس مرض کی استعمال

کرائی گئیں اور باندہ کے مشہور معالج ڈاکٹر رفیق صاحب کو فوراً بلوایا گیا، قدرے تاخیر کے ساتھ ڈاکٹر صاحب تشریف لائے، معائینہ کیا، انجکشن لگے اور صاحبزادگان سے فرمایا کہ فالج کا تو اثر نہیں معلوم ہوتا البتہ ''برین ہمیرج'' جیسے خطرناک مرض کا انہوں نے کچھ خدشہ ظاہر کیا، لیکن واضح طور پر کوئی بات نہ فرما سکے اور یہ فرمایا کہ حضرت کو فوراً باندہ لے چلا جائے۔ چنانچہ مسجد کے دروازہ پر گاڑی کھڑی ہوئی اور حضرت اقدس کو بستر سمیت کئی لوگوں نے اٹھایا اور گاڑی پر لٹا دیا، اس وقت حضرت کی زبان پر'' اللہ، اللہ'' جاری تھا۔

..... باندہ پہنچ کر علاج کی تدبیریں ہوتی رہیں، بالآخر تجویز یہ ہوئی کہ حضرت کو لکھنؤ لے جایا جائے، چنانچہ فوراً لکھنؤ کی تیاری ہوگئی، حضرت کے ہوش وحواس بالکل درست تھے، البتہ درد کی زیادتی اور بے چینی عجیب قسم کی تھی، فرمایا کہ یہ بے چینی موت کی معلوم ہوتی ہے۔ بعض احباب نے عرض کیا کہ نہیں حضرت! ان شاء اللہ آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ حضرت نے دریافت فرمایا کہ مجھے کہاں لے جارہے ہو؟ عرض کیا گیا کہ لکھنؤ، ان شاء اللہ آپ ٹھیک ہوجائیں گے۔ حضرت نے فرمایا کہ میں موت سے نہیں گھبراتا، مجھے موت کا ڈر نہیں، البتہ مجھے مدرسے کی فکر ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ مجھے عشاء کی نماز پڑھادو۔ بعض حضرات نے عرض کیا کہ ابھی تو وقت بھی نہیں ہوا جلدی کیا ہے؟

..... حضرت کو لکھنؤ لے جانے کے لئے گاڑی پر لٹایا جانے لگا، اس وقت حضرت اقدس کا چہرہ مبارک باہر کی جانب تھا، فرمایا کہ سب سے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ مدرسے کا خیال رکھیں۔ بس یہ جملے فرما کر حضرت رخصت ہوگئے، اہلِ مدرسہ اور مدرسے کے متعلّقین سے حضرت کا آخری یہی سلام اور پیام تھا، دوا کے اثر سے راستے میں حضرت کو غنودگی سی طاری ہو جاتی اور کبھی ہوش آجاتا تھا، درمیان میں ایک جگہ

استنجاء بھی فرمایا، حضرت لیٹے لیٹے بار بار ہاتھ اُٹھاتے تھے اور زبان مبارک برابر ذکر اللہ میں مشغول تھی،..... لکھنؤ پہنچنے سے قبل تین بجے شب کو حضرت پر پوری طرح بے ہوشی طاری ہو چکی تھی، اس وقت عشاء کی نماز کا وقت باقی تھا لیکن بے ہوشی کی وجہ سے نماز ادا کرنے کا سوال ہی نہیں پیدا ہوتا تھا (حضرت معذور تھے) اور اس بے ہوشی کے بعد پھر حضرت کو ہوش نہیں آیا، کبھی حرکت فرماتے تو بس صرف زبان سے ''اللہ، اللہ'' کی آواز مسموع ہوتی، فجر کے وقت لکھنؤ سحر نرسنگ ہوم پہنچے،..... ڈاکٹروں کے بس میں جتنا تھا اس میں کسر نہ اُٹھا رکھی، ہر ممکن تدبیر کر ڈالی، بالآخر تقدیر ہی تدبیر پر غالب رہی، ﴿اِنَّ اَجَلَ اللّٰہِ اِذَا جَآءَ لَا یُؤَخَّرُ﴾، دیکھتے دیکھتے حضرت کی روح پرواز کر گئی اور ہمارے حضرت ہم سب سے رخصت ہو کر اپنے رب اور حقیقی محبوب سے جا ملے اور اللہ کی عظیم الشّان نعمت نا اہلوں ناقدروں سے چھین لی گئی۔ [1]

انّا للہ و انّا الیہ راجعون

(۱۰۳) مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم و شیخ الحدیث جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن)

(متوفّٰی یکم رجب ۱۴۱۸ھ مطابق ۲ نومبر ۱۹۹۷ء)

اتوار یکم رجب المرجب، پونے ایک بجے دن، جامعہ علوم اسلامیہ کے رئیس و شیخ الحدیث، وفاق المدارس العربیہ پاکستان کے ناظمِ اعلیٰ، امامِ اہلِ سنت حضرت مولانا مفتی احمد الرّحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے جانشین، حضرت بنّوری قدس سرہ کے فرزندِ نسبتی اور محبوب و ممتاز تلمیذ، حضرت کی خصوصی توجہات کے مورد، آپ کے علوم و افادات کے وارث و امین، ''کشف النقاب'' سمیت بیسیوں کتابوں کے مصنّف، عظیم محقّق مجلسِ دعوت و تحقیق جامعہ

---

[1] حیاتِ صدّیق، ص: ۲۹۱-۲۹۶

علوم اسلامیہ کے صدر نشین ، ملک وملّت کے سرمایہ اور ملّتِ اسلامیہ کے نامور سپوت مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے رفقاء مولانا عبدالسمیع اور ڈرائیور محمد طاہر کے ہمراہ جامعہ علوم اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کے قریب بزنس ریکارڈر روڈ کے چوراہے پر دن دہاڑے شہید کر دیا گیا۔

..... تفصیلات کے مطابق مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار مولانا عبدالقیوم چترالی ، مولانا مفتی عبدالسّمیع اور مولانا بشیر احمد نقشبندی کے ہمراہ جامعہ علوم اسلامیہ بنّوری ٹاؤن کی گاڑی میں ڈرائیور محمد طاہر کے ساتھ جامعہ علوم اسلامیہ کی شاخ معارف العلوم، چاندنی چوک ، پاپوش نگر میں ایک میٹنگ کے سلسلے میں تشریف لے گئے۔..... گاڑی جب پٹیل پاڑہ سے گزر کر گرومندر چوک پر آہستہ ہوئی تو اچانک ایک موٹر سائیکل سوار گاڑی کے آگے آ کر رکا اور اس نے اتر کر ڈرائیور پر فائرنگ شروع کر دی جس کی وجہ سے ڈرائیور گاڑی کو بچا کر نہ لے جاسکا، اتنے میں اچانک دونوں اطراف سے فائرنگ شروع ہوگئی ،جس سے مولانا محمد حبیب اللہ مختار اور مولانا مفتی عبدالسّمیع صاحب موقع پر شہید ہو گئے، اور مولانا بشیر احمد نقشبندی زخمی ہو گئے جب کہ مولانا عبدالقیوم صاحب نیچے دبک گئے، قاتلوں نے فوری طور پر آتش گیر مادہ پھینک کر گاڑی کو جلا دیا،مولانا بشیر احمد نقشبندی چونکہ اگلی سیٹ پر بیٹھے تھے، انہوں نے گاڑی کا دروزاہ کھول کر باہر چھلانگ لگادی ، مولانا عبدالقیوم چترالی نے دومنٹ بعد جب سر اٹھا کر دیکھا تو گاڑی دھویں سے بھری ہوئی تھی اور کچھ نظر نہیں آرہا تھا اور گاڑی میں تپش بڑھ رہی تھی ، اگلا حصّہ محفوظ دیکھتے ہوئے مولانا عبدالقیوم صاحب چترالی نے وہاں سے چھلانگ لگائی اور باہر نکلے تو دیکھا کہ پوری گاڑی آگ کی لپیٹ میں ہے اور اس سے اٹھنے والے شعلے آسمان سے باتیں کررہے ہیں اور گاڑی کے اندر کا کچھ پتا نہیں چل رہا ہے،لوگ جمع ہوئے ، بڑی مشکل سے دروازہ کھولا اور جلتی آگ میں گھس کر کچھ باہمت نوجوانوں نے اندر جا کر

ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار اور مولانا مفتی عبدالسمیع کو نکالا تو وہ نہ صرف شہید ہو چکے تھے بلکہ ان کی نعشیں مکمل طور پر جل کر نا قابل شناخت ہو چکی تھیں۔

..... مولانا عبد القیوم صاحب کے مطابق جیسے ہی گولیاں چلیں، ہم نے ان سے بچنے کے لئے اپنے سروں کو نیچے کیا اور میں ایک طرف کو جھک گیا، میرے اوپر مولانا محمد حبیب اللہ مختار جھکے، اتنے میں میں نے [مولانا حبیب اللہ صاحب کی] آواز سنی ''انّا للہ وانّا الیہ راجعون'' اور دوسری مرتبہ صرف ''انّا للہ'' سنائی دیا اور آواز بند ہوگئی [اس لئے کہ آپ اللہ کو پیارے ہو گئے تھے]۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۰۴) حضرت مولانا محمد ادریس صاحب انصاری رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مولانا عبد الغفور عبّاسی نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۰ صفر ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۶ جون ۱۹۹۸ء)

بروز منگل ۲۰ صفر عصر کے وقت سلسلۂ عالیہ نقشبندیہ کے شیخ کامل حضرت اقدس مولانا عبد الغفور صاحب عبّاسی قدّس سرّہ کے خلیفۂ خاص، مظاہرِ علوم سہارنپور کے فیض یافتہ اور داعیٔ کبیر حضرت اقدس مولانا محمد الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آخری اور خصوصی شاگرد و تربیت یافتہ، مشہور روحانی بزرگ پیر جی حضرت اقدس مولانا محمد ادریس صاحب انصاری رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرمائے عالمِ آخرت ہوئے، آپ نے عصر کی نماز کے وقت درود شریف پڑھتے ہوئے داعیٔ اجل کو لبّیک کہا۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] شخصیات وتأثرات: ۲/ ۲۶۹، ۲۹۰

[۲] شخصیات وتأثرات: ۲/ ۳۲۵، ۳۳۳

(۱۰۵) حضرت مولانا محمد عبداللہ صاحب شہید رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم جامعہ فریدیہ، اسلام آباد)

(متوفّٰی ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۷ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

[حضرت مفتی تقی صاحب عثمانی دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ] حضرت مولانا عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے ہمارا تعلّق زمانۂ طالبِ علمی سے تھا، ہم دارالعلوم کراچی میں پڑھتے تھے اور وہ حضرت مولانا سیّد محمد یوسف صاحب بنّوری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنّوری ٹاؤن میں، دینی مدارس میں یہ طریقِ کار تو مدت سے رائج ہے کہ جمعہ کی شب میں طلبہ جمع ہوکر تقریر وخطابت کی مشق کیا کرتے ہیں، ان میں سے جو طلبہ خطابت میں قدرے نمایاں ہوجائیں، انہیں مدرسے سے باہر بھی خطابت کے لئے مدعو کیا جاتا ہے، حضرت مولانا عبداللہ صاحب ایسے ہی طالب علموں میں ایک نمایاں حیثیت رکھتے تھے اور طالبِ علمی ہی کے زمانے میں شہر کے دینی حلقوں میں ان کے حسنِ خطابت کی خاصی شہرت تھی اور ان کی تقریر سننے کے لئے اطراف سے انہیں مدعو کیا جاتا تھا۔

۱۷ اکتوبر کو وہ حسبِ معمول جامعہ فریدیہ میں درس دینے کے بعد اپنے گھر تشریف لائے، مسجد کے احاطے سے گھر کی طرف جانے کے لئے دیوار میں ایک چھوٹا سا دروازہ نما خلا ہے، جب اس کے سامنے پہنچے تو ایک شخص پہلے سے اس دروازے میں کھڑا مولانا کی تاک میں تھا، اس نے مولانا پر بے تحاشا فائرنگ شروع کر دی، مولانا کے نوجوان اور فاضل صاحبزادے مولانا عبدالعزیز صاحب اس وقت دوسری گاڑی میں بیٹھ کر جانے کی تیاری کررہے تھے اور اپنے والد کو دیکھ کر ان سے ملنے کے لئے آگے بڑھے تھے، اچانک فائرنگ دیکھ کر وہ فائر کرنے والے کی طرف لپکے، مولانا اس وقت تک متعدّد گولیاں کھا کر زمین پر گر چکے تھے، اپنے صاحبزادے کو فائر کرنے والے کی طرف

جاتے دیکھا تو فرمایا کہ بیٹا! سامنے نہ جاؤ، گولی لگ جائے گی۔ مولانا عبدالعزیز صاحب پر واقعی فائرنگ ہوئی مگر اللہ تعالیٰ نے انہیں محفوظ رکھا اور گولی ان کی قمیص سے لگتی ہوئی گزر گئی، مولانا کو جلدی سے گاڑی میں لٹا کر ہسپتال لے جانے کی کوشش کی گئی، راستے میں بھی ان کے ہونٹ غالباً ذکر اللہ سے حرکت میں تھے، مگر ہسپتال پہنچنے سے پہلے ہی وہ شہادت کے مقامِ بلند تک رسائی حاصل کر چکے تھے، حقیقت یہ ہے کہ مولانا عبداللہ صاحب کی زندگی بھی قابلِ رشک تھی اور موت بھی اس لحاظ سے قابلِ رشک کہ دین کی خدمت کے عین درمیان انہوں نے جامِ شہادت نوش کیا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۰۶) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد موسیٰ صاحب روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ، لاہور)

(متوفّٰی ۲۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۹ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

۱۹ اکتوبر بروزِ پیر جامعہ اشرفیہ لاہور کے شیخ الحدیث، حضرت مولانا مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تلمیذِ رشید، حضرت مولانا شمس الحق صاحب افغانی رحمۃ اللہ علیہ کے جانشینِ علم وعمل اور ممتاز روحانی وعلمی شخصیت حضرت مولانا موسیٰ خان صاحب روحانی بازی رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرماگئے، ..... انہیں مسجد میں نمازِ عصر کے قعدۂ اخیرہ کی حالت میں دل کا دورہ ہوا اور اسی حال میں بے ہوش ہو گئے، امام نے سلام پھیر دیا مگر مولانا موصوف اسی طرح حالتِ نماز میں رہے، احباب اور تلامذہ کو رعب مانع ہوا کہ ان کو کس طرح متوجہ کیا جائے کہ نماز پوری ہو گئی ہے، جب انہیں غور سے دیکھا گیا تو ان پر دورہ کی شدّت کا احساس ہوا، ہسپتال

---

[1] نقوشِ رفتگاں، ص: ۵۲۲، ۵۲۷

لے جایا گیا، راستے میں کلمہ پڑھتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔[۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۰۷) حضرت قاری محمد سلیمان صاحب مولوی رحمۃ اللہ علیہ

(امام مسجدِ انیس الاسلام، بلیکبرن)

(متوفّٰی ۳۰ جمادی الاخریٰ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۱ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ مسجدِ انیس الاسلام بلیکبرن کے امام تھے، ۲۱ اکتوبر کو نمازِ ظہر کے بعد قاری صاحب ایک جنازے میں شرکت کے لئے شہر بریڈفورڈ تشریف لے گئے، حاضرین کی درخواست پر قاری صاحب نے مجمع سے دین کی باتیں بیان فرمائیں جس میں آپ نے توبہ کرنے، پاکیزہ زندگی گزارنے اور ہر وقت موت کو یاد کرنے اور اس کے لئے تیاری کرنے کی طرف لوگوں کو متوجہ فرمایا، یہ بھی فرمایا کہ موت کسی وقت بھی آسکتی ہے۔ امام صاحب کی آمد پر لوگوں نے صفیں بنالیں، ابھی امام صاحب نماز شروع کرنے جا ہی رہے تھے کہ اچانک تکبیر سے پہلے ہی قاری صاحب بے ہوش ہو گئے اور داعیٔ اجل کو لبّیک کہا، ان کے بیٹے کا کہنا ہے کہ غسل سے پہلے آپ کے چہرے پر نمایاں مسکراہٹ تھی۔

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۰۸) مفسّرِ قرآن حضرت مولانا عبدالعزیز صاحب شجاع آبادی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۹ رجب ۱۴۱۹ھ مطابق ۳۰ اکتوبر ۱۹۹۸ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے معمولات میں اکثر حَسْبِيَ اللّٰهُ لَا إِلٰهَ إِلَّا هُوَ عَلَيْهِ

---

[۱] شخصیات وتأثرات: ۲ / ۳۴۴، ۳۴۵

تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ وِردِ زبان رہتا تھا، موت کے وقت یہی کلمات جاری تھے اور ساتھ ہی انہیں انگلیوں کی پوروں پر شمار بھی کر رہے تھے، وفات سے پانچ منٹ قبل اُٹھ بیٹھے، اپنا لباس درست کیا، صاحبزادہ حمّاد اللہ نے دوائی پلانے کی کوشش کی تو انکار فرما دیا، پھر لیٹ گئے، نظریں آسمان کی طرف اٹھ گئیں، اور آنکھیں خود بخود بند کر کے اللہ کو پیارے ہو گئے۔[1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۰۹) حضرت مولانا حاجی محمد احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مفتی محمد شفیع صاحب عثمانی رحمۃ اللہ علیہ وڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۹ ذوالحجّہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۲۸ مارچ ۱۹۹۹ء)

بروز اتوار ۹ ذوالحجّہ کو حکیم الاُمّت، مجدّد الملّت، حضرت مولانا محمد اشرف علی صاحب تھانوی قدّس سرّہ کے مسترشد و فیض یافتہ، مفتئ اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحب دیوبندی نوّر اللہ مرقدہ کے خلیفۂ ارشد، عارف باللہ حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ کے مجازِ بیعت اور مشہور و مقبولِ عام تفسیر ''درسِ قرآن'' کے مؤلّف جناب الحاج محمد احمد صاحب رحلت فرما گئے، ..... آپ کے صاحبزادے اور خادم جناب امیر احمد صاحب نے بتایا کہ ۹ ذی الحجّہ یعنی عرفہ کے دن والد صاحب کی طبیعت زیادہ مضمحل ہوئی تو ڈاکٹر کے پاس لے جایا گیا، آپ نے ڈاکٹر سے فرمایا کہ ڈاکٹر صاحب! بس میری خواہش ہے کہ کچھ ایسا ہو جائے کہ میں مدینہ منوّرہ چلا جاؤں، میری دوسری کوئی خواہش نہیں ہے، اسی اثنا میں بچوں کو گواہ بنایا اور بلند آواز سے کلمۂ شہادت پڑھا اور

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۳۰۲/۱

جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ [1]

اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۱۰) شیخ الحدیث حضرت مولانا سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث دارالعلوم کراچی وخلیفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحیٔ صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۹ ذی الحجہ ۱۴۱۹ھ مطابق ۱۷ اپریل ۱۹۹۹ء)

بروزِ ہفتہ ۲۹ ذی الحجّہ ساڑھے دس بجے دن، خیر الاساتذہ حضرت مولانا خیر محمد صاحب جالندھری رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردِ خاص، خیر المدارس ملتان کے نامور شاگرد، دارالعلوم کورنگی کراچی کے ناظمِ اعلیٰ وشیخ الحدیث، مدرسہ اشرف العلوم کورنگی کے بانی ومہتمم، ملک بھر کی ہزاروں دینی درس گاہوں کے سرپرست اور عارف باللہ حضرت اقدس ڈاکٹر عبدالحیٔ عارفی قدّس سرّہ کے خلیفۂ ارشد، حضرت اقدس مولانا حافظ قاری سحبان محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ رحلت فرمائے عالمِ آخرت ہوئے۔

..... جمعرات کو آپ نے آخری سبق پڑھایا، ہفتے کی صبح سبق نہیں پڑھایا، دفتر تشریف لائے تو کسی قدر کھانسی کی شکایت تھی، شاگردوں اور عقیدت مندوں نے کہا کہ حضرت! دوائی منگوالی جائے؟ فرمایا کہ نہیں، ٹھیک ہوں، علاج کی ضرورت نہیں۔ فرمایا کہ گاہ بگاہ کھانسی کا دورہ اُٹھتا ہے، ڈاکٹر نذیر انجکشن لگائیں گے، ٹھیک ہوجاؤں گا۔ مدرسے کے چند بلوں اور چیکوں پر دستخط کئے، کچھ درخواستیں نمٹائیں، صاحبزادے کو فون کیا کہ گاڑی لاؤ۔ وہ دفتر کے قریب گاڑی لائے، چہرے پر ناسازیٔ طبع اور شدّتِ تکلیف کے آثار نمایاں تھے، صاحبزادے نے عرض کیا کہ حضرت! ڈاکٹر کے ہاں چلیں؟ فرمایا گھر چلو۔ دوبارہ اور سہ بارہ یہ درخواست کی تو سختی سے فرمایا کہ گھر چلو، سب علاج گھر میں موجود ہے۔ صاحبزادے کا بیان

[1] شخصیات وتأثرات: ۲/ ۳۶۹، ۳۷۴

ہے کہ گھر پہنچے تو گاڑی سے خود اُترے، اپنے پاؤں چل کر گھر میں داخل ہوئے، قمیص اتاری پھر بنیان اتاری، گھر والوں سے کہا کہ تہبند باندھنا چاہتا ہوں کہ اس میں راحت ہوتی ہے۔ تہبند باندھا، اسی اثنا میں تکلیف بڑھ گئی، ڈاکٹر آ گیا، دوائی اور انجکشن دیا جا رہا تھا کہ لیٹنے لگے اور منہ سے نکلا ''اللہ اکبر'' اور اس کے ساتھ آواز بند ہو گئی، فوری طور پر قریب ترین ہسپتال لے جایا گیا، ڈاکٹروں نے کہا کہ حضرت انتقال فرما گئے ہیں۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۱۱) حضرت حاجی محمد فاروق صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفۂ اجل حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۰ محرّم ۱۴۲۰ھ مطابق ۷ مئی ۱۹۹۹ء)

۲۰ محرّم الحرام کو لیلۃ الجمعہ میں حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے برادرزادہ ڈاکٹر حافظ عبد المؤمن کے نکاح میں شرکت فرمانے کے لئے سکّھر ایکسپریس سے کراچی کے لئے روانہ ہوئے، حضرت والا کے خادمِ خاص ڈاکٹر محمد صابر صاحب، حضرت بھائی جان عبد المعید صاحب اور دوسرے اہل خانہ ہمراہ تھے، کئی روز سے شوگر کی زیادتی معدہ کی تکلیف اور بلغمی کھانسی کی وجہ سے نقاہت اور تنفّس میں اضافہ ہو گیا تھا، گھٹنوں میں شدید تکلیف اور چلنے پھرنے سے تقریباً معذوری سی تھی، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی یہ کیفیت اور امراض کی بگڑتی ہوئی صورتحال سفر سے قطعاً مانع تھی، لیکن حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اہلِ خانہ کی دلجوئی کی خاطر اس سفر کا قصد فرمالیا، نمازِ عشاء سے فراغت کے بعد آپ مجلس خانہ سے باہر تشریف لائے اور حضرت امّی جان مدّ ظلہا کے پاس تشریف لے جا کر رخصت ہوتے ہوئے آخری بار رخصتی سلام کیا، وہاں سے حضرت دادی جان مدظلہا کی خدمت میں تشریف لے گئے، حضرت

[1] شخصیات و تأثرات: ۲ / ۳۷۵، ۳۷۹

دادی جان مدّظلہا کی طبیعت دریافت فرمائی، رخصت ہوتے ہوئے دادی جان مدظلہا نے چہرہ انور پر پائے جانے والے انوارات کومحسوس کرتے ہوئے کہا کہ آج چہرہ پر اس قدر جاذبیت اور دلکشی کیسی ہے۔ حضرت والا سلام کر کے مسکراتے ہوئے باہر تشریف لے آئے، یہ زندگی کی حضرت دادی جان مدّظلہا سے آخری ملاقات تھی۔

گھر کے باہر گاڑی حضرت والا کو اسٹیشن لے جانے کے لئے تیار تھی، گاڑی میں حضرت والا کے ہمراہ حضرت ڈاکٹر محمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت بھائی جان اور ایک افریقی مہمان سوار ہوئے، کار میں سوار ہونے کے بعد حضرت والا نے دونوں ہاتھ اٹھا کر سب حضرات کو الوداع کہا اور کار اسٹیشن کی جانب روانہ ہوگئی، یہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا آخری دیدار تھا، اسٹیشن پہنچ کر حضرت والا ڈاکٹر محمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ہمراہ ایئر کنڈیشنڈ سلیپر کے ڈبّے میں تشریف لے گئے، حضرت بھائی جان مدّظلہ افریقی مہمان کی وجہ سے دوسرے اہل خانہ کے ہمراہ دوسری بوگی میں سوار ہوئے، تقریباً پونے دس بجے ٹرین سکّھر اسٹیشن سے روانہ ہوئی، روہڑی اسٹیشن پر اتفاقاً گاڑی کی بوگی اس جگہ جا کر ٹھہری جہاں حضرت مسیح الامت رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا تھا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اپنے حضرت مسیح الامت کو دیر تک یاد فرما کر روتے رہے اور فرماتے رہے کہ میرے حضرت روہڑی اسٹیشن پر یہاں تشریف فرما ہوئے تھے اور عجیب وغریب بیان فرمایا تھا۔

تقریباً ساڑھے دس بجے ٹرین روہڑی سے کراچی کے لئے روانہ ہوئی، تقریباً دس بجے حضرت والا نے ڈاکٹر محمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رات کا کھانا تناول فرمایا، اس وقت تک طبیعت قدرے بہتر تھی، کھانے کے دوران حضرت بھائی جان مدظلہ کو یاد فرماتے رہے کہ اتنا زیادہ کھانا ہے کاش وہ بھی ہمراہ ہوتے۔ کھانا تناول فرمانے کے بعد کافی دیر تک ڈاکٹر محمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے گفتگو فرماتے رہے، ڈاکٹر محمد صابر

صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت والا کو دباتے رہے، حضرت والا اپنے رات کے معمولات میں مشغول رہے اور سورۂ اخلاص کی ایک تسبیح تلاوت فرمائی، تقریباً رات پونے ایک بجے حضرت والا کی آنکھ لگ گئی، ڈاکٹر محمد صابر صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ کیفیت دیکھتے ہوئے خود بھی لیٹنے کے لئے اوپر والی برتھ پر چلے گئے۔

تقریباً پندرہ منٹ بعد حضرت والا نے ڈاکٹر صاحب کو آواز دی اور فرمایا کہ بتی جلا دو۔ ڈاکٹر صاحب فوراً برتھ سے نیچے آئے، بتی جلائی، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا مجھے بٹھا دو۔ حضرت کو معدہ میں گرانی اور بلغم کا اخراج نہ ہونے کی وجہ سے سانس لینے میں کافی دقت پیش آ رہی تھی اور آپ بلغم کے اخراج کے لئے بے چین تھے، نقاہت بہت زیادہ تھی، بہت زور لگانے پر کچھ بلغم کا اخراج ہوا اور سانس لینے میں آسانی محسوس ہونے لگی، لیکن معدہ کی تکلیف بڑھتی جا رہی تھی، ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت والا کو معدہ کی دوا دینا چاہی، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے منع فرمایا اور فرمایا کہ تھوڑی سی جوارش کمونی (یونانی ہاضم دوا) دے دیجئے۔ چنانچہ تھوڑی سی جوارش کمونی لینے کے بعد حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے پانی نوش فرمایا لیکن معدہ کی گرانی میں کوئی فرق نہیں آیا اور ساتھ ہی کھانسی کی وجہ سے تنفّس بھی بڑھنے لگا، ان دونوں تکالیف کی شدت کی وجہ سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی دل کی تکلیف شدّت اختیار کر گئی، ڈاکٹر صاحب نے ایمرجنسی (angised) ٹیبلٹ زبان کے نیچے رکھی مگر افاقہ نہ ہوا اور حالت بے قابو ہونے لگی، حضرت والا نے ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو سینے کا مساج کرنے کے لئے فرمایا لیکن تکلیف میں کوئی کمی نہ ہوئی، سانس لینے میں کافی گھٹن محسوس فرما رہے تھے، بار بار فرما رہے تھے صابر! دعا کرو اور دم کرو۔

ڈاکٹر صاحب نے آیاتِ شفاء کا کئی بار دم کیا، فرمایا اپنے سینے کے سہارے بٹھا لو، اب میرا وقتِ آخر ہے، ایسی تکلیف مجھے زندگی میں کبھی نہیں ہوئی، تکلیف کی شدّت سے

سینہ پھٹا جارہا ہے۔ اس کے بعد بآوازِ بلند کلمۂ طیبہ کا ورد فرمایا، کلمہ طیّبہ کا بآوازِ بلند ورد فرمانے کے بعد بھی ہونٹوں کی حرکت جاری تھی لیکن آواز سنائی نہ دیتی، نگاہیں ایک جانب ٹھہری ہوئی تھیں، آخری الفاظ جو زبانِ مبارک سے ادا فرمائے وہ یہ تھے ''مکّہ، مدینہ''۔ یوں محسوس ہورہا تھا جیسے یہ دونوں مقدّس مقامات حضرت والا کی نگاہوں کے سامنے ہیں، اس کے بعد ہونٹ مبارک اسی طرح حرکت کررہے تھے جیسے کچھ پڑھ رہے ہوں، لیکن آواز سنائی نہیں دے رہی تھی، بالکل اخیر میں حضرت والا نے داہنا دستِ مبارک بلند فرمایا اور انگشت شہادت اٹھا کر وحدانیت کی گواہی دیتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی، یہ حسرت بھرا واقعہ تقریباً دو بجے نواب شاہ اور شہداد پور کے درمیان پیش آیا۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۱۲) حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویش صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مولانا محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۷ جمادی الاولیٰ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹ اگست ۱۹۹۹ء)

جامعہ علومِ اسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی کے فاضل، حضرت بنّوری قدّس سرّہ کے شاگردِ رشید، مفتئ اعظم پاکستان حضرت مفتی ولی حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے تربیت یافتہ، جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کے استاذِ حدیث وتفسیر، عالمِ دین، لائق وتجربہ کار مدرّس، جامعہ علوم اسلامیہ کے شعبۂ تخصص دعوت والارشاد کے نگران، ہمارے رفیق و دوست، حضرت مولانا مفتی محمد ولی درویش صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعرات ۷ جمادی الاولیٰ صبح نمازِ فجر کے وقت افغانستان، قندھار میں رحلت فرمائے عالم آخرت ہوئے۔..... سحری

---

[۱] سفرِ آخرت، ص: ۹، ۱۰، ۱۱

کے وقت تہجد کے لئے اٹھے، نوافل ادا کئے مگر طبیعت کسی قدر مضمحل تھی، رفقاء کو بتلایا، ڈاکٹر کی تلاش کی گئی مگر ڈاکٹر کے آنے سے قبل ہی وہ اپنا سفرِ زندگی مکمّل کر کے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۱۳) مولانا سیّد عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ

(صاحبزادہ امیرِ شریعت حضرت سیّد عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۴ شعبان ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۲ نومبر ۱۹۹۹ء)

مجلسِ احرارِ اسلام کے امیر، مدرسہ معمورہ ملتان کے بانی ومدیر اور متعدد دینی مدارس ومراکز کے سرپرست، ماہنامہ نقیب ختم نبوت ملتان کے روحِ رواں، امیرِ شریعت حضرت مولانا سیّد عطا اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کے خلف الرشید، حضرت مولانا سیّد عطاء المحسن شاہ صاحب بخاری بروزِ جمعہ ۱۲ نومبر کو نشتر ہسپتال ملتان میں رحلت فرما گئے...... چند سال قبل اہلیہ مرحومہ داغِ مفارقت دے گئی تھیں اور اب کچھ دنوں سے شوگر کا عارضہ لاحق تھا، ایک صاحب نے بتلایا کہ اس بیماری کے دنوں میں ان کی خدمت میں حاضری دی اور طبیعت پوچھی تو ایک زور کا قہقہہ لگایا اور فرمایا کہ اب صحّت کیسی؟ اب تو جانے کا وقت ہے، اب تو تیاری ہے۔

آخری دنوں میں خدّام نے ہسپتال میں لے جانے کی درخواست کی تو منع فرمایا، جب بہت اصرار ہوا تو مان گئے، آخری دن نشتر ہسپتال میں تمام اعزّہ کو بلایا اور فرمایا کہ الحمدللہ، میں نے کسی کا کچھ نہیں دینا اور مجھ پر کسی کا کوئی قرض نہیں ہے، مسجد، مدرسہ اور

[1] شخصیات وتأثرات: ۲/ ۴۱۱، ۴۱۴

جماعت کا حساب موجود ہے اور وہ بے باک ہے، اب مجھ پر جان کنی کا عالم ہے اور میری روح پاؤں سے لے کر ناف تک نکل چکی ہے۔ پھر سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ میری روح یہاں تک نکل چکی ہے۔ پھر کلمہ پڑھا اور فرمایا کہ گواہ رہنا کہ میرا خاتمہ ایمان پر ہوا۔ اور کلمہ پڑھتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ [۱]

اِنّا للہ و اِنّا اِلیہ راجعون

(۱۱۴) حضرت قاری عبد الغفّار صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(استاذ جامعہ علومِ اسلامیہ بنوری ٹاون)

(متوفّٰی ۴ رمضانُ المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۲ دسمبر ۱۹۹۹ء)

حضرت بنّوری قدس سرہ کے قدیم رفیق اور معتمد خادم، جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنّوری ٹاؤن کراچی کے شعبۂ حفظ کے قدیم استاذ اور استاذ الاساتذہ، جناب قاری عبد الغفّار صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۴ رمضانُ المبارک کو رحلت فرمائے عالمِ آخرت ہوئے، ..... صبح روزہ رکھا، نمازِ فجر ادا فرمائی، ایک پارہ منزل پڑھی، سانس میں تکلیف ہوئی، صاحبزادہ صاحب ڈاکٹر کے پاس لے جانے کے لئے ٹیکسی لائے، آپ ٹیکسی میں بیٹھ گئے اور زور زور سے کلمۂ طیبہ کا ورد شروع کر دیا اور سیٹ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئے، ایسے لگا جیسے سو رہے ہوں، ہسپتال پہنچے تو روح قفسِ عنصری سے پرواز کر چکی تھی اور یوں رحمت کے عشرے میں رحمتِ الٰہی کے سائے میں چلے گئے۔ [۲]

اِنّا للہ و اِنّا اِلیہ راجعون

---

[۱] شخصیات وتأثرات: ۲ / ۴۲۲، ۴۲۴

[۲] شخصیات وتأثرات: ۲ / ۴۲۶، ۴۲۸

(۱۱۵) حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی صاحب ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۲۲ رمضانُ المبارک ۱۴۲۰ھ مطابق ۳۱ دسمبر ۱۹۹۹ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ وصال کے دن [جمعہ] ساڑھے نو بجے بیدار ہو کر استنجاء خانہ گئے، وضوء کے بعد نوافل پڑھے، پھر قرآن شریف کی تلاوت کی، سجدۂ تلاوت بھی کیا، لکھنؤ میں قرآنِ مجید ختم کر چکے تھے، تیرہواں پارہ آخری دن پڑھا، ..... اس کے بعد نہانے کی تیاری کی، بھائی صابر جو برسوں سے حضرت کا خط بناتے آئے تھے، ان سے خط بنوایا، اس کے بعد نماز کی تیاری کی، بھائی ذکاء اللہ خان اندوری راوی ہیں کہ غسل خانہ جانے سے پہلے سوال کیا کہ کیا آج بائیس رمضان ہے؟ پھر فرمایا کہ کیا نمازِ جمعہ پندرہ منٹ تاخیر سے ہوسکتی ہے؟ بھائی عبدالرزاق نے عرض کیا کہ آپ فرمائیں تو تاخیر سے نماز ہوگی۔

ساڑھے گیارہ بجے غسل کے لئے تشریف لے گئے، پندرہ منٹ بعد غسل سے فارغ ہو کر آگئے، کپڑے زیب تن کئے، شیروانی کے بٹن مولوی سیّد بلال حسنی نے لگائے، فرمایا کہ تم لوگ تیار ہو جاؤ، نماز میں پندرہ منٹ تاخیر کرا دو۔ فرمایا کہ اب ہم سورۂ کہف پڑھیں گے۔ (سورۂ کہف پڑھنے کا معمول آٹھ سال کی عمر سے تھا)، یہ فرما کر بستر پر بیٹھ گئے، لیکن بجائے سورۂ کہف پڑھنے کے سورۂ یٰسٓ پڑھنے لگے، دس بارہ آیتیں ہوئی ہوں گی کہ زبان رُک گئی، یہ آیت ﴿فَبَشِّرْهُ بِمَغْفِرَةٍ وَّاَجْرٍ كَرِيْمٍ﴾ تھی جیسا کہ حاضر الوقت خدّام نے بتایا، جس طرح بیٹھے تھے اس سے تھوڑا سا پیچھے کی طرف جھک گئے، مولوی بلال حسنی نے سر کو اور خادمِ خاص بھائی عبدالرّزاق نے پاؤں اُٹھا کر تخت پر لٹا دیا، ڈاکٹر سیّد قمر الدّین اور ڈاکٹر عبدالمعبود خان قریب ہی تھے، آکسیجن (oxygen) لگائی گئی، انجکشن (injection) جب رگوں میں نہیں لگ سکے تو کولھے میں لگائے

گئے، ڈاکٹر قمر الدّین صاحب نے ایک انجکشن دل پر لگایا، ہاتھ سے قلب کی مالش کی اور منہ سے ہوا بھی بھرنے کی کوشش کی، لیکن راہِ حق کا یہ مسافران تمام طبی کوششوں سے پہلے ہی روانہ ہو چکا تھا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۱۶) حضرت ڈاکٹر حفیظ اللہ صاحب سکّھروی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مفتی محمد حسن صاحب امرتسری رحمۃ اللہ علیہ وحضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۳ ذوالقعدہ ۱۴۲۰ھ مطابق ۱۹ فروری ۲۰۰۰ء)

بالکل آخری لمحات میں اس طرح ہوا کہ حضرت ڈاکٹر صاحب رحمۃ اللہ علیہ چاشت کے وقت آرام سے بیدار ہو کر اُٹھ کر خود ہی بیٹھے اور خود ہی اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور وضوء وغیرہ کے لئے تشریف لے جانے لگے، مکّی صاحب بائیں جانب ساتھ ساتھ تھے، تین قدم ہی چلے تھے کہ دائیں جانب ایک دم گر گئے، یہ دل کا تیسرا دورہ تھا، اسی کے ساتھ بے ہوش ہو گئے، زبان پر ورد تھا۔ [2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۱۷) حضرت مفتی نصیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مفتی مظفر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۲۰ھ، مطابق ۲۶ فروری ۲۰۰۰ء)

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت علیل چل رہی تھی، علاج معالجہ بھی جاری تھا،

[1] حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی حیات اور کارنامے اور ان کے ملفوظات، ص: ۸۱

[2] علماء دیوبند کے آخری لمحات: ۲۰۳/۲

وفات کی رات بے چینی کی کیفیت زیادہ تھی، رات بھر ذکر کرتے گزاری، اخیر شب میں نمازِ تہجد ادا فرمائی، پھر کپڑے بدلے، صاف دھلے ہوئے کپڑے زیب تن فرمائے، نمازِ فجر باجماعت ادا کی اور بروز ہفتہ ۱۰ بجے دن انتقال فرمایا، انتقال کے وقت عجیب قسم کی خوشبو محسوس کی گئی اور چہرہ پر مسکراہٹ کی کیفیت تھی۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۱۸) حکیم العصر حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریاؒ رحمۃ اللہ علیہ و ڈاکٹر عبدالحئی عارفی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۴ صفر ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۸ مئی ۲۰۰۰ء)

[حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا یحییٰ صاحب زید مجدہم تحریر فرماتے ہیں کہ] حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہید رحمۃ اللہ علیہ معمول کے مطابق دعائے سحر گاہی اور فجر کی نماز کی ادائیگی کے بعد کچھ دیر آرام فرما کر گھر سے رخصت ہونے سے پہلے گویا اپنے آقا سے اجازت کی طلب کے لئے دوگانہ ادا کر کے دعا میں مشغول ہوئے تو کوئی بھی تصوّر نہیں کر سکتا تھا کہ چند لمحوں بعد اس شخصیت نے شہادت کا منصب پا کر آخرت کو سدھار جانا ہے، دس بجے آپ گھر سے نیچے اترے تو آپ کا وفادار رفیق و جاں نثار محافظ اور ڈرائیور عبد الرّحمٰن موجود تھا، اس نے گاڑی کا دروازہ کھولا، کسے معلوم تھا کہ آج دروازہ کھولنے والا آخری بار دروازہ کھولنے کا فریضہ انجام دے رہا ہے، اور گاڑی میں بیٹھنے والا بھی اس زندگی کی آخری سواری پر سوار ہو رہا ہے، چونکہ اس دن امتحان کی وجہ سے میری چھٹی تھی اس لئے خادمِ خاص برادرم محمد اجمل کے بجائے میں دوسری طرف کا دروازہ کھول کر حضرت کے پہلو میں پچھلی نشست پر بیٹھ گیا۔

---

[۱] مسافرانِ بہشت، ص: ۲۵۶

حضرت کا معمول تھا کہ آپ نصیر آباد بس اسٹاپ پر پھل فروشوں کے پاس گاڑی رکواتے اور آپ کا مخلص مرید محمد نعیم پھل لئے تیار کھڑا ہوتا، آپ قبول فرماتے اور گاڑی چل پڑتی، اسی معمول کے مطابق گاڑی رکوائی اور فرمایا کہ آج پھل واپسی میں لیں گے۔ میں نے کہا بھی کہ کیا آج دوپہر کو نوش نہیں فرمائیں گے؟ فرمایا کہ آج طبیعت نہیں ہے۔نعیم نے کہا کہ میں گھر پہنچا دوں گا، آپ واپسی میں زحمت نہ فرمائیں۔محمد نعیم واپس ہوا، میں نے گاڑی کا شیشہ اوپر کیا ہی تھا کہ ایک دھما کہ ہوا، میں نے پلٹ کر دیکھا تو بھائی عبدالرّحمٰن ایک طرف لڑھک رہے تھے، میں نے محسوس کرلیا کہ حضرت پر قاتلانہ حملہ ہو گیا ہے اور آپ کا وفادار ساتھی جو ہمیشہ کہا کرتا تھا کہ میری زندگی میں حضرت کو کوئی نقصان نہیں پہنچ سکے گا، پہلے میں حضرت پر اپنی جان نچھاور کروں گا، پھر میری لاش سے گزر کر ہی حضرت کی طرف کسی ظالم کے ہاتھ بڑھیں گے۔ واقعی اس نے اپنی زبان کی لاج رکھ لی۔

میں حضرت رحمۃ اللہ علیہ کو بچانے کے لئے آپ کے سینے سے چمٹ گیا تا کہ آپ پر چلنے والی گولی مجھے چھلنی کر دے لیکن حضرت محفوظ رہیں، مگر تربیت یافتہ ظالم درندوں نے حضرت کی گردن اور پہلو کی طرف سے حملہ کیا اور دو گولیاں مجھ پر چلائیں، ایک گولی میری پیٹھ سے ہوتی ہوئی سینے سے نکل کر حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے جسم میں پیوست ہوگئی، میں اب تک یہی گمان کرتا رہا کہ حضرت محفوظ ہیں اور حضرت کے جسم پر موجود خون میرا خون ہے مگر جب مجھے لا الہ الا اللہ کا ورد کرتی ہوئی حضرت کی زبان ساکت محسوس ہوئی تو میں نے حضرت کے کندھے کو ہلاتے ہوئے کہا کہ حضرت اٹھ جائیے، ظالم جا چکے ہیں۔لیکن خونِ شہادت سے سرخ رو حضرت کا مسکراتا ہوا چہرہ گویا کہتا نظر آیا کہ بیٹے! میں تو حیاتِ جاودانی پا گیا اور جنّت کے مزے لوٹ رہا ہوں.... جب آپ گھر سے نکلے تو لا الہ الا اللہ کی تسبیح پڑھ رہے تھے، ڈرائیور عبدالرّحمٰن شہید ہوا تو آپ کے لب مبارک کلمۂ طیبہ کا ورد

کرتے ہوئے نظر آئے، آپ کو چار گولیاں لگیں تب بھی آپ کے ورد میں کوئی فرق نہیں آیا، نہ آہ نکلی، نہ ہی چیخ اور نہ ہی آپ کے پُرسکون چہرے میں تغیّر یا ردّ و بدل ہوا۔ [1]

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

(۱۱۹) مناظرِ اسلام مولانا محمد امین صفدر صاحب اوکاڑوی رحمۃ اللہ علیہ

(امام المناظرین اور رئیس شعبۂ تخصّص فی الدعوۃ والارشاد جامعہ خیر المدارس، ملتان)

(متوفّٰی ۳ شعبان ۱۴۲۱ھ مطابق ۱۳۱ اکتوبر ۲۰۰۰ء)

منگل سارا دن حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت خراب رہی، ذکر و استغفار ہی کرتے رہے، اگر گھر والے قریب بھی آتے [تو] نظرِ التفات کم ہی فرماتے، رات عشاء کی نماز مسجد میں پڑھ کر تشریف لائے تو تقریباً ساڑھے آٹھ بجے کے قریب اپنی اہلیہ محترمہ کو فرمایا کہ کچھ سردی محسوس ہو رہی ہے۔ وہ چائے بنانے کے لئے نکلیں، کچھ دیر بعد حضرت کے بیٹے حافظ محمد علی صاحب نیند سے بیدار ہوئے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ابّاجی آسمان کی طرف جا رہے ہیں اور مسکرا رہے ہیں، (حضرت اقدس مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جب یہ بتایا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ مولانا مرحوم صاحبِ کرامت تھے، آخری وقت میں بھی ان کی کرامت کا ظہور ہوا اور روح متشکّل ہو کر آسمانوں کی طرف گئی۔) [حافظ محمد علی صاحب کہتے ہیں کہ] میں [یہ] دیکھ کر اس کمرے کی طرف بھاگا جہاں ابّاجی تھے،..... جب میں بھاگتا ہوا کمرے میں گیا تو ابّاجی لیٹے ہوئے تھے اور ہاتھ دل پر تھا، میں نے شور مچایا تو دوسرے افراد بھی جمع ہو گئے، چچا محمد سلیم آ گئے جو کہ حکیم ہیں اور نبض دیکھ کر فرمایا کہ بھائی صاحب نے جہاں پہنچنا تھا پہنچ چکے ہیں۔ [2]

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

---

[1] بیّنات شہیدِ اسلام نمبر، ص: ۸۰۶، ۸۰۸

[2] ماہنامہ الخیر مناظرِ اسلام نمبر، ص: ۱۷۴

(۱۲۰) حضرت مولانا ضیاء القاسمی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مفتی محمود صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۳ شوال ۱۴۲۱ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۰۰ء)

بت کدوں میں لا الہ الّا اللہ کا نعرہ بلند کرنے والا، بدعت کے بازاروں میں جا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے اسوہ کے پھول تقسیم کرنے والا، زندیقوں پر عقائدِ باطلہ اور ملحدوں پر افکارِ ضالّہ کی ضلالت وگمراہی واضح کرنے والا اور گنہگاروں کو اپنے ربّ سے معافیاں مانگنے کی شب و روز تلقین کرنے والا، مبلغ حق وصداقت، داعیٔ توحید وسنت آج صبح سے آہستہ آہستہ دھیمی آواز میں عربی میں اپنے رب کے حضور میں دُعائیں مانگ رہا ہے، تھوڑی دیر کے بعد اپنی نگاہوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر دیکھتا ہوا نظر آتا ہے، یوں نظر آتا ہے کہ جیسے کوئی اپنے مالک سے کہہ رہا ہو کہ اے پروردگارِ عالم! دنیا کے اندر جو خطائیں تیرے اس کمزور بندے سے سرزد ہوئیں معاف فرما دے۔ اور جب اس کا مالک معافی کا اعلان کرتا ہے تو وہ اپنی نگاہیں نیچے کر کے اپنے مالک کا شکر ادا کر رہا ہو، وقت گزرتا گیا، وقت ایک ایسی چیز ہے جو کسی کا انتظار نہیں کرتی، اب وقتِ رخصت قریب آ گیا، گھر والوں کو اپنے پاس بلا لیا، بیٹے موجود ہیں، بیٹیاں موجود ہیں، ڈاکٹر موجود ہے، جانے والا مہمان اپنی زبان سے باہوش وحواس کہہ رہا ہے کہ اے میرے اللہ! میں نے ساری زندگی تیری توحید اور تیرے محبوب صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی سنت کا پھریرا لہرایا ہے، اس کی تبلیغ کی ہے، میرے ساتھ سختی نہ کرنا۔

اپنے بندے کی عاجزانہ دعا کو رب ذوالجلال والاکرام نے اپنی جلالتِ شان اور کرمِ بے کنار کے ساتھ سنا اور شرفِ قبولیت عطا فرمایا اور اس پر رحمت کا مینہ برسا دیا، مرنے سے پہلے اس کے گناہوں سے خطِ تنسیخ کھینچ دیا، ہم کون اور ہماری کیا طاقت اس دعویٰ غیب کی، امام الانبیاء محبوبِ کبریاء حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس زبان پر

آخری کلام لاالہ الا اللہ جاری ہو گیا پس وہ جنّت میں داخل ہو گیا، وقت کے ساتھ ساتھ اب طبیعت خراب ہوتی جا رہی ہے، (اضطراب بڑھتا ہوا دیکھ کر) ڈاکٹر نے دوائی پیش کرنے کی کوشش کی، فدائے توحید اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جاں کنی [نزع] پر ہے اور کہہ رہے ہیں کہ ڈاکٹر بشیر صاحب! وقت گزر چکا ہے، اب دوا اثر نہیں کرے گی، ڈاکٹر صاحب! تم بھی گواہ رہنا کہ میں نے ساری زندگی توحید وسنّت کا ڈنکا بجایا ہے۔ [اس کے بعد] کلمۂ توحید وشہادت زبان سے بلند آواز سے پڑھنا شروع کیا: أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔ اس کے بعد غشی طاری ہو گئی اور اسی روز ۲۹ دسمبر کو شام چار بجے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔[۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۱) حضرت مولانا سیّد خضر اللہ صاحب حسینی قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم مدرسہ اسکندریہ، گل برگہ)

(متوفّٰی ۳۰ ربیع الآخر ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۱ جولائی ۲۰۰۱ء)

۲۱ جولائی کے روز ظہر تا عصر ایک اجلاس رفع اور عدم رفع یدین کی بحث کے لئے مدرسہ مظاہر علوم گل برگہ میں علماءِ مقلدین وغیر مقلدین کی موجودگی میں منعقد ہوا تھا، اس بحث میں مولانا موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے پوری قوّت سے حصّہ لیا، پھر اس کے بعد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ بالکل ہشّاش بشّاش اپنے مکان واپس لوٹے، مغرب کی نماز ادا فرمائی اور اپنے بال بچوں کے ساتھ ذاتی گفتگو میں مصروف ہی تھے کہ اچانک ایک صفراوی قے ہوئی، خفیف سی بے چینی ظاہر فرمائی، حضرت والا کی اہلیہ محترمہ کہنے لگیں کہ آپ کو کوئی تکلیف ہو رہی ہے،

---

[۱] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲/۴۱۵، ۴۱۶

کسی ڈاکٹر کو بلوانے بھیجوں؟ جواب میں مولانا فرمانے لگے کہ ذرا سی بات پر ڈاکٹر کو کیا بلاؤں؟ پھر مولانا خود انہیں صبر وتحمّل کی تلقین فرماتے رہے، لیکن حضرت مولانا کی سانسیں غالباً مکمّل ہورہی تھیں، اسی کشمکش میں لیٹے ہوئے کلمۂ توحید اور قرآنِ پاک کی آیتوں کا ورد کرتے کرتے جان جانِ آفریں کے سپرد فرمادی۔ [1]

اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۲) حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب بلند شہری برنی مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۳ رمضانُ المبارک ۱۴۲۲ھ مطابق ۲۸ نومبر ۲۰۰۱ء)

حضرت مولانا محمد عاشق الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا گھر حرمِ نبوی سے کافی فاصلے پر جبلِ احد کے قریب تھا لیکن ان کا معمول یہ تھا کہ رمضانُ المبارک کے شروع میں وہ حرم کے قریب رباط بخارا میں آکر مقیم ہوجایا کرتے تھے، اس رمضان میں بھی انہوں نے اپنا یہ معمول پورا کیا، بدھ کے روز انہوں نے روزہ بھی رکھا، فجر کی نماز حرم جاکر ادا کی، حالانکہ رباط بخارا سے حرم کا فاصلہ بھی ایک دل کے مریض کے لئے اچھا خاصا ہے، فجر کے بعد قیام گاہ پر آکر صبح ساڑھے دس بجے تک وہ قرآنِ کریم کی تلاوت میں مشغول رہے اور اس کے بعد آرام کے لیے لیٹ گئے، گھر والے ڈھائی بجے سہ پہر تک اس تاثّر میں رہے کہ سو رہے ہیں، ان کے صاحبزادے مولوی عبدالرحمٰن کوثر صاحب سلّمہ اس روز عمرے کے لئے مکہ مکرمہ جانے کے لئے تیار تھے، الوداعی ملاقات کے لئے مولانا کے پاس آئے اور جب چند بار آواز دینے پر جواب نہ ملا تو جسم ٹٹول کر دیکھا، اس وقت پتا چلا کہ حضرت والا دنیا کو خیر باد کہہ کر عالمِ آخرت کی طرف روانہ ہوچکے ہیں..... اللہ تعالیٰ نے رمضان کے

---

[1] ذکرِ رفتگاں: ۱/۵۵۸

مبارک مہینے اور روزے کی حالت میں تلاوتِ قرآن کے بعد اپنے پاس بلایا، یہ سب ان کی قبولیت عند اللہ کی قابلِ رشک علامات ہیں۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۳) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد ادریس صاحب چکیسری رحمۃ اللہ علیہ

(صدر مدرّس و شیخ الحدیث دار العلوم اسلامیہ، چار باغ)

(متوفّٰی ۵ رمضانُ المبارک ۱۴۲۳ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۰۲ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے شعبان کو اپنے آبائی گاؤں چکیسر میں طلبہ کو دورۂ تفسیر شروع کرایا، ۵ رمضانُ المبارک تک تقریباً دس پارے مکمل کئے، اس دن نمازِ ظہر باجماعت ادا کی اور اس کے بعد گھر تشریف لے گئے، پھر نمازِ عصر ادا کی اور معمول کے مطابق اوراد و وظائف میں مشغول تھے کہ مغرب کے قریب آپ اس دارِ فانی سے رحلت فرما کر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۴) حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۴ ذوالحجّہ ۱۴۲۴ھ مطابق ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء)

حدیثِ مبارکہ مَنْ كَانَ آخِرُ كَلَامِهِ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ یعنی جس شخص کی آخری گفتگو لا الٰہ الا اللہ ہو وہ جنّت میں داخل ہوگا، کلمے پر مرنے والے کو جنّت

---

۱ نقوشِ رفتگاں، ص: ۵۶۷، ۵۷۳

۲ علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲/۲۴۵

کی بشارت دیتی ہے، حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ ساری زندگی اسی پاک کلمے پر محنت فرماتے رہے، جب کفر کی منڈیوں سے جعلی کلمہ منظرِ عام پر آیا تو آں جناب نے کلمۂ طیّبہ کو اصلی کلمۂ اسلام کہلوانا شروع فرمایا اور اس پر اصرار فرمایا کہ کلمۂ طیبہ ہی اسلام کا اصلی کلمہ ہے جس کا ذکر قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ اسی خدمت کا نتیجہ ہے کہ ۲۶ جنوری ۲۰۰۴ء کی صبح کو ۹۰ سال کی عمر میں بوقتِ اختتامِ سحر گھڑی کی سوئیاں ۴:۴۰ سے ۴:۴۵ تک کا سفر طے کر رہی تھیں کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی زبان مبارک نے جلدی سے حرکت فرمائی، زبان مبارک اور ہونٹوں کا اتار چڑھاؤ واضح کر رہا تھا کہ کلمہ پاک کا تلفّظ کر رہے ہیں، مکھن سے بال جس سہولت سے نکل آتا ہے حدیث پاک کے مطابق مؤمن کی روح اسی طرح قبض ہوتی ہے، اس کا عملی مشاہدہ حضرت اقدس کے وصال کے وقت ہوا، نہ تو جسم بے چین ہوا نہ اعضاء میں معمولی سی کوئی حرکت ہوئی، بڑی سہولت کے ساتھ ایک سانس اوپر کی طرف لیا اور دنیا سے آخرت کی منزلیں طے فرماتے ہوئے ربِّ کائنات کے حضور حاضر ہوگئے۔[۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۵) محی السنہ حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حکیم الاُمّت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ ربیع الثّانی ۱۴۲۶ھ مطابق ۱۷ مئی ۲۰۰۵ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ ۸ ربیع الثّانی بروزِ سہ شنبہ صبح چھ بجے سے شام سات بجے تک کام میں مشغول رہے، نمازِ فجر کے بعد ترانہ میں شرکت فرمائی، پورے مدرسے کا دورہ فرما کر انتظام اور صفائی کی نگرانی خود فرمائی، تمام شعبہ جات میں تشریف لے گئے اور ہر شعبہ کے

---

[۱] ماہنامہ حق چار یار، اشاعت خاص بیاد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب، ص: ۳۳۱

ذمّہ داران کو ہدایات سے نوازا، مہمانوں کو مدرسہ اور اس کے انتظامی خصوصیّات سے واقف کرایا، جانے والے مہمانوں کو رخصت فرمادیا، عصر کے بعد مہمانوں کے لئے چائے کا اہتمام فرمایا، مدرسے کے امورِ مشورہ کو ملاحظہ فرما کر ان کا حل فرمایا، مغرب کی نماز کے بعد کچھ ضعف ونقاہت کا اظہار فرمایا، اچانک حلق میں غیر معمولی انداز کا بلغم آیا، بلغم آہستہ آہستہ خون کی شکل اختیار کر گیا، غالباً پھیپھڑے کی رگ شق ہوگئی جس کی وجہ سے منہ اور ناک سے خون بہنے کا سلسلہ شروع ہوگیا، خصوصی معالجین سے رابطہ قائم کیا گیا، وہ حاضر ہو گئے، لکھنؤ لے جانے سے قبل ہردوئی کے ہسپتال ہی میں آکسیجن میں رکھنے کا مشورہ ہوا، گاڑی میں لے کر مدرسے سے ہسپتال کے لئے روانہ ہوئے ہی تھے کہ راستے ہی میں یہ پاکیزہ روح اس دنیائے دوں سے ملاءِ اعلیٰ کی طرف پرواز کر گئی اور ''اللہ، اللہ'' کہتے کہتے اپنے مولائے حقیقی سے جا ملی، [یہ] اس طرح [ہوا] کہ خدّام سے چوتھا کلمہ پڑھنے کو فرمایا، خادم نے چوتھے کلمے کا ورد شروع کیا اور [حضرت] خود ''اللہ، اللہ'' فرماتے رہے، اسی حال میں جان جانِ آفریں کے سپرد فرمادی۔[1]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۶) حضرت مولانا حفظ الرّحمٰن صاحب رامپوری رحمۃ اللہ علیہ

(نائب مہتمم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد)

(متوفّٰی ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۴ جولائی ۲۰۰۵ء)

۱۷ جمادی الثّانیہ بروز اتوار صبح کا وقت ہے، نمازِ فجر کے بعد حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے معمولات سے فارغ ہو کر ناشتہ کیا، طے شدہ پروگرام کے مطابق حضرت مہتمم صاحب (مولانا اشہد رشیدی مدّظلہ) کے ہمراہ ساڑھے نو بجے ایک دینی پروگرام میں موضع

---

[1] حیاتِ ابرار، ص: ۵۱۸، ۵۱۹

ڈڑھیال ضلع رام پور تشریف لے گئے، دونوں نے ساتھ ناشتہ کیا، حسبِ پروگرام تقریر کے لئے جانے لگے تو حضرت مہتمم صاحب سے فرمایا کہ آپ جلد تشریف لے آئیں تا کہ میں جلدی فارغ ہو جاؤں۔ پھر آپ نے خالص دینی، علمی اور اصلاحی تقریر فرمائی اور ''وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ'' ہی پر بلاوا آ گیا، اور بغیر کسی تاخیر کے یہ دینِ متین کا خادم خدا کے حضور حاضر ہو گیا۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۷) حضرت مولانا محمد غفران صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(استاذ جامعہ محمودیہ، میرٹھ)

(متوفّٰی ۱۴۲۶ھ مطابق ۲۰۰۵ء، ۲۰۰۶ء)

مولانا محمد غفران صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ محمودیہ میں استاذ تھے، کاشنی سولانہ ضلع میرٹھ کے رہنے والے تھے، انتہائی نیک وصالح ذاکر وشاغل شخص تھے، حضرت فقیہ الامّت (مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی) نور اللہ مرقدہ سے بیعت تھے، اپنے معمولات کے انتہائی پابند تھے، انتقال سے چند دن پہلے کہنا شروع کر دیا تھا کہ بس اب میرا اخیر وقت ہے۔

جامعہ کا کچھ حساب ان کے پاس تھا، اس کو لا کر جمع کیا، رسیدیں جمع کیں، رقم جمع کی، جامعہ کی کتابیں ان کے پاس تھیں، ان کو خود لے جا کر کتب خانہ میں جمع کیا، جامعہ کی مسجد ایوبی میں نماز کے بعد کھڑے ہو کر تمام اساتذہ اور طلباء سے معافی مانگی، پھر اساتذہ کے کمروں میں جا جا کر ایک ایک سے سلام ومصافحہ معانقہ کیا، معافی تلافی کرائی، پھر اپنی بہنوں کے پاس جا کر ملاقات کی اور معافی تلافی کرائی اور پھر جامعہ سے

---

[1] ذکرِ رفتگاں: ۲/۱۰۳

خود شہر میں اپنے بھائی کے پاس پہنچے اور فرمایا کہ بھائی! میری طبیعت خراب ہے، مجھ کو ہسپتال لے کر چلو۔ بھائیوں نے کہا کہ ڈاکٹر کو یہیں بلوالیں؟ فرمایا کہ نہیں! ہسپتال ہی لے کر چلو، میری طبیعت زیادہ خراب ہے۔ بھائی صاحبان ان کو ہسپتال میں لے کر گئے اور وہاں علاج شروع ہو گیا، ایک رات اور ایک دن گذرا اور دوسرے دن عصر کے بعد بھائیوں سے یٰس شریف پڑھنے کو کہا، بھائیوں نے یٰس شریف پڑھنا شروع کی، مولانا ہوش وحواس کے ساتھ سن رہے ہیں اور بھائیوں سے فرما بھی رہے ہیں کہ بھائی تم آہستہ آہستہ پڑھ رہے ہو، ذرا زور سے پڑھو۔ اور اسی حالت میں سورج غروب ہونے کے قریب یٰس شریف ختم ہونے سے قبل ہی انتقال فرمایا۔ [1]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۸) حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(فرزند وخلیفہ حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۷ محرّم ۱۴۲۷ھ مطابق ۶ فروری ۲۰۰۶ء)

[مفتی محمد عفان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ] حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ مغرب سے کچھ پہلے (سفر سے) گھر پہنچے اور اندر سے وہ کرسی منگائی جو بیٹری سے چلتی تھی [electric wheelchair]، کرسی لائی گئی، حسبِ معمول اس پر بیٹھے اور گھر میں داخل ہونے لگے، جس کے لئے ذرا سی اونچائی کو عبور کرنا تھا، اور عام طور سے دن میں کئی کئی بار اس راستے سے آتے جاتے تھے، لیکن نہ جانے کیا ہوا اوپر کو چڑھتے ہوئے کرسی پلٹ گئی اور ماموں جان کے سر کے پچھلے حصّے میں شدید ضرب آئی، خون جاری ہو گیا، لوگوں نے اُٹھایا اور اندر کمرے میں لے گئے، پورا خاندان جمع ہو گیا، کسی کی سمجھ میں نہیں آتا

[1] مسافرانِ بہشت، ص: ۳۰۰

تھا کہ اچانک یہ کیا ہو گیا؟ ماموں جان کے ہوش وحواس ابھی باقی تھے اور اس حالت میں بھی اگر انہیں کسی چیز کی فکر تھی تو وہ نماز اور مہمانوں کی تھی، گھر والوں سے پوچھا کہ مولانا طلحہ صاحب کو چائے ناشتہ وغیرہ کرایا یا نہیں؟ جب یہ معلوم ہو گیا کہ وہ ناشتے سے فارغ ہو گئے ہیں تو اطمینان ہوا، پھر مسلسل اصرار کرتے رہے کہ مجھے وضو کراؤ، نماز پڑھنی ہے، اب اس حالت میں جب کہ مسلسل سر سے خون نکل رہا ہے، کس طرح وضو کرایا جا سکتا تھا؟ تیمم کی کوشش کرنے لگے، چہرے پر ہاتھ پھیرا، دونوں ہاتھوں کا مسح کرنے لگے، اسی دوران بے ہوشی کا غلبہ ہوا اور دنیا و مافیہا سے اس حال میں بے خبر ہوئے کہ دل و دماغ میں نماز پڑھنے کے سوا کوئی دوسری چیز نہ تھی۔

رات ہی میں دہلی لے جایا گیا اور پھر اُسی اپولو ہسپتال کے انتہائی نگہداشت (ICU) والے کمرے میں داخل کر دیا گیا، اہلِ خانہ اور متعلّقین کی بے چینی و بے قراری ماموں جان کی صحت کے تئیں بڑھتی چلی گئی، اعلیٰ سے اعلیٰ علاج و معالجہ اختیار کرنے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی گئی، لیکن اللہ نے اب اپنے اس مقبول بندے کو اپنے پاس بلانے کا ارادہ فرما لیا تھا، چناں چہ تین مہینے پانچ دن بے ہوشی کی حالت میں رہنے کے بعد اس شان سے واصل بحق ہوئے کہ زبان مبارک اسی کے ذکر سے سرشار تھی، اس تین مہینے میں کبھی کبھی ہوش کے آثار محسوس بھی ہوتے، آنکھیں بھی کھولتے، آواز دینے پر متوجّہ بھی ہوتے اور تسبیح ہاتھوں میں دے دی جاتی تو اُس کے دانوں کو بھی پلٹتے، زبان کی حرکت سے بھی محسوس ہوتا کہ اللہ کا ذکر کر رہے ہیں، لیکن وفات سے دس منٹ قبل جس انداز میں زبان سے ذکرُ اللہ جاری ہوا اور وہاں موجود لوگوں نے سنا وہ اس سے پہلے محسوس نہیں ہوا تھا، اور اس ذکر میں روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ [1]

---

[1] ذکرِ رفتگاں: ۲/۱۹۷-۱۹۹

صاحبزادہ حضرت مولانا محمود مدنی صاحب فرماتے ہیں کہ ۶ فروری کو اچانک ان کے ہونٹوں نے حرکت کی، انہوں نے آنکھ بھی کھولی، پہلے انہوں نے آہستہ آہستہ ''اللہ، اللہ'' کی تسبیح شروع کی اور آہستہ آہستہ آواز وہاں پر موجود پھوپھو صاحبہ کی سماعت تک پہنچی تو ہم نے خدا کا شکرادا کیا، پھوپھو صاحبہ نے فرمایا کہ جو کیفیت پیدا ہوئی ہے اس سے لگتا ہے کہ وہ ہم سے جدا ہو رہے ہیں اور ''اللہ، اللہ'' کرتے ہوئے اس کے دربار میں حاضر ہو رہے ہیں، انہوں نے فوراً دوسرے خاندان والوں کو بلانے کی ہدایت دی اور دیکھتے ہی دیکھتے چند سیکنڈ بعد ان کی روح پرواز کرگئی، اللہ سے دعا ہے کہ وہ ایسی موت ہمیں بھی عطا کرے۔[1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۲۹) حضرت مولانا سیّد محمد مختار امین صاحب حسین آباد رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۷ ذی الحجّہ ۱۴۲۷ھ مطابق ۲۷ دسمبر ۲۰۰۶ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ وفات سے قبل شب میں معمولات سے فارغ ہو کر بعافیت سوئے، تہجد کے وقت جب اٹھے تو سینے میں تکلیف محسوس کی، بلند آواز سے ''اللہ، اللہ'' کا ورد کرتے رہے، آواز سن کر گھر والے جاگ گئے، لیکن ابھی ڈاکٹر کو دکھانے کا انتظام ہی کیا جارہا تھا کہ آپ نے ذکر کرتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔[2]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۲/۲۸۹

[2] ذکر رفتگاں: ۲/۳۱۰

(۱۳۰) حضرت مولانا سیّد محمد قاسم صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم جامعہ اسلامیہ جامع مسجد امروہہ)

(متوفّٰی ۱۷ ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ مطابق ۶ اپریل ۲۰۰۷ء)

وفات کے دن حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے جمعہ کی نماز جامع مسجد کے صحن میں ادا کی، نماز کے بعد حسبِ معمول شہر کے معزز حضرات کے ساتھ دفتر میں بیٹھ کر گفتگو کی اور یہاں سے اٹھ کر گھر تشریف لے گئے، جہاں کچھ ہی دیر کے بعد طبیعت بگڑی اور دیکھتے ہی دیکھتے ذکر کرتے ہوئے اپنی جان جانِ آفریں کے سپرد کردی۔ [۱]

اِنّا للّٰہ واِنّا الیہ راجعون

(۱۳۱) حضرت مولانا عبدالقیوم صاحب چترالی رحمۃ اللہ علیہ

(تلمیذِ رشید حضرت مولانا محمد یوسف صاحب بنوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۷ ربیع الاوّل ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۰۷ء)

مولانا مرحوم یوں تو کئی سال سے صاحبِ فراش چلے آرہے تھے مگر آخری دس دنوں میں ان کی طبیعت زیادہ کمزور ہوگئی تھی، کھانا پینا اور روزہ وغیرہ بالکل چھوٹ گیا تھا اور نیم غنودگی کی کیفیت تھی، گھر والوں نے چاہا کسی ہسپتال میں داخل کردیا جائے، چنانچہ ہسپتال کا مشورہ ہوا اور آپ کو ہسپتال لے جایا گیا تو ڈاکٹروں نے مشورہ دیا کہ بہتر ہوگا کہ مولانا کو ہسپتال کے بجائے گھر منتقل کردیا جائے، یوں بھی زندگی بھر حضرت مرحوم ہسپتال کے حق میں نہیں تھے تو اللہ تعالیٰ نے ڈاکٹروں سے بھی وہی کچھ کہلوادیا، پیر ۲۷ ربیع الاوّل صبح تقریباً ساڑھے نو بجے آپ نے کلمۂ طیبہ کا ورد کرتے ہوئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اس دنیا

---

[۱] ذکر رفتگاں: ۲/۳۶۳

سے آنکھیں بند کرلیں اور ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۳۲) حکیم حافظ عبدالرّشید صاحب چیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ مجاز حضرت خواجہ خان محمّد صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۵ جمادی الاولٰی ۱۴۲۸ھ مطابق ۱ جون ۲۰۰۷ء)

۳۱ مئی جمعرات کی شب حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کی آخری رات تھی، ساری رات آپ بلند آواز سے تلاوتِ قرآنِ پاک اور ذکر واذکار کرتے رہے، یکم جون جمعۃُ المبارک کو صبح لیٹے ہوئے تھے کہ سات بجے کے قریب بغیر کسی تکلیف کے آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۳۳) حضرت مولانا سلیمان جھانجھی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خادمِ خاص حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی شعبان ۱۴۲۸ھ مطابق ستمبر ۲۰۰۷ء)

[حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا عبد اللہ صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ ہم حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مدینہ منوّرہ سے] مکّہ مکرّمہ کے لئے روانہ ہوئے، اس سفر کے دوران آپ خلافِ معمول کافی دیر تک خاموش رہے، کسی سے بھی کوئی بات نہیں کی، البتہ اس دوران احمد پٹیل صاحب سے کافی طویل گفتگو فرمائی، اس گفتگو کے علاوہ ہم لوگوں کا

[۱] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۳۰۱/۲

[۲] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۳۰۵/۲

سفر مکّہ مکرّمہ کی جانب پوری خاموشی کے ساتھ رواں دواں تھا، ہم لوگوں کو درود شریف کے ورد کی تلقین پہلے ہی کر دی گئی تھی، سب ہی اسی ورد میں مصروف تھے، ایک مقام پر آپ نے احرام پہنا، پھر وہاں سے آگے بڑھے تو ایک جگہ استنجاء وغیرہ کے لئے رُکے، فارغ ہو کر گاڑی پر سوار ہوئے، ڈرائیور سے گفتگو شروع کی اور اسے دیر تک دین کی دعوت دیتے رہے، پھر اچانک کاپی، قلم، عینک اپنے پاس سے نکال کر گاڑی میں سامنے کی جگہ پر رکھ دیا پھر کہا کہ مجھے ذرا زمزم پلا دو، عجوہ کھجور کھلا دو۔ پھر اپنا بلڈ پریشر خود ہی چیک کیا، تھوڑی ہی دیر بیٹھے تھے کہ کہنے لگے کہ لو بھائی، میں تو اپنے گھر جا رہا ہوں۔ پھر آپ نے أَهْلًا وَسَهْلًا، مَرْحَبًا کہنا شروع کیا اور مسلسل کہتے رہے، میں اس طرح کی کسی بھی صورتِ حال کے لئے بالکل بھی تیار نہیں تھا، میں نے انتہائی گھبراہٹ اور حیرانگی کے عالم میں ڈرائیور سے گاڑی ایک طرف کر کے کھڑی کرنے کو کہا، سکتہ کی سی کیفیت میں گاڑی سے اُتر کر اگلی سیٹ کا دروازہ کھولا جہاں والد صاحب بیٹھے ہوئے تھے، میں نے پوچھا کہ ابّا! کیا ہوا؟ کہنے لگے کہ میں تو اپنے گھر جا رہا ہوں۔ میں نے ان کی بغل میں بیٹھ کر ان کا سر اپنے اوپر لے لیا، اسی دوران آپ نے کلمہ پڑھتے ہوئے میرے سینے پر سر رکھ کر اپنی جان جانِ آفریں کے حوالے کر دی۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۳۴) شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد حسن جان صاحب پشاوری شہید رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ امداد العلوم، پشاور وخلیفہ حضرت مولانا فقیر محمد صاحب پشاوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲ رمضانُ المبارک ۱۴۲۸ھ مطابق ۱۵ ستمبر ۲۰۰۷ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اخلاق واوصاف میں اکابرینِ دیوبند کا نمونہ تھے، اتباع سنت کا

---

[۱] داعی الی اللہ حضرت مولانا بن سلیمان جھانجھی، ص: ۲۰۵

پیکر اور تواضع وانکساری میں مثالی شخصیت تھے، افسوس کہ آپ کو ظالم وسفاک دہشت گردوں نے ۲ رمضانُ المبارک بروز جمعرات شام افطاری کے وقت نمازِ مغرب کے لئے جاتے ہوئے پشاور میں فائرنگ کر کے شہید کر دیا۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۳۵) حکیم محمد احمد صاحب کٹھوری رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مولانا محمد الیاس صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۴۲۸ھ مطابق ۲۰۰۶ء، ۲۰۰۷ء)

حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ قصبہ کٹھور کے رہنے والے تھے، حضرت مولانا الیاس صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے شاگرد تھے، ﴿اَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا وَ الْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِيْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِيْ بِالصّٰلِحِيْنَ﴾ آپ کا خاص ورد رہتا تھا، انتقال سے کافی وقت پہلے اس کا ورد بلند آواز سے شروع فرما دیا تھا، اسی آیتِ مبارکہ کو پڑھتے ہوئے جان جانِ آفریں کے حوالے فرمائی۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۳۶) حضرت مولانا سیّد قاسم زبیر علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۷ صفر ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۵ فروری ۲۰۰۸ء)

حضرت مولانا قاسم صاحب رحمۃ اللہ علیہ جمعہ کی نماز کے لئے مسجد میں داخل ہوئے، داخل ہوتے ہوئے اپنے چند احباب کو پہلی صف میں بیٹھنے کی ترغیب دی، پھر مولانا پہلی صف میں منبر کے پڑوس میں کرسی پر بیٹھے اور دو رکعات صلوۃ التوبہ پڑھی، پھر صلوۃ وسلام پڑھنا شروع کیا، اذان کے بعد مولانا مجمع کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنا وعظ شروع کیا، مفصّل

---

[۱] اکابرینِ وفاق المدارس پاکستان، ص: ۲۲۷

[۲] مسافرانِ بہشت، ص: ۳۲۹

تقریر فرمائی اور وَآخِرُ دَعْوَانَا أَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ العَالَمِيْنَ پر اپنے بیان کو مکمل کیا، پھر مولانا نے مولانا حذیفہ پٹیل صاحب سے فرمایا کہ مولانا! میری طبیعت اچھی نہیں ہے، میں خطبہ نہیں کرسکوں گا، آپ کر لیجئے! یہ کہہ کر زمین پر بیٹھ گئے، اپنے سینے پر ہاتھ رکھا اور پیچھے کی طرف گر گئے اور روح پرواز کرگئی۔

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۳۷) مفسّرِ قرآن حضرت مولانا صوفی عبدالحمید صاحب سواتی رحمۃ اللہ علیہ

(بانی مدرسہ نصرۃ العلوم، گجرانوالہ)

(متوفّی ۲۸ ربیع الاوّل ۱۴۲۹ھ مطابق ۱۶ اپریل ۲۰۰۸ء)

[حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے فرزند مولانا محمد فیاض خان سواتی لکھتے ہیں کہ] ۲۸ ربیع الاوّل کو سحری کے وقت بقولِ والدہ محترمہ ان کی کیفیت میں فرق محسوس ہوا، انہوں نے آنکھیں بھی کھولیں اور لڑھکتی زبان کے ساتھ ''اللہ، اللہ'' کا ورد بھی کیا، کسے معلوم تھا کہ یہ چراغِ سحر بجھنے کو ہے، احقر حسبِ معمول ایک بجے دارالاہتمام میں گیا، ایک سبق مقاماتِ حریری کا پڑھا چکا تھا اور دوسرا سبق ترمذی شریف پڑھانے کے لئے پونے دس بجے کا انتظار کررہا تھا، عین پونے دس بجے جب پیریڈ (period) کی گھنٹی ہوئی اور احقر اپنی کتاب اور رجسٹرِ حاضریٔ طلبہ اُٹھا رہا تھا کہ معًا عزیزم محمد ریاض خان سواتی نے گھر سے ڈاکٹر کو بلانے کے لئے تیزی سے باہر نکلتے ہوئے مجھے کہا کہ ابّاجی کی طبیعت زیادہ خراب ہوگئی ہے۔ میں نے فوراً کتاب رکھی اور دفترِ اہتمام کو بند کرکے گھر پہنچا لیکن آپ کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کرچکی تھی۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] ماہنامہ نصرۃ العلوم، مفسّرِ قرآن نمبر، ص:۱۶۱

(۱۳۸) حضرت مولانا قاری محمد طاہر صاحب رحیمی رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت قاری رحیم بخش صاحب رحمۃ اللہ علیہ وخلیفہ حضرت مولانا محمد یوسف صاحب لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۵ جمادی الاخریٰ ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۹ جون ۲۰۰۸ء)

۲۶ جمادی الاخریٰ کی صبح کو مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام میں نمازِ جنازہ کے بعد حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو جنّت البقیع میں حضرت فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا کی قبر مبارک کے قریب سپردِ خاک کردیا گیا۔

آخر گل اپنی، صرفِ درِ میکدہ ہوئی
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

نمازِ جنازہ امامِ مسجدِ نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام فضیلۃ الشیخ عبد الباری حفظہ اللہ نے پڑھائی، نمازِ جنازہ پڑھنے والوں میں امام شیخ علی عبدالرحمن الحذیفی بھی اشکبار آنکھوں کے ساتھ موجود تھے، حضرت قاری صاحب کے صاحبزادے قاری عبد القادر رحیمی نے بتایا کہ والد صاحب نے آخری وقت میں تیمم کیا اور اذان کے کلمات کا جواب دیتے ہوئے خالقِ حقیقی سے جاملے۔[1]

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

(۱۳۹) حضرت مولانا قاری سعید الرّحمن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(بانی ومہتمم جامعہ اسلامیہ راولپنڈی)

(متوفّٰی ۱۳ رجب ۱۴۳۰ھ مطابق ۶ جولائی ۲۰۰۹ء)

حضرت مولانا قاری سعید الرّحمٰن صاحب رحمۃ اللہ علیہ جامعہ اسلامیہ (راولپنڈی) کے بانی و

---

[1] علمائے دیوبند کے آخری لمحات: ۳۲۴/۲

مہتمم تھے، اساطینِ محدّثین سے براہِ راست کسبِ فیض کے نتیجے میں ان کے درسِ حدیث کی سند بہت عالی تھی، ان کی عمر ستر (۷۰) سال سے متجاوز ہوچکی تھی، اس کے باوجود ان کی بشاشتِ طبع، ان کی قوتِ کار اور عزم وحوصلہ کو دیکھ کر ان کی عمر کا اندازہ کرنا مشکل ہوتا تھا، لیکن اس دنیا میں کوئی ہمیشہ رہنے کے لئے نہیں آتا، مئی کے مہینے میں ان پر دل کا حملہ ہوا، بائی پاس (bypass) کے آپریشن کے باوجود طبیعت پوری طرح نہ سنبھل سکی، کئی روز سے بے ہوشی بھی طاری رہی، لیکن سنا ہے کہ جب ذرا ہوش آتا تو تلاوت شروع ہو جاتی تھی، بالآخر ۶ جولائی کی دوپہر ان کا وقتِ موعود آ گیا اور وہ اپنے مالکِ حقیقی سے جا ملے۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۴۰) مفسّرِ قرآن حضرت مولانا قاری سیّد اخلاق حسین صاحب قاسمی دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۳ شوال ۱۴۳۰ھ مطابق ۱۳ اکتوبر ۲۰۰۹ء)

۲۳ شوّال بروز منگل کی شب میں ساڑھے سات بجے حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے نمازِ عشاء کے لئے تکبیرِ تحریمہ کے لئے دونوں ہاتھ اُٹھا کر اللہ اکبر کہا اور روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ [۲]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] نقوشِ رفتگاں، ص: ۶۳۲

[۲] ذکرِ رفتگاں: ۲/ ۶۳۴

(۱۴۱) حضرت مولانا شاہ عبدالجلیل صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ

(برادرزادہ حضرت مولانا عبدالقادر صاحب رائے پوری رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۴ ذوالحجہ ۱۴۳۰ھ مطابق ۲۱ نومبر ۲۰۰۹ء)

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے داماد اور خلیفۂ مجاز حضرت قاری محمد مظفّر صاحب اور حضرت کے خدّام سے جب حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے آخری لمحات کے بارے میں دریافت کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وفات والے دن سے پچھلی رات (یعنی شبِ ہفتہ) تقریباً نصف شب کے قریب حضرت پر ایک عجیب کیفیت مشاہدے میں آئی کہ حضرت اپنے دست مبارک کبھی اوپر لے جاتے ہیں، کبھی دائیں، کبھی بائیں اور کبھی سامنے کی طرف جیسے مصافحہ کا انداز ہو، یہ کیفیت وقتاً فوقتاً اگلے روز قبل ظہر تک رہی.... حضرت قاری صاحب نے مزید بتایا کہ میں اور میری اہلیہ (حضرت کی صاحبزادی) حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پاس موجود تھے کہ اچانک حضرت نے اپنی صاحبزادی کو اشارے سے ایک طرف ہونے کا فرمایا جیسے باہر سے کسی کی آمد ہوئی ہو، مگر وہاں ہمارے علاوہ کسی اور کی آمد ظاہر نہ ہوئی، (دراصل یہ آمدِ ملائکہ تھی)، وقتاً فوقتاً بذریعہ چمچ حضرت کو غذا فراہم کی جا رہی تھی، قبل ظہر کی بات ہے کہ حضرت لیٹے ہوئے تھے، تھوڑا سا دودھ اور آبِ زمزم نوش فرمایا، دریں اثناء مؤذّن نے ظہر کی اذان شروع کر دی تو حضرت کے ہونٹوں پر بھی جنبش شروع ہوئی جیسے اذان کا جواب فرما رہے ہوں، جب مؤذن نے أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ کہا تو حضرت نے بھی یہ کلمہ دہرایا اور شَهِدتُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ پڑھا اور خالقِ حقیقی سے جا ملے۔[1]

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

[1] تذکرۃ الجلیل، ص: ۲۲، ۲۳

(۱۴۲) شیخ الحدیث حضرت مولانا نصیر احمد خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث وصدر المدرّسین دار العلوم دیوبند وخلیفہ حضرت قاری محمد طیّب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۹ صفر ۱۴۳۱ھ مطابق ۴ فروری ۲۰۱۰ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ نے ۹۶ سال کی طویل عمر پائی اور تقریباً پینسٹھ (۶۵) سال دار العلوم دیوبند میں درس دیا، ۱۹ صفر کی شب میں دو بج کر دس منٹ پر اپنے صاحبزادے سے سورۂ یٰسین شریف کی تلاوت سنی اور قبلہ رو ہو کر اپنے ربِّ حقیقی سے جا ملے۔[1]

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

(۱۴۳) حضرت مولانا یونس پٹیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۱ شعبان ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۲ جولائی ۲۰۱۱ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ حرمین شریفین کے سفر پر تھے، زیارتِ مدینہ منوّرہ سے بہرہ ور ہو کر عمرے کی ادائیگی سے فارغ ہوئے، مکّہ مکرّمہ کے قیام کے دوران انتقال والے دن بعد نمازِ عصر اپنے بیٹے کو ملنے ان کے کمرے میں گئے اور کچھ نصیحتیں فرمائیں:

۱) کبھی کسی پر تہمت نہ لگانا، چاہے تمہیں ایسا لگے کہ تمہارے پاس دلیل ہے اس لئے کہ تم غلط ہو سکتے ہو اور ہو سکتا ہے کہ مستقبل میں تمہیں ندامت سے دوچار ہونا پڑے۔

۲) اپنے منہ کو ہر وقت گندگی سے صاف رکھو اس لئے کہ اسی منہ سے اللہ کا نام لیا جاتا ہے۔

---

[1] ذکر رفتگاں: ۴۸۸/۲

۳) اپنی زبان کو ذکرُاللہ اور کثرتِ درود شریف سے تروتازہ رکھو۔

۴) چہرے پر ہمیشہ مسکراہٹ رکھو اور فقراء سمیت سب کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ، بالخصوص حرمین شریفین میں۔

اس کے بعد آپ اپنی بیٹی کے کمرے میں تشریف لے گئے اور کچھ پھل تناول کئے، پھر کھانا کھانے اور تازہ وضوء کرنے کے لئے اپنے کمرے میں تشریف لے گئے، اس کے بعد طواف کرنے کے لئے حرم شریف گئے، طواف کے دوران آپ دعا میں مشغول رہے، طواف سے فارغ ہوکر آپ حطیم کے پیچھے دعا میں مشغول ہو گئے، پھر آپ مطاف ہی میں نمازِ مغرب کے انتظار میں بیٹھ گئے، مغرب کی اذان ہوئی، اس کے بعد طواف کے دوگانہ ادا کئے پھر مغرب پڑھی، مغرب کے بعد کی سنتوں سے فارغ ہو کر ہجوم کی وجہ سے مطاف سے مسقّف حصّے کی طرف چلنے لگے، چلتے چلتے ایک شخص سے ملاقات ہوئی، ابھی مصافحہ کیا ہی تھا کہ اچانک آپ قبلہ رخ ہو کر زمین پر بیٹھ گئے، آپ کو کرسی پر بٹھا دیا گیا، اس دوران ڈاکٹر اشرف صاحب ملاقات کے لئے آئے اور انہوں نے نبض دیکھ کر کہا کہ نبض کی رفتار سست ہو رہی ہے۔ حضرت ہاتھ اٹھا کر دعا میں مشغول ہو گئے، حضرت کے معالج ڈاکٹر کڈوا صاحب سمجھ گئے کہ آخری وقت ہے، انہوں نے حضرت کے پیروں کو اٹھانے کا حکم کیا، جیسے ہی پیروں کو اٹھانا شروع کیا تو آپ پیچھے کی طرف گرنے لگے، آپ کو فوراً زمین پر لٹا دیا گیا، اس دوران آپ کے دعا کے لئے اٹھے ہوئے ہاتھ گر گئے اور آپ کی نظر کعبہ شریف پر مرکوز ہوگئی، حاضرین نے تلقین شروع کی اور حضرت کے ہونٹ ہلنے لگے اور اسی حالت میں آپ کی روح پرواز کر گئی، تجہیز و تکفین میں شرکت کرنے والے تمام حضرات نے آپ کے چہرے پر نمایاں مسکراہٹ کا مشاہدہ کیا۔ [۱]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

---

[۱] ماخوذ از انگریزی رسالہ النور، ص: ۱۷

(۱۴۴) حضرت مفتی عزّت اللہ صاحب صدّیقی امروہوی رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مولانا محدّث عبدالرّحمن صاحب امروہوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۳۲ھ مطابق ۱۸ اکتوبر ۲۰۱۱ء)

حضرت موصوف رحمۃ اللہ علیہ نے عشاء کی نماز کھڑے ہو کر ادا فرمائی، طبیعت بظاہر معمول پر تھی اور عشاء کے بعد جلد ہی آرام فرما ہو گئے کیونکہ عام دنوں میں جلد سونے اور پھر شب جلد اُٹھنے کا معمول زندگی بھر کا تھا، اسی عادت کے موافق آرام فرمانے لگے، رات میں تقریباً سوا بجے آپ کے کمرے سے زور زور سے غیر معمولی انداز سے ''اللہ، اللہ'' کی آواز آنے لگی، یہ سن کر صاحبزادہ محترم حضرت کے کمرے میں پہنچے تو روح پرواز کر چکی تھی۔ [۱]

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

(۱۴۵) ترجمانِ سنّت حضرت مولانا ابوبکر صاحب غازی پوری رحمۃ اللہ علیہ

(شاگردِ رشید حضرت مولانا وحید الزّماں صاحب کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ و سابق استاذ جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل)

(متوفّٰی ۱۶ ربیع الاوّل ۱۴۳۳ھ مطابق ۹ فروری ۲۰۱۲ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ بھوپال میں ایک پروگرام میں شرکت کے لئے تشریف لے گئے تھے، وہاں سے واپسی میں دہلی میں مقیم تھے، وہیں صبح کے وقت (دل کی) تکلیف ہوئی، فوراً ہسپتال لے جائے گئے، لیکن ہسپتال پہنچنے سے قبل ہی آپ نے کلمہ پڑھتے ہوئے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ [۲]

اِنّا للہ و اِنّا الیہ راجعون

---

[۱] ذکرِ رفتگاں: ۱۵۰/۳

[۲] ذکرِ رفتگاں: ۱۶۵/۳

(۱۴۶) حضرت قاری امیر حسن صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریّا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی یکم ربیع الثّانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۲۴ فروری ۲۰۱۲ء)

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا دانتوں کے علاج کے لئے بمبئی کا سفر ہوا تھا، طبیعت بظاہر معمول پر تھی، چنانچہ حسبِ عادت اخیر شب میں تہجد کے لئے بیدار ہوئے، ضروریات سے فارغ ہو کر تشریف لائے تو اپنے خادم اور نبیرۂ محترم مولانا قطب الدین صاحب سے فرمایا کہ سینے میں کچھ جلن ہو رہی ہے، پانی لاؤ۔ پانی پیش کیا گیا، پھر فرمایا کہ لٹا دو۔ لیٹنے کے بعد فرمایا کہ میں توبہ کرتا ہوں کفر سے، شرک سے، بدعت سے اور سب گناہوں سے۔ پھر ''یا سلام'' کا ورد شروع فرمایا اور یہی ورد کرتے ہوئے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے اس پیارے بندے نے جان جانِ آفریں کے سپرد کر دی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۴۷) حضرت مولانا صفی اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(صاحبزادہ مسیح الامّت حضرت مولانا مسیح اللہ خان صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۸ ربیع الثّانی ۱۴۳۳ھ مطابق ۱ مارچ ۲۰۱۲ء)

وصال سے چند لمحات قبل حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے قریب قاری عطاء الرحمٰن تھے، جب انہوں نے حضرت بھائی جان [مولانا صفی اللہ خان صاحب] کی تکلیف کو محسوس کیا تو کپڑا لے کر آپ کے پیر سہلانے شروع کئے، اس وقت حضرت بھائی جان کا بلڈ پریشر بالکل لو ہو گیا تھا، اس وقت حضرت بھائی جان نے اپنے ہاتھ میں قاری عطاء الرّحمٰن کے

---

[1] ذکر رفتگاں: ۱۸۱/۳، ۱۸۲

ہاتھ کو کَس کے پکڑا اور سختی سے دبایا اور خود زبان سے جلدی جلدی کچھ پڑھنا شروع کیا، قاری عطاء الرّحمن نے حضرت بھائی جان سے عرض کیا کہ حضرت! پیر دباؤں یا سہلاؤں؟ فوراً ہاتھ سے منع فرمایا اور شہادت کی انگلی سے اوپر کی جانب اشارہ کیا، دیکھتے ہی دیکھتے تمام حرکتیں بند ہوگئیں۔ [1]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

(۱۴۸) ناصح الاُمّت حضرت مولانا ابرارالحق صاحب کلیانوی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت ڈاکٹر عبدالحئی صاحب عارفی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۰ ذوالقعدہ ۱۴۳۳ھ مطابق ۱۶ اکتوبر ۲۰۱۲ء)

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ عشاء کی امامت کے لئے دولت کدے سے باہر تشریف لائے، خدّام سواری لئے منتظر تھے، آپ نے خدّام سے فرمایا کہ عشاء کے بعد کچھ مصروفیت ہے جس کی بنا پر وتر گھر آ کر ادا کریں گے، حضرت والا نے عشاء کی نماز بڑے والہانہ انداز میں پڑھائی اور نماز کے بعد دو سنن اور چار رکعت بنیّتِ تہجد ادا فرمائیں اور پھر وہیں مسجد میں وتر بھی ادا فرمالئے، ایسا لگتا ہے کہ اللہ ربّ العزّت اپنے پیارے دوست کو سارے کاموں سے فارغ کر کے اپنے پاس بلانا چاہتے تھے، آپ دعا سے فارغ ہوکر خدّام کے ساتھ دولت کدے پر تشریف لائے، گھر کے دروازے پر ہارٹ اٹیک ہوا جس نے ایک دوست کو دوسرے دوست سے ملادیا۔ [2]

انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] تذکرہ صفی الاُمّت حضرت بھائی جان، ص: ۱۴۷

[2] نفحۃ الابرار، ص: ۳۹

(۱۴۹) حضرت مولانا عبدالرّحیم متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریّا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۲۵ محرم ۱۴۳۴ھ مطابق ۹ دسمبر ۲۰۱۲ء)

[حضرت مولانا یوسف متالا صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ] (فجر کی) اذان سن کر بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ سب نمازِ فجر کے لئے چلے جاؤ۔ اہلیہ محترمہ سے بھی فرمایا کہ تم نماز پڑھ لو۔ رفقاء میں سے دو تین کے سوا سب چلے گئے اور اہلیہ محترمہ دوسرے حجرے میں چلی گئیں، معمول کے مطابق اہلیہ محترمہ نے چائے بنائی، اس دوران بھائی جان رحمۃ اللہ علیہ نے دو تین رفقاء کے ساتھ نمازِ فجر ادا فرمائی، نماز کے بعد چائے پیش کی گئی، چند گھونٹ نوش فرمائی پھر فرمایا کہ حمّام جانا ہے۔ حمّام کا دروازہ اندر سے خود بند فرمایا، فراغت کے بعد دروازہ کھولا اور فرمایا کہ وہیل چیر (wheelchair) لاؤ، باہر سب منتظر ہیں۔ سننے والے حیرت زدہ کہ باہر کون منتظر ہیں؟ باہر تو سنّاٹا ہے، کیونکہ تمام اساتذہ، طلبہ مسجد میں ہیں، غرض وہیل چیر لائی گئی، اس پر تشریف فرما ہوئے۔

جب اس جگہ وہیل چیر پہنچی جہاں آپ تصویر میں دیکھ رہے ہیں [یعنی گھر کے اگلے دروازے کی دہلیز پر] تو آسمان کی طرف پوری گردن اُٹھائی اور نہایت بلند آواز سے فرمایا السلام علیکم!..... اس کے بعد ایک دو منٹ کے لئے تو گردن اوپر اُٹھی ہوئی ہے، آنکھیں آسمان میں چاروں طرف گھوم رہی ہیں اور پھر آہستہ آہستہ گردن ایک جانب لڑھکنا شروع ہوئی، پھر گردن بالکل نیچے لڑھک گئی اور آنکھیں بند ہوگئیں۔ [1]

إِنَّا لِلّٰهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

[1] میرے بھائی جان، ص: ۱۵، ۱۶

(۱۵۰) حضرت مولانا مفتی محمد اسماعیل صاحب بھڑکودروی رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث جامعہ علوم القرآن، جمبوسر)

(متوفّٰی ۱۵ ربیع الاوّل ۱۴۳۴ھ مطابق ۲۹ جنوری ۲۰۱۳ء)

سوموار ۱۵ ربیع الاوّل کے روز حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ظہر کے بعد بھی طلبۂ افتاء کو دارالعلوم کنتھاریہ میں درس دیا، دن گزار کر مغرب کی نماز کے لئے وہ وضوء کے لئے آستین سمیٹ رہے تھے کہ وہ بیہوش ہو گئے، لوگ انہیں اُٹھا کر ان کے کمرے لے گئے جہاں ان کی روح قفسِ عنصری سے پرواز کر گئی۔ [۱]

اِنّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۵۱) شیخ الحدیث حضرت مولانا واجد حسین صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(شیخ الحدیث جامعہ اسلامیہ، ڈابھیل)

(متوفّٰی ۱۴ ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ مطابق ۲۶ جنوری ۲۰۱۴ء)

[حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادے مولانا ندیم الواجدی صاحب تحریر فرماتے ہیں کہ] وفات سے ایک دن پہلے کافی طبیعت خراب ہوئی، پوری رات اور پورے دن کراہتے رہے، عشاء کے بعد جب میں حسبِ معمول حاضر ہوا تو مجھے اندازہ ہوا کہ آج حالت کچھ تشویش ناک ہے، رائے ہوئی کہ ڈاکٹر کو بلایا جائے، ڈاکٹر نے بلڈ پریشر جانچنے کے بعد کہا کہ سینے پر بلغم کا جماؤ زیادہ ہے جس سے سانس لینے میں دشواری ہو رہی ہے، بلڈ پریشر بہت کم ہو چکا ہے، دعا کرو کہ رات خیریت سے گزر جائے۔ اسی اثناء میں والد صاحب نے ہاتھ پاؤں سیدھے کر لئے، پورا جسم ٹھنڈا ہو گیا، ایسا لگا کہ سانس صرف

---

[۱] ذکر رفتگاں: ۳/ ۲۳۷

سینے میں رہ گیا ہے، میں نے سورۂ یٰسین کی تلاوت کی، والد صاحب نے غور سے تلاوت سنی، اس وقت جو آخری لفظ ان کی زبان سے ادا ہوا وہ لفظِ ''اللہ'' تھا، اس کے بعد بے ہوشی میں چلے گئے اور رات بارہ بج کر پینتالیس منٹ پر اپنے خالقِ حقیقی سے جا ملے۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۵۲) حضرت مولانا اسماعیل صاحب منوبری رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم دارالعلوم کنتھاریہ)

(متوفی ۱۶ محرم ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۰ نومبر ۲۰۱۴ء)

حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ وفات سے قبل کافی بیمار رہے، تقریباً دو ماہ تک کھانا بھی نہ کھا سکے، البتہ کچھ کچھ مشروب بڑی عاجزی اور پیار سے آپ کی ایک نیک پوتی پلاتی رہی، [۳ اگست کو] ہندوستان تشریف لانے کے بعد کل ملا کر دو چار فنجان کی بمقدار بغیر دودھ کی چائے اور تقریباً دو چار گلاس شہد ملا ہوا پانی پیا ہوگا، اس کے باوجود آخر تک ہوش وحواس بالکل صحیح وسالم تھے جو اللہ تعالیٰ کا بہت بڑا احسان تھا.....، آخر قضاءِ الٰہی غالب رہی، بروزِ پیر دن میں ساڑھے دس بجے حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت کچھ زیادہ ناساز ہونا شروع ہوئی، البتہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی زبان پر کلمۂ توحید جاری تھا۔

حکیم صاحب نے آپ کے قلب کے انقباض وانبساط کی رفتار جانچی اور تشخیص کی کہ اب حرکت کافی کم ہوتی جارہی ہے، یہ جواب سن کر موجود علماءِ کرام کو نہ کھانا یاد رہا نہ صبح کے تعلیمی وقت کے خاتمے کا کچھ دھیان، تقریباً ظہر کی اذان سے قبل آپ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے سہارا دے کر بٹھا دو۔ تکیے لگا کر بٹھایا گیا، لیکن بے قراری سے پھر سو گئے، حاضرین نے

---

[۱] بے مثال شخصیت باکمال استاذ، ص:۷۹

حضرت سے درخواست کی کہ سمتِ قبلہ کی طرف رُخ کروادیں؟ تو بے تکلف ارشاد فرمایا کہ میں تھوڑی دیر کے بعد کہتا ہوں۔ کچھ ہی وقت کے بعد موجود علماءِ کرام نے دو جماعتیں بنا کر دفتر ہی میں نمازِ ظہر ادا کرنا شروع فرمایا، جیسے ہی اقامت کے کلمات کانوں تک پہنچے تو ارشاد فرمایا کہ نماز پڑھتے ہوں؟ اور خدمت میں موجود علماءِ کرام سے بھی نماز ادا کر لینے کو فرمایا، بعد نماز پھر ارشاد فرمایا کہ مجھے بٹھاؤ۔ پھر ارشاد فرمایا کہ سمتِ قبلہ کی طرف میرا رخ کردو۔

ابھی چت ہی لٹایا تھا کہ خود ہی داہنی کروٹ پر سمتِ قبلہ کی طرف رخ فرمالیا اور زبان سے یہ کلمات جاری تھے: یا اللہ! یا مولیٰ! یا الٰہی! یہاں تک کہ نوشتۂ خداوندی کا مقرّرہ وقت آپہنچا اور آپ کی روح قفسِ عنصری سے نکل کر اپنے مالکِ حقیقی رفیقِ اعلیٰ سے ملاقات کے لئے اس طرح نکلی کہ حاضرین میں سے کسی کو احساس بھی نہیں ہوا۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۵۳) حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی رحمۃ اللہ علیہ

(مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ محمودیہ، میرٹھ وخلیفہ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۰ ذی الحجّہ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۲۰۱۵ء)

[حضرت مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری دامت برکاتہم تحریر فرماتے ہیں کہ]

اس سال ۱۰ ذی الحجّہ بروزِ جمعہ کو منیٰ میں جو المناک سانحہ پیش آیا، اس میں کئی سو حجاج شدید بھیڑ اور شدّتِ گرمی کے سبب جاں بحق ہوئے، جن میں ملک کے مشہور ومعروف بافیض عالمِ دین، حضرت اقدس مولانا مفتی محمد فاروق صاحب میرٹھی، مرتّبِ فتاوی محمودیہ و مؤلّفِ تالیفاتِ کثیرہ، خلیفۂ اجل فقیہ الامّت حضرت مولانا مفتی محمود حسن صاحب گنگوہی

---

[۱] حیاتِ اسماعیل کے تابندہ نقوش، ص: ۱۸

رحمۃ اللہ علیہ اور مہتمم وشیخ الحدیث جامعہ محمودیہ نوگزہ پیر میرٹھ بھی شامل ہیں، حضرت مولانا مفتی محمد فاروق صاحب کو اللہ نے بے شمار خوبیوں سے نوازا، خورد نوازی، تواضع، کثرتِ عبادت، وقت کی قدردانی، بزرگوں اور اکابر سے والہانہ تعلّق اور اپنے طبقے میں صلح کل اور بے داغ زندگی کے مالک رہے۔

۱۰ ذی الحجّہ کی صبح کو ساڑھے سات بجے کے قریب کنکری مارنے کے لئے اپنے خیمے سے روانہ ہوئے، ہم لوگ ۹ / ۱۰ افراد تھے اور سب حسبِ معمول چل رہے تھے، جمرات کی عمارت سے ایک ڈیڑھ کلومیٹر قبل "کُبری الملک خالد" سے پہلے راستے میں اچانک بھیڑ شدید ہوگئی اور صبح کا وقت ہونے کے باوجود ساڑھے آٹھ نو بجے دھوپ کی شدت بھی ناقابلِ بیان تھی، کچھ دور بھیڑ میں چلنے کے بعد ہم لوگوں نے ارادہ کیا کہ کنارے ہوجائیں اور ذرا بھیڑ کم ہو تو آگے بڑھیں، لیکن اسی دوران بعض افریقی ممالک کے حجاج کا ایک بڑا گروپ بھیڑ میں آیا، جس کی بنا پر ہم سب ساتھی متفرق ہو گئے، احقر نے کسی طرح بمشکل دائیں جانب کنارے پر پہنچ کر قریب میں لگی ہوئی ٹھنڈے پانی کی ٹونٹی سے پانی پیا، اسی درمیان میں مفتی صاحب دوسرے ساتھیوں کے ساتھ آگے نکل گئے اور کوشش کے باوجود رک نہیں پائے، احقر آگے بڑھا تو سامنے قیامت کا منظر تھا، لوگ بے تحاشا خیموں کے پردوں پر چڑھے چلے جارہے تھے، اور جو گررہا تھا اس کے اُٹھنے کی کوئی شکل نہیں تھی، آگے سے راستہ بند تھا جبکہ پیچھے سے بھیڑ پوری قوّت سے چلی آرہی تھی، ہر طرف چیخ و پکار اور نفسا نفسی کا عالم تھا، احقر کسی طرح بچ کر بائیں جانب کے خیمے میں داخل ہوگیا جو الجزائر کے حجّاج کا تھا۔

تقریباً ایک گھنٹے کی افراتفری کے بعد جب کچھ سکون ہوا تو احقر کے عزیز مفتی ابو بکر شارق سلّمہ سے رابطہ ہوا، انہوں نے خبر دی کہ میں بخیر ہوں لیکن مولانا معزّ الدّین صاحب بے ہوش تھے، جن کو انہوں نے ہسپتال بھیج دیا ہے، مگر مفتی محمد فاروق صاحب کہیں نظر

نہیں آئے۔ ان کی اس خبر سے تشویش ہوئی، لیکن طبیعت کا زیادہ تر رجحان یہی تھا کہ حضرت مفتی صاحب بھی کہیں نہ کہیں ضرور محفوظ ہوں گے، اسی دوران پولیس اور فورس نے آکر پورے علاقے کو گھیر لیا اور ہم جس خیمہ میں تھے اس خیمے کو بھی خالی کرانے لگے، تو ہم لوگ دوسری جانب سے نکل کر جمرات پر آئے، تاہم حضرت مفتی صاحب کی تلاش وجستجو جاری رہی، مختلف ہسپتالوں میں جا کر تلاش کیا مگر کوئی سراغ نہ لگا۔

تیسرے دن مولانا معزّ الدّین صاحب جب ہسپتال سے واپس لوٹے تو انہوں نے بتایا کہ بھیڑ کی شدت کے وقت وہ اور مفتی صاحب تنہا رہ گئے تھے، اور مفتی صاحب کی حالت جب بگڑنے لگی تو انہوں نے آخر تک مفتی صاحب کو سنبھالنے کی کوشش کی، لیکن بالآخر وہ داہنی کروٹ کے بل گر گئے، اور پھر ان کے اوپر مولانا معزّ الدّین صاحب گرے اور ان پر متعدد افراد اس طرح آکر گرے کہ کوئی اپنی طاقت سے اپنی جگہ سے نکل نہیں سکتا تھا، مولانا معزّ الدّین صاحب کا بیان ہے کہ ان کے بے ہوش ہونے سے کچھ پہلے تک حضرت مفتی صاحب کے مسلسل کلمہ پڑھنے کی آواز آتی رہی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۵۴) حضرت قاری عباس صاحب دھرم پوری رحمۃ اللہ علیہ

(استاذِ تجوید دارالعلوم فلاحِ دارین، ترکیسر)

(متوفّٰی ربیع الاوّل ۱۴۳۷ھ مطابق جنوری ۲۰۱۶ء)

حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ ایک عرصے سے کینسر کے مریض تھے اور ڈاکٹروں نے آپ کو لا علاج قرار دے دیا تھا، اسی حالت میں حرمین شریفین کا سفر اس نیّت سے فرمایا

---

[1] ذکرِ رفتگاں: ۳/ ۴۰۳، ۴۰۴

کہ جنّت البقیع میں دفن ہونے کی سعادت نصیب ہو، بندے کی مسجدِ نبوی میں ملاقات ہوئی تو دیکھا کہ بہت کمزور ہو گئے ہیں اور آپ پیٹ میں شدید درد کی شکایت کرتے رہے، جب واپسی کا وقت آیا تو مولانا یونس رندیرا صاحب زید مجدہم نے - جنھوں نے آپ کے مدینہ منوّرہ کے قیام کے دوران آپ کا ہر لائن سے خیال رکھا- انہیں مدینہ منوّرہ کے ایئر پورٹ پر چھوڑا، چونکہ آپ اکیلے اور بیمار تھے اس لئے مولانا یونس صاحب نے اسی فلائٹ میں جانے والے چند حضرات کو تاکید کی کہ قاری صاحب کا خیال رکھیں اور ان کو اپنے سے الگ نہ ہونے دیں۔

جب فلائٹ جدّہ ایئر پورٹ پہنچی تو پتا چلا کہ قاری صاحب کے رفقاء کے پاس پورٹ مدینہ منورہ ہی میں رہ گئے ہیں اور آگے ہندوستان جانے والی فلائٹ میں سفر ممکن نہیں ہے، انھوں نے مولانا یونس صاحب سے بذریعہ فون کئی مرتبہ رابطے کی کوشش کی تاکہ ان سے اجازت لے کر قاری صاحب کو ہندوستان جانے والی فلائٹ پر سوار کرادیں، مگر مولانا یونس صاحب سے رابطہ نہ ہوسکا، چنانچہ انھوں نے قاری صاحب کو بھی اپنے ساتھ رکھ لیا، چونکہ اب اس دن سفر ممکن نہیں تھا اس لئے ٹور والوں نے یہ مشورہ دیا کہ ہمارے پاس مکّہ مکرّمہ میں ہوٹل ہے جس میں آپ دوسری فلائٹ تک مفت میں قیام کر سکتے ہیں، یہ حضرات قاری صاحب سمیت جدّہ سے عمرے کا احرام باندھ کر مکّہ مکرّمہ کے لئے روانہ ہوئے اور عمرے کی ادائیگی سے سرفراز ہوئے، قاری صاحب چونکہ اپنی بیماری کی وجہ سے بہت کمزور تھے اور عمرہ بھی ادا کیا تھا اس لئے تھک کر چور ہو گئے، ہوٹل جا کر چارپائی پر لیٹے اور کچھ ہی دیر بعد آخرت کے مسافر بنے اور جنّت البقیع میں دفن ہونے کی تمنا لے کر آنے والے کو اللہ تعالیٰ نے محروم نہیں کیا اور اپنی تدبیر سے جنّت المعلٰی میں دفن ہونے کی سعادت نصیب فرمائی۔

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۵۵) حضرت مولانا ریاست علی صاحب بجنوری رحمۃ اللہ علیہ

(استاذِ حدیث وناظمِ تعلیمات دارالعلوم دیوبند)

(متوفّٰی ۲۳ شعبان ۱۴۳۸ھ مطابق ۲۰ مئی ۲۰۱۷ء)

ساڑھے تین بجے رات کو مولانا ریاست علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی طبیعت خراب ہوئی، انہوں نے فون کر کے بڑے صاحبزادے مولانا سفیان صاحب اور ان کے بچوں کو اپنے پاس بیٹھک میں بلالیا، فرمانے لگے کہ میری طبیعت بگڑ رہی ہے، میرا سانس رُک رُک کر آنے لگا ہے۔ تو مولانا سفیان صاحب نے فرمایا کہ آپ ذرا کھانس لیجئے۔ لیکن وقتِ موعود آچکا تھا، مولانا کلمہ پڑھنے لگے، ایک دو بار پڑھنے کے بعد پورا پڑھا نہیں گیا، پھر آدھا کلمہ پڑھنے لگے، پھر چند منٹ میں چار بجے کے قریب روح پرواز کرگئی۔ [۱]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۵۶) حضرت مولانا محمد حسن صاحب بوڈھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۰ ربیع الثانی ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۹ دسمبر ۲۰۱۷ء)

فدائے ملّت حضرت مولانا سیّد اسعد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل حضرت مولانا محمد حسن صاحب بوڈھانوی رحمۃ اللہ علیہ برطانیہ کے قدیم اکابر علماء میں سے تھے، آپ سلفِ صالحین کے نقشِ قدم پر تھے، ذوقِ عبادت، شانِ عبدیّت اور دین سے محبت رگ و پے سے نمایاں تھی، ڈابھیل سے فراغت حاصل کرنے کے بعد آپ دیوبند تشریف لے گئے اور وہاں کے اکابر اساتذہ سے استفادہ کیا، آپ کو شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الجبّار صاحب

---

[۱] ذکر رفتگاں: ۳/۵۴۰

اعظمی اور شیخ الاسلام حضرت مولانا سیّد حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے شرفِ تلمّذ حاصل تھا، گذشتہ کئی سالوں سے آپ صاحبِ فراش تھے، سانس کا مرض قدیم تھا، چند مہینے قبل راقم الحروف [حضرت مفتی محمد سلمان منصور پوری دامت برکاتہم] والسال (Walsall) حاضر ہوا تو طبیعت قدرے بہتر تھی، مل کر مسرّت کا اظہار کیا اور دعاؤں سے نوازا، بعد میں طبیعت زیادہ ناساز ہوگئی، لیکن عجیب بات یہ رہی کہ ہر جمعہ کو وفات کی تیاری کیا کرتے کہ جمعہ کے دن وفات کا شوق تھا جس کی فضیلت احادیث میں وارد ہے، پس اللہ تعالیٰ نے اپنے صالح بندے کی یہ تمنا پوری فرمائی اور آپ کو جمعہ کی شب میں عشاء کی نماز کے بعد تسبیح پڑھتے پڑھتے حسنِ خاتمہ کی سعادت نصیب ہوئی۔ [1]

اِنّا للہ واِنّا الیہ راجعون

(۱۵۷) حضرت قاری شہید الدین احمد بندۂ الٰہی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(والد صاحب حضرت مولانا ایوب صاحب بندۂ الٰہی دامت برکاتہم)

(متوفّٰی ۱۳ شعبان ۱۴۳۹ھ مطابق ۲۹ اپریل ۲۰۱۸ء)

[۲۰ اپریل] جمعے کی صبح کو [ہسپتال سے] حضرت قاری صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو رخصت دے دی گئی، ڈابھیل گھر پر لائے گئے، البتہ سانس کی تکلیف کی وجہ سے آکسیجن لگائے رکھنا پڑا، وفات تک آپ کی یہی حالت رہی، البتہ جب بھی نیند سے بیدار ہوئے یا ہوش میں آتے تو ہلکی آواز سے ذکر وتلاوت کرتے رہتے جیسا کہ ان کی عادت تھی، اور محتاجِ محض ہونے کے باوجود مسجد کے لئے پلنگ پر سے سرکنے اور ہٹنے کی کوشش کرتے اور مسجد کی طرف اس طرح اشارہ کرتے کہ مسجد لے چلو۔ خیر، آپ کو تیمم کرادیتے اور آپ نماز ادا کرتے اور جب تک کچھ بولنے کی طاقت تھی زور لگا کر بلند آواز سے نصیحت

[1] ذکرِ رفتگاں: ۳/ ۶۰۳

فرماتے، آخری دو تین دن میں آواز بالکل ختم ہوچکی تھی مگرتا وقتِ آخرزبان وہونٹ ذکر میں حسبِ معمول ہلتے رہتے تھے، بالآخر تیرہ شعبان پیر کی شب گیارہ بجے ہلکی سی غنودگی میں بآسانی روح قبض ہوگئی۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۵۸) حضرت مولانا یوسف تتلا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۳ شعبان ۱۴۴۱ھ مطابق ۲۹ مارچ ۲۰۲۰ء)

حضرت مولانا یوسف تتلا صاحب رحمۃ اللہ علیہ شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفۂ اجل تھے، آپ کی دعوت پر حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے وفات سے ایک سال قبل ۱۴۰۱ھ میں اسٹینگر، جنوبی افریقہ میں اعتکاف فرمایا، حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ سے بہت انسیت تھی، چنانچہ آپ بیتی میں جابجا مختلف مناسبتوں سے آپ کا تذکرہ موجود ہے، آپ انتہائی متقی، پرہیزگار، اکابر سے تعلق رکھنے والے اور نرم طبیعت کے مالک تھے، تواضع اور صلہ رحمی کے اعتبار سے ممتاز مقام پر فائز تھے، مولانا موصوف وفات سے چند دن قبل تبلیغی سفر پر ہندوستان تشریف لائے تھے، وطن واپسی کے بعد ہلکا سا موسمی نزلہ اور بخار ہوا، اور چونکہ اس وقت وبائی بیماری (کورونا وائرس) پھیلی ہوئی تھی اس لئے اہلِ خانہ نے فوراً ٹیسٹ کرایا تو وہ مثبت آیا، چنانچہ ڈاکٹروں کے مشورے پر آپ کو گھر ہی میں قرنطینہ (quarantine) میں رکھا گیا، طبیعت بظاہر معمول پر تھی، وفات والے دن عشاء کی نماز بعافیت ادا کی، اُس کے بعد طبیعت زیادہ بگڑنے لگی تو ہسپتال جانے کا مشورہ ہوا، آپ نے گھر والوں سے فرمایا کہ مجھے وضوء کرایا جائے، وضوء کے بعد آپ

[1] حیاتِ طیبہ حضرت قاری بندۂ الٰہی، ص: ۸۳

نے باقاعدہ عمامہ باندھا جو عام طور پر باندھنے کا معمول تھا، اُس کے بعد دو رکعات نماز شروع کی اور نماز ہی کے دوران سجدے کی حالت میں آپ کی روح پرواز کرگئی، بلاشبہ یہ ایسی موت ہے جس پر جتنا بھی رشک کیا جائے کم ہے۔ [1]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

(۱۵۹) حضرت مفتی عبداللہ صاحب مظاہری رویدروی رحمۃ اللہ علیہ

(بانی وشیخ الحدیث جامعہ مظہر سعادت، ہانسوٹ وخلیفہ حضرت قاری صدیق احمد صاحب باندوی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۹ محرم ۱۴۴۲ھ مطابق ۸ ستمبر ۲۰۲۰ء)

حضرت مفتی عبداللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی موت سے کافی وقت پہلے سے ذکرِ جہری میں مشغول تھے، زبان پر کلمۂ طیبہ، کلمۂ شہادت، کلمۂ توحید جاری تھے، اپنے قریب موجود حضرات کو حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے کمرے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کی حدیث سنائی، مولانا عبیداللہ صاحب کو پوچھتے رہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری کلمات یہی تھے، اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْأَعْلٰی؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری کلمات زبان پر جاری رہے، نیز بار بار تلقین فرما رہے تھے کہ مجھے سنت کے مطابق سلادو، شریعت میں موت کے وقت جس طرح سے سلانے کا حکم دیا گیا ہے اس طریقے سے سلادو۔ بار بار اَللّٰھُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْأَعْلٰی پڑھ رہے تھے، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آخری کلمات پڑھتے رہے، ساڑھے پانچ بجے آپ کو قبلہ رُو سلادیا گیا، بدن میں ایک عجیب سکون کی کیفیت طاری ہوئی جیسے بہت تھک جانے کے بعد ٹھنڈی ہوا میں بستر پر لیٹ رہا ہو، جیسے ہی اذان شروع ہوئی اور کلمات بڑھتے گئے تو حضرت مفتی صاحب کی پاکیزہ روح قفسِ عنصری سے پرواز کرگئی۔ [2]

اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْن

---

[1] ذکرِ رفتگاں: ۸۸/۴

[2] بحرِ حکمت پیکرِ عزیمت، ص: ۳۰

(۱۶۰) حضرت مولانا اسماعیل صالح جی صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(متوفّٰی ۲۲ جمادی الاولی ۱۴۴۲ھ مطابق ۶ جنوری ۲۰۲۱ء)

حضرت مولانا اسماعیل بن احمد صالح جی رحمۃ اللہ علیہ جنوبی افریقہ کے سب سے پہلے مدرسے ''دارالعلوم نیوکاسل'' کی پہلی جماعت کے فضلاء میں سے تھے، جوانی سے ہی تبلیغی جماعت کے ساتھ بہت گہرا تعلق رہا جس کی بدولت وقت کے اکابرین حضرت جی مولانا انعام الحسن صاحب وغیرہ کی صحبت نصیب ہوئی، موصوف سراپا اخلاق، سلیم الطبع، خوش اطوار، متواضع، خندہ جبیں اور نیک سیرت تھے، جس صبح مولانا کا وصال ہوا، اسی شب میں بعد نماز عشاء مقامی جامع مسجد میں جماعت آئی ہوئی تھی، آپ جماعت کی خدمت میں رہے اور بھرپور نصرت کی، رات کو حسب معمول تہجد سے فارغ ہو کر تلاوت میں مصروف رہے، پھر اپنی اہلیہ کے لئے جس کی طبیعت ناساز تھی ایک چمچہ شہد لائے، فجر کے لئے روانہ ہونے سے پہلے اپنے ساتھ کچھ لیچی (lychee) اور چند روٹیاں لیں، لیچی جوہانسبرگ سے آئی ہوئی جماعت کو دینے کے لئے تھی اور روٹی پرندوں کے لئے، حضرت مولانا کا یہ معمول تھا کہ چڑیوں کو روزانہ کچھ نہ کچھ ڈالتے تھے۔

حضرت مولانا فجر کی نماز کے لئے مدرسہ تعلیم الدین تشریف لائے، جماعت میں شامل ہوئے، پہلی رکعت پوری کی اور دوسری رکعت کے پہلے سجدے میں سخت غرغرہ کی آواز سنائی دی گئی جو بتدریج دھیمی پڑتی گی، آپ کی روح سجدے ہی کی حالت میں پرواز کر گئی اور آپ انتقال فرما گئے۔

جس دن انتقال ہوا اس روز ایک شخص نے خواب دیکھا کہ آپ اس سے کہہ رہے ہیں کہ میری گاڑی کے بوٹ (boot) میں دو امانتیں ہیں، انہیں جلد حق دار تک پہنچاؤ۔ لوگوں کو جب خواب کی اطلاع ہوئی تو بوٹ کھولا گیا جس میں دونوں چیزیں ملیں، لیچی

جماعت والوں کو پہنچائی گئی اور روٹیاں پرندوں کو کھلا دی گئیں۔

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

(۱۶۱) حضرت حاجی احمد ناخدا صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفّٰی ۱۰ رجب ۱۴۴۳ھ مطابق ۱۱ فروری ۲۰۲۲ء)

حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے کئی مہینے قبل ان کے خلیفہ مفتی ایوب جینا صاحب اور ان کے بیٹے روزانہ مغرب سے پہلے ان کے پاس ان کے گھر آتے اور ذکر کی مجلس منعقد کرتے، ان کے انتقال سے پہلے حسبِ معمول اس جمعرات کو بھی ہوا، عشاء کے بعد بہت سے معتقدین ان سے ملاقات کے لئے آئے تھے خاص کر مولانا زبیر ملک مدنی، حضرت مولانا زبیر صاحب نے اس موقع پر اپنے خاص انداز میں اونچی آواز میں چہل درود پڑھے۔

انتقال سے کچھ گھنٹے پہلے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے [اپنی صاحبزادی] حلیمہ آپا سے کہا کہ انہوں نے آں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے بستر کی ایک طرف کھڑا دیکھا اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کو دوسری طرف، یہ ایسا تھا کہ گویا وہ ان کو لینے آئے تھے، پھر تہجد کے وقت انہوں نے کلمہ پڑھا اور انتقال کر گئے۔ [1]

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

---

[1] گنبدِ خضراء کے سایے میں، ص: ۱۳۷

(۱۶۲) حضرت مفتی موسیٰ بدات صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(خلیفہ حضرت مفتی محمود الحسن صاحب گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ)

(متوفی ۲ ربیع الاوّل ۱۴۴۷ھ مطابق ۲۴ اگست ۲۰۲۵ء)

حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے صاحبزادے مولانا عبداللہ صاحب کا بیان ہے کہ حضرت والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کئی روز سے بیمار تھے اور ہسپتال میں تھے، اتوار کے روز آپ نے تیمم کر کے عصر کی نماز ادا کی، مغرب سے پہلے آپ کے تقاضے پر گھر کے لوگ آپ کو استنجاء کے لئے لے گئے، استنجاء سے فراغت پر آپ نے فرمایا کہ مجھے غسل کراؤ۔ غسل کرایا گیا، فراغت پر آپ نے غسل کرانے والوں سے تکلیف پر معافی مانگی اور دھلی ہوئی لنگی پہنانے کے لئے فرمایا، لنگی پہنتے ہوئے حضرت مفتی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ پڑھا اور اس کے بعد اپنا سر اپنے داماد کے دائیں کندھے پر رکھ کر حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الوَكِيْلُ پڑھا اور چند ہی لمحوں میں غروبِ آفتاب کے ساتھ علم وعمل کا یہ آفتاب بھی غروب ہو گیا۔

انّا للہ وانّا الیہ راجعون

والدین ماجدین رحمۃ اللہ علیہما کا حسنِ خاتمہ

والد ماجد رحمۃ اللہ علیہ

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ماشاء اللہ شروع ہی سے دینی ذوق کے حامل تھے، ایسا لگتا تھا کہ شریعتِ مطہّرہ کی پابندی ان کے خمیر میں تھی، نماز باجماعت کا بہت زیادہ اہتمام تھا، تکبیرِ اولیٰ کبھی فوت نہیں ہوتی تھی، تہجد، اشراق، چاشت، اوّابین، اوراد و وظائف وغیرہ پر پوری مداومت تھی، سنّتوں کے شیدائی تھے، اہلِ علم اور اہل اللہ سے حد درجہ محبت رکھتے تھے، وفات سے ایک روز قبل سینے میں کچھ درد محسوس ہوا، عصر کے لئے مسجد جاتے ہوئے درد نے شدّت اختیار کرلی، لیکن چونکہ آپ صاحبِ عزیمت تھے اس لئے تکلیف کے باوجود مسجد گئے، عصر کی نماز جماعت کے ساتھ ادا کی، نماز کے بعد اس اندیشے سے کہ صحت کی خرابی کے ساتھ آنا جانا مشکل ہوگا آپ مسجد ہی میں عشاء تک رہے، عشاء کے بعد گھر پہنچ کر سو گئے اور شب میں حسبِ معمول تہجد کے لئے اٹھے، فجر کی نماز جماعت کے ساتھ مسجد میں ادا کی، گھر آکر اپنے صبح کے معمولات پورے کئے اور پھر آرام کے لئے لیٹے، وقت موعود آچکا تھا اس لئے آپ اسی نیند میں ہمیشہ کی نیند سو گئے، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد ہم بھائیوں نے مقامی علماء کے ساتھ والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو غسل دیا، غسل کے دوران حضرت مولانا محمد گورا صاحب رحمۃ اللہ علیہ کہنے لگے کہ دیکھو! حافظ صاحب تو مسکرا رہے ہیں۔ حاضرین اس منظر کو دیکھتے ہی رہ گئے، یہ مسکراہٹ پھر اخیر تک رہی، غسل کے بعد جنازے کو گھر لے گئے تاکہ گھر کی مستورات آخری دیدار کرسکیں، چونکہ وفات، تجہیز اور تکفین سب کچھ بہت جلد ہو گیا تھا اور جنازے کی نماز میں

وقت بہت کم رہ گیا تھا اس لئے انہیں زیادہ سے زیادہ پندرہ (۱۵) بیس (۲۰) منٹ ملے، بندے کی بڑی بہن باٹلی سے اسی وقت پہنچی تھیں، جب ہم لوگوں نے جنازہ اٹھانا چاہا تو عورتیں افسردہ ہوئیں، وہ چاہتی تھیں کہ تھوڑا وقت اور مل جائے، بندے نے اپنے بھائیوں سے کہا کہ والد صاحب کو سر کی طرف سے اٹھاؤ۔ جب والد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اٹھایا تو لبوں پر مسکراہٹ بالکل عیاں تھی، سب نے دیکھا کہ مسکرا رہے ہیں، بندے نے عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا کہ دیکھو! والد صاحب اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لئے کتنے خوش ہیں، جب آپ اتنے خوش ہیں تو کیا ہمیں آپ کو آگے جلدی نہیں بھیج دینا چاہئے؟ اس منظر سے سب کو بہت تسلی ملی اور سب نے خوشی خوشی رخصت کر دیا۔ رَحِمَهُ اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً وَأَدْخَلَهُ فَسِيْحَ جَنَّاتِهٖ وَجَعَلَهُ مَعَ رُفْقَةِ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَجَزَاهُ اللّٰهُ عَنِّيْ خَيْرَ الجَزَاءِ۔

والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا

والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا پیرانہ سالی سے گزر رہی تھیں، آخری سال میں ضعف کافی بڑھ گیا تھا، گھٹنوں میں درد کی شکایت بہت ہو گئی تھی مگر ما شاء اللہ بڑی باہمت خاتون تھیں، اخیر تک اپنے سب کام خود کرتی رہیں، دو مرتبہ کچھ ہفتوں کے لئے ہسپتال میں بھی رہنا پڑا، عمر اور صحت کے پیش نظر آپ کو یہ خدشہ تھا کہ میں اب اس دار فانی میں کچھ ہی دنوں کی مہمان ہوں، ملاقات کے لئے آنے والوں اور عیادت کرنے والوں سے ہمیشہ بڑی لجاجت سے حسنِ خاتمہ کے لئے دعا کی درخواست کیا کرتی تھیں۔

مرض الوفات بروزِ پیر دو پہر تقریباً ساڑھے تین بجے کے قریب وضو کرتے کرتے طاری ہوا، ہمارے بڑے بھائی حافظ احمد علی صاحب زید مجدہم نے اس صورتِ حال کو دیکھ کر میرے حضر وسفر کے ساتھی محبّی ومحبوبی مولانا احمد صاحب زید مجدہم کے ساتھ ان کو بستر پر لٹا دیا،

میں بھی اسی وقت پہنچا، والدہ نیم بیہوشی کی حالت میں تھی، میں نے پیشانی پر بوسہ دیا اور خیر خیریت کے بعد یہ کوشش کی کہ ان سے وہ نبوی دعا پڑھواؤں جس کے بارے میں آپ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص بیماری میں اس دعا کو پڑھتا ہے اور پھر اس کا (اسی بیماری میں) انتقال ہوجاتا ہے تو اس کو جہنم کی آگ نہیں کھائے گی (چھوئے گی)، وہ دعا یہ ہے:

لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ[1]

ان کی ذہنی صورتِ حال کو دیکھ کر میں نے انہیں تھوڑا تھوڑا کر کے پڑھانے کی کوشش کی، میں نے کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، انہوں نے جواباً کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، میں نے کہا: وَاللّٰهُ أَكْبَرُ انہوں نے کہا: وَاللّٰهُ أَكْبَرُ، پھر میں نے کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، انہوں نے بھی کہا: لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ، پھر میں نے کہا: وَحْدَهٗ تو چوتھے کلمے کے ساتھ مشابہت کی وجہ سے انہیں یہ خیال آیا ہوگا کہ میں انہیں وہی کلمہ پڑھا رہا ہوں، اس لئے وہ آگے خود ہی صاف آواز میں پڑھتی چلی گئیں: وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ يُحْيِيْ وَيُمِيْتُ بِيَدِهِ الْخَيْرُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْئٍ قَدِيْرٌ۔ باقی گفتگو میں زبان لڑکھڑا رہی تھی اور الفاظ صاف نہیں نکل رہے تھے، لیکن یہ دعا صاف صاف پڑھی، ان کی جسمانی اور دماغی کمزوری کو دیکھ کر میں نے سوچا کہ اس حالت میں بھی توحید کا خود ہی مکمل اعلان کر چکی ہیں اس لئے اب انہیں مزید تکلیف دینا مناسب نہیں ہے۔

اس کے دو گھنٹوں کے بعد ان پر مکمل بے ہوشی طاری ہوگئی، انتقال سے دو گھنٹے پہلے ہماری اہلیہ کو یہ فکر لاحق ہوئی کہ مرنے والے پر تو شیطان بہت محنت کرتا ہے، پتا نہیں اندر

---

[1] سنن الترمذي، أبواب الدعوات، باب ما جاء ما يقول العبد إذا مرض، ح(٣٤٣٠)

کیا ہو رہا ہوگا، چنانچہ اہلیہ نے ان کے کان کے پاس اللہ، اللہ کہنا شروع کیا، اللہ کا کرم ہوا کہ اس بے ہوشی کے عالم میں بھی والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کی زبان پر یَا اللّٰہ، یَا اللّٰہ، یَا اللّٰہ کا ذکر جاری ہوا جو حاضرین نے سنا، یہ زبان سے نکلنے والے آخری کلمات تھے، اس کے دو گھنٹے بعد والدہ محترمہ رحمۃ اللہ علیہا کی روح اس عالمِ فانی سے عالمِ بالا کی طرف اتنی آسانی سے پرواز کرگئی کہ حاضرین کو احساس ہی نہیں ہوا، انا للہ وانا الیہ راجعون۔

غسل کا فوراً اہتمام ہوا، تجہیز وتکفین کے بعد اہلیہ نے بتلایا کہ والدہ کے ہونٹوں پر مسکراہٹ ہے اور شکل وصورت بھی بڑھاپے والی نہیں رہی، والدہ تو دلہن بن گئی ہیں، تم جا کر دیکھو تو سہی۔ میں نے جا کر دیکھا تو واقعی ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی اور چہرے سے لگ ہی نہیں رہا تھا کہ وہ اٹھاسی (۸۸) سال قمری (پچاسی (۸۵) سال شمسی) کی بوڑھی عورت ہیں، ان کے چہرے کا رنگ بالکل fair (گورا) ہو گیا تھا اور چہرے کی جھریاں (wrinkles) سب ختم ہوگئی تھیں، میری بہن جو چونسٹھ (۶۴) سال کی ہیں اس سے بھی جوان لگ رہی تھیں، چہرے کی یہ مسکراہٹ آہستہ آہستہ بڑھتی رہی یہاں تک کہ جنازہ اٹھانے تک ان کے اوپر کے سارے دانت نظر آرہے تھے۔ رَحِمَهَا اللّٰهُ رَحْمَةً وَّاسِعَةً وَأَدْخَلَهَا فَسِيْحَ جَنَّاتِهِ وَجَعَلَهَا مَعَ رُفْقَةِ النَّبِيِّيْنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَاءِ وَالصَّالِحِيْنَ وَجَزَاهَا اللّٰهُ عَنِّيْ خَيْرَ الْجَزَاءِ۔

ماٰخذ ومراجع

شمار	کتاب	مصنّف/مؤلّف	مکتبہ
۱	سنن الترمذي	لإمام أبو عيسى الترمذي	دار التأصيل، مصر
۲	فتح القدير	العلّامة ابن الهمام الحنفي	دار الكتب العلمية، بيروت
۳	حیاتِ اسعد	مولانا نسیم احمد غازی	مکتبہ نسیمیہ، مرادآباد
۴	پچاس مثالی شخصیات	حضرت قاری محمد طیب قاسمی	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان
۵	آپ بیتی	حضرت مولانا محمد زکریا کاندھلوی	دارالاشاعت، کراچی
۶	مسلکِ علماءِ دیوبند اور حبِ رسول ﷺ	حضرت مفتی محمود الحسن گنگوہی	مکتبہ دارالعلوم رحیمیہ، کشمیر
۷	اطیب القطرات، تذکرہ بعض علماءِ گجرات	مولانا مرغوب احمد لاجپوری	ناشر: رشید احمد لاجپوری
۸	حالاتِ مشائخ کاندھلہ	مولانا احتشام الحسن کاندھلوی	مکتبۃ الشیخ، کراچی
۹	حیاتِ شیخ الہند	مولانا اصغر حسین دیوبندی	ادارۂ اسلامیات، لاہور
۱۰	علماءِ دیوبند کے آخری لمحات، (جلد اوّل)	مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی	فرید بک ڈپو، دہلی
۱۱	علماءِ دیوبند کے آخری لمحات، (جلد دوم)	مولانا ثناء اللہ سعد شجاع آبادی	عمر پبلکیشنز، لاہور
۱۲	سیرتِ مولانا سید محمد علی مونگیری	سیّد امین الحسنی	مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی
۱۳	تذکرۃ الخلیل	مولانا عاشق الٰہی میرٹھی	مکتبۃ الشیخ، کراچی
۱۴	چند عظیم شخصیات	حضرت مفتی محمد شفیع عثمانی	ادارۃ المعارف، کراچی
۱۵	حیاتِ محدث کشمیری (نقشِ دوام)	مولانا انظر شاہ مسعودی کشمیری	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان

۱۶	سہ ماہی احوال وآثار کاندھلہ، اشاعتِ خاص بیادِ مولانا انعام الحسن کاندھلوی	مولانا نور الحسن راشد کاندھلوی	مکتبۂ خلیل، لاہور
۱۷	امامِ اہل السنت، علامہ عبد الشکور فاروقی لکھنوی، حیات وخدمات	پروفیسر محمد عبد الحی فاروقی	ادارۂ تحقیقاتِ اہلِ سنت، لاہور
۱۸	حیاتِ مفتئ اعظم	حضرت مفتی محمد رفیع عثمانی	ادارۃ المعارف، کراچی
۱۹	انفاسِ قدسیہ در تذکرہ بعض علماءِ کفلیتہ	مولانا اظہر کفلیتوی	جامعۃ القراءات، کفلیتہ
۲۰	تذکرۂ مشائخ دیو بند	مفتی عزیز الرحمن بجنوری	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان
۲۱	چند روشن ستارہ برما ملک میں	مولانا محمد یونس سورتی	مجلسِ دعوۃ الحق، لیسٹر، یوکے
۲۲	سیرتِ اشرف	منشی عبد الرحمن خان	ادارۂ نشر المعارف، ملتان
۲۳	حضرت مولانا الیاس صاحب اوران کی دینی دعوت	حضرت مولانا سیّد ابو الحسن علی ندوی	مجلسِ تحقیقات ونشریاتِ اسلام، لکھنؤ
۲۴	بیس علماءِ حق	حافظ محمد اکبر شاہ بخاری	مکتبۂ رحمانیہ، لاہور
۲۵	عارف باللہ کی سوانح حیات	حافظ محمد شوکت علی جمال پور	مکتبۂ فیضِ مکرم، سہارنپور
۲۶	ماہنامہ معارف رمضان المبارک ۱۳۶۷ھ	ماہنامہ معارف	دار المصنفین، شبلی اکیڈمی، اعظم گڑھ
۲۷	سوانح حضرت مولانا مفتی سیّد شمس الدین بڑودوی	مولانا محمد یونس سورتی	مجلسِ دعوۃ الحق، لیسٹر، یوکے
۲۸	مفتی محمد حسن امرتسری اوران کے مشاہیر تلامذہ وخلفاء	حافظ محمد اکبر شاہ بخاری	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان
۲۹	سیدی وابی امیرِ شریعت سیّد عطاء اللہ شاہ بخاری	بنتِ امیرِ شریعت سیّدہ امِ کفیل بخاری	بخاری اکیڈمی، ملتان
۳۰	حضرت مولانا احمد علی لاہوری کے حیرت انگیز واقعات	مولانا حاکم علی	معہد الرشید، چپاتا

۳۱	پرانے چراغ	حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی	مکتبہ فردوس، لکھنؤ
۳۲	تذکرہ حضرت جی مولانا محمد یوسف کاندھلوی	حضرت مولانا منظور نعمانی	مکتبہ خلیل، لاہور
۳۳	مضامین وسوانح حضرت مولانا سیّد بدر عالم میرٹھی	حافظ محمد اکبر شاہ بخاری	ادارۃ المعارف، کراچی
۳۴	اکابرینِ وفاق المدارس العربیہ پاکستان	حافظ محمد اکبر شاہ بخاری	مکتبہ رحمانیہ، لاہور
۳۵	تجلیاتِ غور غشتوی	مفتی محمد قاسم بجلی گھر	مکتبہ مولانا بجلی گھر
۳۶	الفرقان وفیات نمبر	ماہنامہ الفرقان	ماہنامہ الفرقان، لکھنؤ
۳۷	ماہنامہ البلاغ مفتیٔ اعظم نمبر	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی	مکتبہ دارالعلوم، کراچی
۳۸	آپ بیتی (ماجدی)	مولانا عبدالماجد دریابادی	مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی
۳۹	ماہنامہ بینات اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا محمد یوسف بنوری	بینات	مکتبہ بینات، کراچی
۴۰	شخصیات وتأثرات	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	مکتبہ بینات، کراچی
۴۱	سوانح مجاہدِ ملّت مولانا غلام غوث ہزاروی	مولانا عبدالقیوم حقانی	القاسم اکیڈمی، نوشہرہ
۴۲	سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا محمد زکریا	حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی	مجلسِ نشریاتِ اسلام، کراچی
۴۳	تذکرۃ الشیخین	حافظ محمد اسحاق ملتانی	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، ملتان
۴۴	بے مثال شخصیت باکمال استاذ	مولانا ندیم الواجدی	دارالکتاب دیوبند
۴۵	مختصر سوانح حیات حضرت مولانا محمد ایوب اعظمی	مولانا محمد یونس سورتی	مجلسِ دعوۃ الحق، لیسٹر، یوکے
۴۶	نقوشِ رفتگاں	حضرت مفتی محمد تقی عثمانی	ادارۃ المعارف، کراچی

۴۷	سوانح شیخ الحدیث حضرت مولانا عبد الحق	حضرت مولانا عبدالقیوم حقانی	القاسم اکیڈمی، نوشہرہ
۴۸	اصلاحی مواعظ	حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	مکتبہ لدھیانوی، کراچی
۴۹	ذکرِ رفتگاں	مفتی محمد سلمان منصور پوری	مرکز نشر و تحقیق، لال باغ مراد آباد
۵۰	حیاتِ حبیب	مولانا ذوالفقار احمد نقشبندی	مکتبۃ الفقیر، فیصل آباد
۵۱	ذکرِ انیس	مولانا محمد یونس سورتی	مجلسِ دعوۃ الحق، لیسٹر، یو کے
۵۲	بینات اشاعتِ خاص بیاد حضرت مفتی احمد الرحمن	بینات	مکتبہ بینات، کراچی
۵۳	حیاتِ مسیح الاُمّت	مفتی رشید احمد میواتی	ادارۂ تالیفاتِ مسیح الامت، ہریانہ
۵۴	ماہنامہ انوار القرآن حافظ الحدیث نمبر	ماہنامہ انوار القرآن	جامعہ انوار القرآن، کراچی
۵۵	تذکرۃ الرضا	مولانا رشید اجمیری	مکتبہ تالیفاتِ شیخ اجمیری، سورت
۵۶	سوانح حضرت جی ثالث حضرت مولانا انعام الحسن صاحب کاندھلوی	حضرت مولانا شاہد سہارنپوری	مکتبہ یادگارِ شیخ، سہارنپور
۵۷	حیاتِ نعمانی	حضرت مولانا عتیق الرحمن سنبھلی	جامعہ علوم القرآن، جمبوسر، گجرات
۵۸	حیاتِ صدیق	مولانا زید مظاہری ندوی	افاداتِ اشرفیہ، ہتھورا باندہ
۵۹	مختصر حالات و سفرِ آخرت	مفتی عبدالباری سکھروی	خانقاہ عارفی، کراچی
۶۰	حضرت مولانا سیّد ابوالحسن علی ندوی حیات اور کارنامے اور ان کے ملفوظات	محمد حسن انصاری	مشہور انٹرپرائز، لکھنؤ
۶۱	مسافرانِ بہشت	مفتی محمد فاروق میرٹھی	مکتبہ محمودیہ، میرٹھ
۶۲	بینات اشاعتِ خاص بیاد شہیدِ اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی	بینات	جامعۃ العلوم الاسلامیہ، علامہ بنوری ٹاون، کراچی

۶۳	ماہنامہ الخیر مناظر اسلام حضرت مولانا امین صفدر اوکاڑوی	ماہنامہ الخیر	جامعہ خیر المدارس، ملتان
۶۴	ماہنامہ حق چار یار اشاعتِ خاص بیاد حضرت مولانا قاضی مظہر حسین	حافظ زاہد حسین رشیدی	تحریکِ خدامِ اہلِ سنت، لاہور
۶۵	حیاتِ ابرار	حضرت مفتی محمد فاروق میرٹھی	مکتبہ محمودیہ، میرٹھ
۶۶	داعی الی اللہ حضرت مولانا محمد بن سلیمان جھانجھی	مولانا عبد اللہ جھانجھی	نیو پرنٹ سنٹر، دہلی
۶۷	ماہنامہ نصرۃ العلوم مفسرِ قرآن نمبر	ماہنامہ نصرۃ العلوم	جامعہ نصرۃ العلوم، گوجرانوالہ
۶۸	تذکرۃ الجلیل	ڈاکٹر حکیم ابو حذیفہ عمران فاروق	مجلسِ رائے پوری، فیصل آباد
۶۹	تذکرہ صفی الاُمّت حضرت بھائی جان	سید حذیفہ نجم تھانوی	ادارۂ تالیفاتِ اشرفیہ، تھانہ بھون
۷۰	نفحۃ الابرار	مولانا ابرار الحق کلیانوی	خانقہ عارفی، کراچی
۷۱	میرے بھائی جان	حضرت مولانا یوسف متالا	ازہر پبلیکیشنز، لندن
۷۲	حیاتِ اسماعیل کے تابندہ نقوش	مولانا حسن عبد اللہ بھڑ کودروی	دار العلوم عربیہ اسلامیہ، بھروچ
۷۳	حیاتِ طیبہ حضرت قاری بندۂ الٰہی	مولانا محمد یونس سورتی	مجلسِ دعوۃ الحق، لیسٹر، یو کے
۷۴	بحرِ حکمت و پیکرِ عزیمت	مولانا عبید اللہ سعادتی	مکتبہ عبدیت، بھروچ
۷۵	گنبدِ خضراء کے سائے میں	مولانا اسماعیل ناخدا	ادارۃ الصدیق، ڈابھیل
۷۶	رسالہ النور ذو القعدہ ۱۴۳۵ھ (انگریزی)	رسالہ النور	خانقاہ اشرفیہ اختریہ، ساؤتھ افریقا

حسنِ خاتمہ کے لئے ایک شاندار دعا

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ خَيْرَ عُمْرِيْ اٰخِرَہٗ، وَخَيْرَ عَمَلِيْ خَوَاتِمَہٗ، وَخَيْرَ أَيَّامِيْ يَوْمَ أَلْقَاكَ

اے اللہ! میری عمر کے آخری حصے کو میری زندگی کا بہترین حصہ، اور میرے آخری اعمال کو میری زندگی کے بہترین اعمال اور تیری ملاقات کے دن کو میری زندگی کا بہترین دن بنا دے۔

(مصنّف ابن أبي شيبة)

دنیا سے اس طرح ہو رخصت غلام تیرا

(حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ)

دنیا سے اس طرح ہو رخصت غلام تیرا
ہو دل میں یاد تیری ہو لب پہ نام تیرا

ہر ما سوا سے غافل شوقِ لقا میں تیرے
ہو جان و دل سے حاضر سن کر پیام تیرا

ہے خوبیٔ دو عالم اِک حسنِ خاتمہ پر
کرنا سَر اِس مہم کا ادنیٰ ہے کام تیرا

رگ رگ میں مرتے دم ہو صدقِ یقیں کے باعث
تیرے نبی کی وقعت اور احترام تیرا

منکر نکیر آ کر دے جائیں یہ بشارت
تجھ کو رہے مبارک حسنِ ختام تیرا

رحمت سے بخش دینا میرے گناہ سارے
روزِ جزا نہ دیکھوں میں انتقام تیرا